

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اسلام الغائبین

فی

معرفۃ الصحابین

علامہ امام ابی الحسن علی البخاری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

جناب پروفیسر غلام ربانی عزیز،

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابہ	_____	نام کتاب
علامہ ابن اثیر جزیری قدس سرہ دم - ۱۳۳۰ھ	_____	نام مولف
پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم اے	_____	ترجمہ
سوانح و اذکار صحابہ رسول	_____	موضوع
شوال المعظم ۱۴۰۹ھ	_____	نقش اول
_____	_____	_____
چار سو پچانوے	_____	تذکرہ صحابہ
مکتبہ نبویہ، گنج بخش روڈ - لاہور	_____	ناشر
کباتن پرنٹرز لاہور	_____	طابع
روپے	_____	قیمت جلد، ششم - ہفتم

فہرست ترجمہ اُسد الغابہ جلد نہم

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۲۵	نافع الجرشى	۱۳	۱۷	نابغة بن الجعدى	۱
۲۵	نافع بن عبد الحارث	۱۴	۲۰	نابل الجبشى	۲
۲۶	نافع بن حارث كلدہ	۱۵	۲۰	ناجیہ بن اعجم اسلمى	۳
۲۷	نافع (غلام رسول پاک)	۱۶	۲۲	ناجیہ بن حارث	۴
۲۷	نافع بن زید الحمیری	۱۷	۲۲	ناجیہ بن خفاف	۵
۲۸	نافع ابوالسائب	۱۸	۲۲	ناجیہ الطفاوى	۶
۲۸	نافع ابوسليمان	۱۹	۲۲	ناجیہ بن عمرو	۷
۲۹	نافع بن صبرہ	۲۰	۲۳	ناجیہ بن كعب	۸
۲۹	نافع ابو طیبہ (حجام)	۲۱	۲۴	ناسج الحضرمى	۹
۲۹	نافع بن ظریب	۲۲	۲۴	ناشرہ بن سویدا	۱۰
۲۹	نافع بن عقبہ	۲۳	۲۴	ناعم بن اجیل	۱۱
۳۰	نافع بن علقمہ	۲۴	۲۵	نافع بن یدیل	۱۲

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۳۸	نصر بن حارث	۴۷	۳۱	نافع بن عمرو	۲۵
۳۹	نصر بن حزن	۴۸	۳۱	نافع بن عمرو بن معدی	۲۶
۳۹	نصر بن دہر	۴۹	۳۱	نافع بن غیلان	۲۷
۴۰	نصر بن عوف	۵۰	۳۲	نافع بن کیسان	۲۸
۴۰	نصر بن وہب	۵۱	۳۲	نافع بن ابی نافع	۲۹
۴۰	نصیب	۵۲	۳۳	نافع بن یزید ثقفی	۳۰
۴۰	نصیر	۵۳	۳۳	نافع	۳۱
۴۱	نصر بن حارث	۵۴	۳۳	نیاش بن زرارہ	۳۲
۴۲	نصر بن سفیان	۵۵	۳۳	نبہان الثار	۳۳
۴۲	نصر بن سلمی	۵۶	۳۳	نبہان ابن شاہین	۳۴
۴۳	نصرہ بن اکتھم	۵۷	۳۵	نبشۃ الخیر	۳۵
۴۳	نضدۃ الانصاری	۵۸	۳۵	نبشۃ	۳۶
۴۴	نضدہ بن خدیج	۵۹	۳۶	نبیط بن جابر	۳۷
۴۴	نضدہ بن طریف	۶۰	۳۶	نبیۃ الجہتی	۳۸
۴۴	نضدہ بن عبید	۶۱	۳۶	نبیہ بن حزلیفہ	۳۹
۴۵	نضدہ بن عمرو	۶۲	۳۷	نبیۃ (غلام رسول پاک)	۴۰
۴۶	نضدہ بن ماعز	۶۳	۳۷	نبیۃ بن صواب	۴۱
۴۶	نضیر بن حارث	۶۴	۳۷	نبیۃ بن عثمان	۴۲
۴۷	نضیر بن نصر	۶۵	۳۷	نجات بن ثعلبہ	۴۳
۴۷	نظیر بن المزنی	۶۶	۳۷	نذیر ابو المریم	۴۴
۴۸	نعم ابو اسحاق	۶۷	۳۸	نزال بن سیرۃ الہلالی	۴۵
۴۸	نعامہ ارضی	۶۸	۳۸	نسر بن غیس	۴۶

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۵۷	نعمان بن عصر	۹۱	۴۸	نعمان بن النخیم	۶۹
۵۸	نعمان بن عمرو	۹۲	۴۸	نعمان بن بازیه	۷۰
۵۸	نعمان بن عمرو بن خلدہ	۹۳	۴۹	نعمان بن یزید	۷۱
۵۸	نعمان بن غصن	۹۴	۴۹	نعمان بن ثعلبہ	۷۲
۵۹	نعمان بن ابی فاطمہ	۹۵	۵۱	نعمان البیوی	۷۳
۵۹	نعمان بن قرقل	۹۶	۵۱	نعمان بن بنیا	۷۴
۶۰	نعمان بن قیس	۹۷	۵۲	نعمان بن ثابت	۷۵
۶۰	نعمان ذی عین	۹۸	۵۲	نعمان بن ہزرا	۷۶
۶۰	نعمان بن مالک	۹۹	۵۲	نعمان بن ابی جعال	۷۷
۶۲	نعمان بن مالک بن عامر	۱۰۰	۵۲	نعمان بن حارث	۷۸
۶۲	نعمان بن ابی مالک	۱۰۱	۵۲	نعمان بن حمید	۷۹
۶۲	نعمان بن مرہ	۱۰۲	۵۲	نعمان بن ابی خزائمہ	۸۰
۶۲	نعمان بن مقرن	۱۰۳	۵۳	نعمان بن خلف	۸۱
۶۲	نعمان بن یزید	۱۰۴	۵۳	نعمان بن رابع	۸۲
۶۲	نعیم بن ادکس	۱۰۵	۵۳	نعمان بن ذراعہ	۸۳
۶۲	نعیم بن بدر	۱۰۶	۵۳	نعمان بن زید	۸۴
۶۲	نعیم بن جناب	۱۰۷	۵۳	نعمان سبائی	۸۵
۶۲	نعیم بن رابعہ	۱۰۸	۵۳	نعمان بن سنان	۸۶
۶۵	نعیم بن زید	۱۰۹	۵۳	نعمان بن شریک	۸۷
۶۵	نعیم بن سلام	۱۱۰	۵۳	نعمان بن عمید	۸۸
۶۵	نعیم بن عید اللہ	۱۱۱	۵۵	نعمان بن اجلان	۸۹
۶۶	نعیم بن عید الرحمان	۱۱۲	۵۶	نعمان بن عدی	۹۰

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۷۹	نمیر بن عامر	۱۳۵	۶۶	نعیم بن قعقب	۱۱۳
۷۹	نمیر بن عرب	۱۳۶	۶۷	نعیم عبد الکلال	۱۱۴
۸۰	نمیر بن ابو نمیر	۱۳۷	۶۷	نعیم بن عمرو	۱۱۵
۸۰	نمیلہ بن عبد اللہ	۱۳۸	۶۷	نعیم بن مسعود	۱۱۶
۸۱	نمیلہ	۱۳۹	۶۸	نعیم بن مقرن	۱۱۷
۸۱	نمیلہ بن ابو موسیٰ	۱۴۰	۶۸	نعیم بن ہنرال	۱۱۸
۸۲	نہار بن العبدی	۱۴۱	۶۹	نعیم بن ہمار	۱۱۹
۸۲	نہشل بن مالک	۱۴۲	۷۰	نعیم بن یزید	۱۲۰
۸۲	نہیر بن ہشیم	۱۴۳	۷۰	نعیم بن عمرو	۱۲۱
۸۳	نہیک بن اسات	۱۴۴	۷۲	نمیر بن جبر	۱۲۲
۸۳	نہیک بن اوس	۱۴۵	۷۲	نمیر بن مجیب	۱۲۳
۸۳	نہیک بن صریم	۱۴۶	۷۳	نضیع ابو بکرہ	۱۲۴
۸۳	نہیک بن عاصم	۱۴۷	۷۴	نضیع بن المعالی	۱۲۵
۸۳	نہیک بن قضی	۱۴۸	۷۴	نقادہ بن اسدی	۱۲۶
۸۵	نواس بن سامان	۱۴۹	۷۵	نقب بن فردہ	۱۲۷
۸۶	نوفل بن ثعلبہ	۱۵۰	۷۵	نقیدہ بن عمرو	۱۲۸
۸۶	نوفل بن حارث	۱۵۱	۷۵	نقیر ابو السلیل	۱۲۹
۸۷	نوفل بن طلحہ	۱۵۲	۷۶	النمر بن تولب	۱۳۰
۸۷	نوفل بن عبد اللہ	۱۵۳	۷۸	نمط بن قیس	۱۳۱
۸۸	نوفل بن فروہ	۱۵۴	۷۸	نمیر بن اوس	۱۳۲
۸۸	نوفل بن مساحق	۱۵۵	۷۸	نمیر بن حارث	۱۳۳
۸۸	نوفل بن معاویہ	۱۵۶	۷۹	نمیر بن خرشہ	۱۳۴

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۰۰	ہبیرہ بن کسبل	۱۷۹	۸۹	نویب	۱۵۷
۱۰۱	ہبیرہ بن مغاضتہ	۱۸۰	۸۹	نویبہ	۱۵۸
۱۰۱	ہبیل بن کعب	۱۸۱	۹۰	نیار بن ظالم	۱۵۹
۱۰۱	ہبیل بن وبرة	۱۸۲	۹۰	نیار بن مسعود	۱۶۰
۱۰۲	ہبیر بن کیف	۱۸۳	۹۰	نیار بن مکرم	۱۶۱
۱۰۲	ہداج الحنفی	۱۸۴	۹۱	ہاشم بن عتبہ	۱۶۲
۱۰۲	ہدار الکتانی	۱۸۵	۹۳	ہالہ بن ابی ہالہ	۱۶۳
۱۰۲	ہدم بن مسعود	۱۸۶	۹۳	ہامہ الجندیہ	۱۶۴
۱۰۳	ہدہ	۱۸۷	۹۳	ہامہ بن الہیم	۱۶۵
۱۰۴	ہدیل بن ابی الدنیا	۱۸۸	۹۵	ہانی بن جزیہ	۱۶۶
۱۰۳	ہدیم التغلبی	۱۸۹	۹۵	ہانی بن حارث	۱۶۷
۱۰۳	ہذیم بن عبد اللہ	۱۹۰	۹۵	ہانی بن عدی	۱۶۸
۱۰۳	ہرم بن حبان	۱۹۱	۹۵	ہانی بن عمرو	۱۶۹
۱۰۳	ہرم بن خنیس	۱۹۲	۹۵	ہانی بن فراس	۱۷۰
۱۰۳	ہرم بن عبد اللہ	۱۹۳	۹۵	ہانی بن ایواک	۱۷۱
۱۰۳	ہرم بن قطیبہ	۱۹۴	۹۶	ہانی بن المحزومی	۱۷۲
۱۰۳	ہرم بن سعدہ	۱۹۵	۹۶	ہانی بن نیار	۱۷۳
۱۰۵	ہرماس بن زید	۱۹۶	۹۷	ہانی بن زید	۱۷۴
۱۰۵	ہرمز	۱۹۷	۹۸	ہبار بن اسود	۱۷۵
۱۰۶	ہرمز بن مہان	۱۹۸	۹۹	ہبار بن سفیان	۱۷۶
۱۰۶	ہرمی بن عبد اللہ	۱۹۹	۱۰۰	ہبار بن صیفی	۱۷۷
۱۰۸	ہرمیم بن عبد اللہ	۲۰۰	۱۰۰	ہبیب بن مفضل	۱۷۸

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۱۹	ہلال بن حارث	۲۲۳	۱۰۸	ہزال	۲۰۱
۱۱۹	ہلال بن الحمر	۲۲۴	۱۰۸	ہزال بن مرہ	۲۰۲
۱۱۹	ہلال بن حکم	۲۲۵	۱۰۸	ہزال بن ذئاب	۲۰۳
۱۲۰	ہلال بن ابی خولی	۲۲۶	۱۰۹	ہزان بن عمرو	۲۰۴
۱۲۰	ہلال بن ربیع	۲۲۷	۱۰۹	ہزیریل بن شرجیل	۲۰۵
۱۲۱	ہلال بن سعد	۲۲۸	۱۰۹	ہشام بن حبیش	۲۰۶
۱۲۱	ہلال بن سمعان	۲۲۹	۱۱۰	ہشام بن ابو حذیفہ	۲۰۷
۱۲۱	ہلال بن عامر	۲۳۰	۱۱۰	ہشام بن حکیم	۲۰۸
۱۲۳	ہلال بن عامر المزنی	۲۳۱	۱۱۲	ہشام (غلام نبی کویم)	۲۰۹
۱۲۳	ہلال بن علقہ	۲۳۲	۱۱۲	ہشام بن صباہ	۲۱۰
۱۲۳	ہلال بن مرہ	۲۳۳	۱۱۳	ہشام بن عاص	۲۱۱
۱۲۴	ہلال بن معالی	۲۳۴	۱۱۵	ہشام بن عاص بن ہشام	۲۱۲
۱۲۴	ہلال بن ابی ہلال	۲۳۵	۱۱۵	ہشام بن عامر	۲۱۳
۱۲۴	ہلال بن وکیع	۲۳۶	۱۱۶	ہشام بن عقبہ	۲۱۴
۱۲۴	ہلب بن طائی	۲۳۷	۱۱۶	ہشام بن عمرو	۲۱۵
۱۲۵	ہلواب	۲۳۸	۱۱۷	ہشام بن قتادہ	۲۱۶
۱۲۵	ہمام بن حارث	۲۳۹	۱۱۷	ہشام بن مغیرہ	۲۱۷
۱۲۵	ہمام (غلام)	۲۴۰	۱۱۸	ہشام	۲۱۸
۱۲۵	ہمام بن زید	۲۴۱	۱۱۸	ہشام بن ولید	۲۱۹
۱۲۵	ہمام بن مالک	۲۴۲	۱۱۸	ہشیم ابو حذیفہ	۲۲۰
۱۲۶	ہمیل بن دمول	۲۴۳	۱۱۸	ہلال بن اسلمی	۲۲۱
۱۲۶	ہند بن حارث	۲۴۴	۱۱۸	ہلال بن امیہ	۲۲۲

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۴۵	ہندین ابی ہالہ	۱۲۷	۲۶۷	وازع ابن ماکولہ	۱۳۸
۲۴۶	ہندین ہند	۱۲۹	۲۶۸	وازم بن زرا لکلی	۱۳۸
۲۴۷	ہنیدہ بن خالد	۱۳۰	۲۶۹	واسع بن حبان	۱۳۸
۲۴۸	ہویجہ بن بکرین	۱۳۰	۲۷۰	واصلہ بن حباب	۱۳۹
۲۴۹	ہودین اجمل	۱۳۱	۲۷۱	واقد بن حارث	۱۳۹
۲۵۰	ہوزہ بن حارث	۱۳۱	۲۷۲	واقد	۱۴۰
۲۵۱	ہوزہ بن خالد	۱۳۱	۲۷۳	واقد بن عبداللہ	۱۴۰
۲۵۲	ہوزہ بن عرقطہ	۱۳۲	۲۷۴	واقد یربوعی	۱۴۲
۲۵۳	ہوزہ بن عمرو	۱۳۲	۲۷۵	واقد البومراوح	۱۴۲
۲۵۴	ہوزہ بن قیس	۱۳۲	۲۷۶	واقد	۱۴۳
۲۵۵	ہوزہ	۱۳۳	۲۷۷	وائل بن حجر	۱۴۳
۲۵۶	ہیبان بن احمد سلمی	۱۳۳	۲۷۸	وائل بن ابی القیس	۱۴۴
۲۵۷	ہیبت (مختص)	۱۳۳	۲۷۹	وائل بن القیل	۱۴۵
۲۵۸	ہشیم بن دہر	۱۳۳	۲۸۰	واہب بن مشہر	۱۴۵
۲۵۹	ہشیم بن ابوالقیس سلمی	۱۳۴	۲۸۱	واہب بن غالب	۱۴۶
۲۶۰	ہشیم بن ابومقل	۱۳۴	۲۸۲	وحشی بن حرب	۱۴۶
۲۶۱	ہیکل بن جابر	۱۳۴	۲۸۳	وحوح بن اسلت	۱۴۹
۲۶۲	والبندہ بن معبد	۱۳۵	۲۸۴	وداعہ بن جذام	۱۴۹
۲۶۳	واثلہ	۱۳۶	۲۸۵	وداعہ بن ابی زید	۱۵۰
۲۶۴	واثلہ بن خطاب	۱۳۷	۲۸۶	وداعہ بن ابی وداعہ	۱۵۰
۲۶۵	واثلہ بن لیشی	۱۳۸	۲۸۷	ودال بن زرا لکلی	۱۵۱
۲۶۶	وازع بن ذراع	۱۳۸	۲۸۸	ودقہ بن ایاس	۱۵۱

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۶۰	ولید بن قیس	۳۱۱	۱۵۱	ودیعہ بن حزام	۲۸۹
۱۶۰	ولید بن مغیرہ	۳۱۲	۱۵۲	ودیعہ بن عمرو	۲۹۰
۱۶۲	وہب بن اسود	۳۱۳	۱۵۲	ورد بن خالد	۲۹۱
۱۶۲	وہب بن امیہ	۳۱۴	۱۵۲	وردان بن اسماعیل	۲۹۲
۱۶۲	وہب بن الجبشانی	۳۱۵	۱۵۲	وردان بن الجہنی	۲۹۳
۱۶۳	وہب بن حذیفہ	۳۱۶	۱۵۳	وردان دغلام سرکار دو عالم	۲۹۴
۱۶۳	وہب بن حمزہ	۳۱۷	۱۵۳	وردان جو فرات	۲۹۵
۱۶۳	وہب بن خبیش	۳۱۸	۱۵۳	وردان بن محرم	۲۹۶
۱۶۴	وہب بن خویلد	۳۱۹	۱۵۴	ورقہ بن جالس	۲۹۷
۱۶۴	وہب بن زعمہ	۳۲۰	۱۵۴	ورقہ بن نوفل	۲۹۸
۱۶۵	وہب بن ابی سرح	۳۲۱	۱۵۵	وزیر بن سدوس	۲۹۹
۱۶۵	وہب بن سعد	۳۲۲	۱۵۶	وعلہ بن یزید	۳۰۰
۱۶۵	وہب بن سماع	۳۲۳	۱۵۶	وفرہ بن نافر	۳۰۱
۱۶۵	وہب بن عبداللہ	۳۲۴	۱۵۶	وقاص	۳۰۲
۱۶۶	وہب بن عبداللہ قارب	۳۲۵	۱۵۶	وقاص بن قمامہ	۳۰۳
۱۶۶	وہب بن عبداللہ	۳۲۶	۱۵۶	ولید بن جابر	۳۰۴
۱۶۷	وہب والد عثمان	۳۲۷	۱۵۶	ولید بن زفر	۳۰۵
۱۶۷	وہب بن عمرو	۳۲۸	۱۵۷	ولید بن عبادہ	۳۰۶
۱۶۸	وہب بن عمیر القرشی	۳۲۹	۱۵۷	ولید بن عبدالشمس	۳۰۷
۱۶۸	وہب بن قیس مزنی	۳۳۰	۱۵۷	ولید بن عقبہ	۳۰۸
۱۶۸	وہب بن قیس	۳۳۱	۱۶۰	ولید بن عمارہ	۳۰۹
۱۶۹	وہب بن کلدہ	۳۳۲	۱۶۰	ولید بن قاسم	۳۱۰

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۷۷	یزید بن اخنس	۳۵۵	۱۶۹	وہب بن معقل	۳۳۳
۱۷۸	یزید بن اسد	۳۵۶	۱۶۹	وہبان بن صفی	۳۳۴
۱۷۸	یزید بن اسود	۳۵۷	۱۷۰	یاسر بن سویدا	۳۳۵
۱۷۹	یزید بن اسود العامری	۳۵۸	۱۷۰	یاسر بن عامر	۳۳۶
۱۷۹	یزید بن اسید	۳۵۹	۱۷۱	یامین بن یامین	۳۳۷
۱۷۹	یزید بن اسیر	۳۶۰	۱۷۲	یشرب بن عوف	۳۳۸
۱۷۹	یزید بن اصم	۳۶۱	۱۷۲	یحییٰ بن النبال	۳۳۹
۱۸۰	یزید بن اتمیہ	۳۶۲	۱۷۲	یحییٰ بن ویرہ	۳۴۰
۱۸۰	یزید بن انیس	۳۶۳	۱۷۲	یحییٰ بن اسد	۳۴۱
۱۸۱	یزید بن اوس	۳۶۴	۱۷۳	یحییٰ بن اسید	۳۴۲
۱۸۱	یزید بن بذرع	۳۶۵	۱۷۳	یحییٰ بن حکیم	۳۴۳
۱۸۱	یزید بن بہرام	۳۶۶	۱۷۴	یحییٰ بن حنظلیہ	۳۴۴
۱۸۲	یزید بن ثابت	۳۶۷	۱۷۴	یحییٰ بن خلاو	۳۴۵
۱۸۲	یزید بن ثعلبہ	۳۶۸	۱۷۴	یحییٰ بن سعید	۳۴۶
۱۸۳	یزید بن جاریہ	۳۶۹	۱۷۵	یحییٰ بن صفی	۳۴۷
۱۸۳	یزید بن جراح	۳۷۰	۱۷۵	یحییٰ بن عبد الرحمان	۳۴۸
۱۸۳	یزید بن حارث	۳۷۱	۱۷۵	یحییٰ بن عمیر	۳۴۹
۱۸۵	یزید بن حاطب	۳۷۲	۱۷۶	یحییٰ بن نیرہ	۳۵۰
۱۸۶	یزید والد حجاج	۳۷۳	۱۷۶	یحییٰ بن ہانی	۳۵۱
۱۸۶	یزید بن خدیفہ	۳۷۴	۱۷۶	یحییٰ بن ہند	۳۵۲
۱۸۷	یزید بن حرام	۳۷۵	۱۷۷	یہود بن ابوالجعد	۳۵۳
۱۸۷	یزید بن حصین	۳۷۶	۱۷۷	یزداد الفارسی	۳۵۴

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۱۹۶	یزید بن شریک التیمی	۳۹۹	۱۸۷	یزید والد حکیم	۳۷۷
۱۹۶	یزید بن شیبان	۴۰۰	۱۸۷	یزید بن حمزہ	۳۷۸
۱۹۶	یزید بن سنان	۴۰۱	۱۸۸	یزید بن حوثرہ	۳۷۹
۱۹۶	یزید بن صحار	۴۰۲	۱۸۸	یزید بن خالد	۳۸۰
۱۹۷	یزید بن ضمیرہ	۴۰۳	۱۸۸	یزید بن خدارہ	۳۸۱
۱۹۷	یزید بن طعمہ	۴۰۴	۱۸۸	یزید بن رقیش	۳۸۲
۱۹۷	یزید بن طلحہ	۴۰۵	۱۸۸	یزید بن رکاتہ	۳۸۳
۱۹۷	یزید بن طلق	۴۰۶	۱۸۹	یزید بن زمرہ	۳۸۴
۱۹۸	یزید بن ظبیان	۴۰۷	۱۹۰	یزید بن ابو زیاد	۳۸۵
۱۹۸	یزید بن ظبیان	۴۰۸	۱۹۰	یزید بن زید	۳۸۶
۱۹۸	یزید بن عامر	۴۰۹	۱۹۰	یزید بن ابوالسائب	۳۸۷
۱۹۸	یزید بن عامر بن حدیدہ	۴۱۰	۱۹۱	یزید بن ابوالسائب بن اخت ترکندی	۳۸۸
۱۹۸	یزید بن عبایہ	۴۱۱	۱۹۲	یزید بن ابوسفیان	۳۸۹
۱۹۸	یزید بن عبداللہ	۴۱۲	۱۹۳	یزید بن سکن	۳۹۰
۱۹۹	یزید بن عبداللہ جراح	۴۱۳	۱۹۳	یزید بن سکن انصاری	۳۹۱
۱۹۹	یزید بن عبداللہ بن جرشی	۴۱۴	۱۹۴	یزید بن سلمہ	۳۹۲
۱۹۹	یزید بن عبداللہ الکتدی	۴۱۵	۱۹۴	یزید بن سلمہ بن یزید	۳۹۳
۲۰۰	یزید والد عبداللہ	۴۱۶	۱۹۴	یزید بن سنان	۳۹۴
۲۰۰	یزید بن عبداللہ	۴۱۷	۱۹۵	یزید بن سیف	۳۹۵
۲۰۰	یزید بن ابوعبدالرحمان	۴۱۸	۱۹۵	یزید بن شجرت	۳۹۶
۲۰۰	یزید بن عبدالمدان	۴۱۹	۱۹۶	یزید بن شراحیل	۳۹۷
۲۰۱	یزید بن عبد	۴۲۰	۱۹۶	یزید بن شریح	۳۹۸

نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ	نمبر شمار	نام مضمون	صفحہ
۲۲۱	یزید بن عترة الغیری	۲۰۱	۲۲۳	یزید بن الجرمعانی	۲۰۶
۲۲۲	یزید بن العقیلی	۲۰۱	۲۲۴	یزید بن منذر	۲۰۶
۲۲۳	یزید بن یزید	۲۰۱	۲۲۵	یزید بن ابی منصور	۲۰۷
۲۲۴	یزید بن عمرو	۲۰۱	۲۲۶	یزید بن مہاشرو	۲۰۷
۲۲۵	یزید بن عمرو	۲۰۲	۲۲۷	یزید بن نعمان	۲۰۷
۲۲۶	یزید بن ابو عمر	۲۰۲	۲۲۸	یزید بن نعیم	۲۰۸
۲۲۷	یزید بن عمیر	۲۰۲	۲۲۹	یزید بن نویرہ	۲۰۸
۲۲۸	یزید بن قتادہ	۲۰۲	۲۳۰	یزید بن ابو ہانی	۲۰۸
۲۲۹	یزید بن قیاقہ	۲۰۳	۲۳۱	یزید بن وقش	۲۰۹
۲۳۰	یزید بن قیس	۲۰۳	۲۳۲	یزید بن کنس	۲۰۹
۲۳۱	یزید بن قیس بن خطیم	۲۰۳	۲۳۳	یزید بن	۲۰۹
۲۳۲	یزید بن قیس	۲۰۴	۲۳۴	یسار	۲۱۰
۲۳۳	یزید بن قیس	۲۰۴	۲۳۵	یسار بن اطول	۲۱۰
۲۳۴	یزید بن قیس	۲۰۴	۲۳۶	یسار بن مولی بیدہ	۲۱۰
۲۳۵	یزید بن کعب	۲۰۴	۲۳۷	یسار بن بلال	۲۱۰
۲۳۶	یزید بن مالک	۲۰۴	۲۳۸	یسار الحبشی	۲۱۱
۲۳۷	یزید بن مالک بن عبد اللہ	۲۰۴	۲۳۹	یسار بن الخفاف	۲۱۲
۲۳۸	یزید بن مجل	۲۰۵	۲۴۰	یسار بن الراعی	۲۱۲
۲۳۹	یزید بن مربع	۲۰۵	۲۴۱	یسار بن صالح	۲۱۲
۲۴۰	یزید بن مزین	۲۰۵	۲۴۲	یسار بن سویدا	۲۱۳
۲۴۱	یزید بن معاویہ	۲۰۵	۲۴۳	یسار بن عبد یسار	۲۱۳
۲۴۲	یزید بن معبد	۲۰۶			

صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار	صفحہ	نام مضمون	نمبر شمار
۲۱۹	یعلیٰ بن حمزہ	۲۸۱	۲۱۳	یسار بن مولیٰ افضالہ	۲۶۵
۲۱۹	یعلیٰ بن عامری	۲۸۲	۲۱۴	یسار بن ابو فقیہہ	۲۶۶
۲۲۰	یعلیٰ بن مرہ	۲۸۳	۲۱۴	یسار بن زمرہ	۲۶۷
۲۲۱	یعلیٰ بن ابن قانع	۲۸۴	۲۱۴	یسار بن مولیٰ عمرو عمیر	۲۶۸
۲۲۱	یعلیٰ بن السعدی	۲۸۵	۲۱۴	یسار بن مولیٰ امیرہ	۲۶۹
۲۲۲	یعلیٰ بن الجہتی	۲۸۶	۲۱۵	یسار بن ابوالہشیم	۲۷۰
۲۲۲	یعلیٰ بن لحقہ	۲۸۷	۲۱۵	یسیر بن عادت	۲۷۱
۲۲۲	یعلیٰ بن غلام نبومغیرہ	۲۸۸	۲۱۵	یسیر بن عمرو	۲۷۲
۲۲۳	یفوذان	۲۸۹	۲۱۶	یسیر بن عمرو	۲۷۳
۲۲۳	یمان بن جابر	۲۹۰	۲۱۶	یسیر بن عنیس	۲۷۴
۲۲۳	یناق بن حدسن	۲۹۱	۲۱۶	یعقوب بن اوس	۲۷۵
۲۲۴	یوسف بن عبداللہ	۲۹۲	۲۱۷	یعقوب بن حسین	۲۷۶
۲۲۴	یوسف القہری	۲۹۳	۲۱۷	یعقوب بن زمرہ	۲۷۷
۲۲۴	یونس بن شداد	۲۹۴	۲۱۷	یعقوب بن القیطی	۲۷۸
۲۲۴	یونس ابو محمد ظفری	۲۹۵	۲۱۸	یعلیٰ بن امیہ	۲۷۹
	رضی اللہ عنہم		۲۱۹	یعلیٰ بن عادت	۲۸۰

تمت بالخیر



حرف نون

باب نون و الف

سیدنا، تابعۃ (رضی اللہ عنہ)

المجدی :- ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ کسی نے قیس بن عبداللہ کسی نے عبداللہ بن قیس اور کسی نے جہان بن قیس بن عمرو بن عدس بن ربیعہ بن جعد بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری، جعدی لکھا ہے۔ ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ الکلبی نے قیس بن عبداللہ بن عدس بن ربیعہ لکھا ہے نیز ان کے سلسلہ نسب میں بھی کلبی نے اختلاف کیا ہے۔ جو کچھ ہم نے لکھا ہے، ان کے بارے میں مشہور روایات یہی ہیں۔

انہیں تابعۃ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت میں شعر کہا کرتے تھے، بعد ازاں انہوں نے شعر کہنا بند کر دیا۔ اور ۳ برس خاموش رہے۔ پھر طبیعت اودھر متوجہ ہوئی، اور شعر کہنے لگے، اس پر تابعۃ (غیر معمولی ذہین) کہلائے۔ انہوں نے جاہلیت اور اسلام میں طویل عرصہ بسر کیا۔ وہ تابعۃ، ذبیانی سے عمر میں بڑے تھے۔ تابعۃ ذبیانی تابعۃ جعدی سے پہلے فوت ہو گئے۔ اور آخر الذکر ان کے بعد طویل عرصہ تک زندہ رہے۔ بروایت انہوں نے ۱۱۸ برس عمر پائی۔ ابن قتیبہ نے ان کی عمر ۲۴ سال لکھی ہے۔ اور یہ کچھ مستبعد نہیں۔ کیونکہ حضرت عمرؓ نے ذیل کا شعر پڑھا :-

شعر پڑھا :-

ثَلَاثَةَ أَهْلِينَ أَفْلَيْتُمْ - وَكَانَ الْوَالِدُ هُوَ الْمُسْتَأْسَا

(ترجمہ) تم نے تین بیویوں کو خستم کر دیا۔ حالانکہ خدا سے آہ و فغاں کی جاتی رہی حضرت عمر نے دریافت کیا۔ تم نے ہر بیوی کے ساتھ کتنے سال گزارے انہوں نے جواب دیا، ساٹھ برس اس طرح یہ مدت ۱۸۰ برس بنتی ہے۔ اس کے بعد وہ عبداللہ بن زبیر کے عہد تک زندہ رہے۔ تاآنکہ انہوں نے اوس بن مغراء اور لیلی الاخیلیہ کی بھجھکی۔

وہ زمانہ جاہلیت میں دین ابراہیم کے پیروکاروں (حنیف) میں شمار ہوتے تھے۔ وہ روزہ رکھتے اور اپنی کوتاہیوں کی معافی طلب کرتے تھے۔ ذیل کا شعر ان کے ایک قصیدے کا مطلع ہے۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ لَا شَرِيكَ لَهُ - مَنْ لَوْ يَقْلُهَا فَنَفْسُهُ ظَلَمًا

(ترجمہ) تمام اوصاف کا سزاوار وہ خدا ہے، جس کا کوئی شریک نہیں، اور جو شخص اس کا قائل نہیں، اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا۔

اس شعر میں توحید باری، حشر و نشر کا اقرار اور جزا و سزا کا عقیدہ مذکور ہے ایک روایت کے رو سے یہ شعرا میر بن الصلت سے منسوب ہے لیکن یونس بن حبیب حماد الراویۃ، محمد بن سلام اور علی بن سلیمان الاخشش نے اسے تابعہ کا شعر قرار دیا ہے تابعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اسلام لائے اور ایک قصیدہ پیش کیا، جس کا ایک شعر درج ذیل ہے۔

أَتَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ إِذْ جَاءَ بِالْهُدَى - وَنَشَلْتُ كِتَابًا كَأَلْمَجْرَةِ نَشِيرًا

(ترجمہ) جب حضور اکرم ہدایت لے کر تشریف لائے۔ تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ہم ایسی کتاب پڑھتے ہیں، جو کہکشاں کی طرح روشن ہے۔

قتبان بن محمد بن سودان کو ابو نصر احمد بن محمد بن عبد القاہر الطوسی نے انہیں ابو الحسن بن فقور نے انہیں ابو الحسن محمد بن عبد اللہ بن حسین اللدقاق نے، انہیں عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بنغوی نے، انہیں داؤد ابن رشید نے، انہیں یعلیٰ بن اشدق نے بتایا کہ انہوں نے تابعہ سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرم کے سامنے ذیل کا شعر پڑھا۔

بَلَّغْنَا السَّمَاءَ مَجْدًا وَجِدْ وَذُنَا - وَإِنَّا نَخْرُجُ فَوْقَ ذَلِكَ مُظْهِرًا

(ترجمہ) ہماری عزت اور حرمت آسمان تک پہنچ گئی۔ اب ہم اس سے بڑھ کر ایک اور مقام کے آرزو مند ہیں

اس پر حضور اکرم نے دریافت کیا، اے ابولیلی! وہ کون سا مقام ہے، انہوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ! حجت، آپ نے فرمایا، درست، انشاء اللہ! پھر جناب نابغہ نے ذیل کے دو شعر پڑھے۔

«وَالْأَخِيرُ فِي حِلْوِ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ يَوَادِرُ تَحْتِي صَقُوءَ أَنْ يَكْتَدِرَ

«وَالْأَخِيرُ فِي جَهْلٍ إِذَا لَمْ يَكُنْ لَهُ حَلِيمٌ إِذَا مَا أَوْذَى الْأَمْرَ أُصْدِرَا

(ترجمہ) (۱) اُس حلم میں کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ ایسے محافظ نہ ہوں، جو اس کے اجلاپن کو گد لاہونے سے بچالیں۔

(۲) اسی طرح اس جہل میں بھی کوئی بھلائی نہیں جس کے ساتھ وہ حلم نہ ہو کہ جب اسے کوئی کٹھن منزل پیش آئے، تو وہ اسے صحیح سلامت یا ہر نکال لائے۔

حضور اکرم نے فرمایا، تو نے پتے کی بات کہی ہے، اللہ تیرے چہرے کو رسوا نہ کرے۔

یحییٰ بن محمود بن سعد اصفہانی نے زاہر بن طاہر نیشاپوری سے، انہوں نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن محمد بن عثمان المقری سے، انہوں نے عبداللہ بن سلیمان بن اشعث سے انہوں نے ایوب بن محمد ابوزان سے، انہوں نے یعلیٰ بن اشدق العقیلی سے حدیث بیان کی کہ انہوں نے قیس بن سعد بن عدی بن عبداللہ بن جعدہ یعنی نابغہ کی زبانی سنا کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں انہوں نے اشعار پڑھے۔ ان کا وہ قصیدہ بڑا طویل اور عمدہ ہے۔ حضور اکرم کی وفات کے بعد خلفاء کی محفلوں میں بھی ان کی آمد و رفت رہی اور وہ نہایت اچھے شاعر تھے، لیکن یہ بجا اچھی نہیں کہہ سکتے تھے اور جس شاعر سے بھی ان کا معارضہ ہوتا، ہار جاتے، حالانکہ بحیثیت شاعر کے وہ لوگ ان سے کمتر درجے کے ہوتے۔ چنانچہ انہوں نے لیلیٰ اخیلیہ کی بھوک کی، جس کا ایک مصرع یہ تھا:-

الْأَحْيَاءُ لَيْلِي وَقَوْلًا لَهَا هَلَّا رَهَا مِيرَةً دُوسْتُو! تَمَّ دُونِ لَيْلِي كَ پَاسِ جَاؤُا رَا سَ كَهُو كَ تِيَارِ
ہو جاؤ، لیلی نے اس کے جواب میں کہا:-

وَعَيْرُ شَيْئِي دَا، يَا مَكَّ مِثْلَهُ . وَأَنْتِي حِصَانٌ لَا يُقَالُ لَهَا هَلَّا

(ترجمہ) تو مجھے اس مرض سے شرمندہ کرنا چاہتا ہے، حالانکہ تیری ماں بھی اسی مرض میں مبتلا ہے، تو مجھے بتا تو سہلی، کون سی شادی شدہ عورت ایسی ہے، جسے یہ لفظ نہیں سنتا پڑتا۔

جناب نابغہ ایک دفعہ مکے میں عبداللہ بن زبیر سے بھی ملے۔ اور ان کا وہ واقعہ مشہور ہے، انہوں نے

حضور اکرمؐ سے روایت بھی کی۔

یحییٰ بن عروہ بن زبیر نے اپنے والد سے نیز اپنے چچا عبداللہ بن زبیر اور اعشی سے یہ روایت بیان کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی قریش کو حکومت ملی۔ رعایا سے عدل کیا، محبت اور شفقت کا برتاؤ کیا۔ پچ کو رواج دیا اور عدول کو پورا کیا تو انہیں جنت میں وہ مقام عطا ہوگا۔ جو مقام انبیاء سے صرف ایک درجہ کمتر ہوگا۔ تینوں نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

(۲) (سیدنا) نابل (رضی اللہ عنہ)

الحبشی جو جناب امین کے والد تھے۔ ابو احمد عسال کا قول ہے کہ جناب نابل کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔

ہیں ابو موسیٰ نے کتابتاً اطلاع دی کہ انہیں جعفر بن عبد الواحد ثقفی نے انہیں طاہر بن عبد الرحیم نے، انہیں عبد اللہ بن محمد نے، انہیں ابو جعفر عبد اللہ بن محمد بن زکریا نے، انہیں بکار بن عبد اللہ بن محمد بن ابن سیرین نے انہیں امین بن نابل المکی نے اپنے والد سے روایت کی، کہ ایک بدو نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں دو اونٹنیاں تحفہ پیش کیں، آپ نے اسے واپس کرنا چاہیں، لیکن وہ رضامند نہ ہوا۔ آپ نے پھر لوٹنا چاہیں، لیکن وہ راضی نہ ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہیہ کر رکھا ہے کہ میں سوائے قریش، انصار اور بنو لقیف کے اور کسی سے بدیہ قبول نہیں کرتا۔ ایک جماعت نے بکار سے یہ روایت بیان کی ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔

(۳) (سیدنا) ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن اعجم اسلمی، انہوں نے امیر معاویہ کے عہد میں مدینے میں وفات پائی۔ لا ولد تھے۔ یہ قول ابن شاپین کا ہے، جو انہوں نے محمد بن سعد اقدی سے نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(۴) (سیدنا) ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن جنذب بن کعب۔ ایک روایت میں ناجیہ بن کعب بن جنذب ہے، ایک اور روایت میں ناجیہ بن جنذب بن عمیر بن یحیر بن دارم بن عمرو بن وائلہ بن سہم بن مازن بن سلمان بن اسلم الاسلمی آیا ہے حضور اکرم کی قربانی کے جانوروں کے رکھوالے تھے۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے کہتے ہیں، ان کا اصلی نام ذکوان تھا۔ اور چونکہ قریش سے پچ کے ٹکڑے آئے تھے اس لئے حضور نے ان کا نام ناجیہ (نجات یافتہ) رکھ دیا۔ ابواہیم بن محمد وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی، انہوں نے کہا، کہ ہم نے ہارون بن اسحاق ہمدانی سے

انہوں نے عبدہ بن سلیمان سے، انہوں نے ہشام بن عروہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ناجیہ خزاعی سے سنا، انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہؐ قربانی کا جو اونٹ لاچار ہو جائے اسے کیا کیا جائے، فرمایا، اس کو ذبح کر کے اس کے پاؤں خون سے آلودہ کر دو، لوگ خود بخود دکھالیں گے۔ محمد بن عیسیٰ نے اپنی سند سے اسی طرح بیان کیا ہے اور ان کا نام ناجیۃ الخزاعی لکھا ہے۔

مالک نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے ان کا نام ناجیہ صاحب بدن رسول اللہؐ تحریر کیا ہے، اور خزاعی نہیں لکھا، اور صحیح نسب اسلمی ہے۔

ابو جعفر بن احمد نے باسنادہ یونس بن اسحاق سے روایت کی کہ انہیں بنو اسلم کے بعض پڑھے لکھے لوگوں نے بتایا کہ جو شخص بمقام حدیبیہ حضور اکرمؐ کا تیرے کر کنوئیں میں اترتا تھا۔ وہ ناجیہ بن جناب الاسلمی، حضور کے اونٹوں کا رکھوالا تھا۔ لیکن بعض اہل علم کا خیال ہے کہ براء بن عازب کہا کرتے تھے کہ حضور اکرمؐ کا تیرے کر کنوئیں میں اترنے والے وہ خود تھے۔ اس موقع پر بنو اسلم نے وہ اشعار پڑھے، جو جناب ناجیہ نے کہے تھے بنو اسلم کا خیال ہے کہ جب ناجیہ کنوئیں میں تھے اور وہ لوگوں کو پانی پلا رہے تھے، تو انصار کی ایک لڑکی ڈول لئے کنوئیں سے پانی بھرنے آئی۔ تو اس نے ذیل کا شعر پڑھا۔

يَا بَتَهَا الْمَاءُ حُذِيوِي دُونَكَ - اِنِّي رَاَيْتُ النَّاسَ يُحْمَدُوْنَكَ
(ترجمہ) اے پانی پلانے والے میرا ڈول تیرے قریب آ گیا ہے۔ میں دیکھ رہی ہوں، کہ لوگ تیری مدح کر رہے ہیں۔

جناب ناجیہ نے کنوئیں سے جواب میں کہا:

«فَدَعَلِمَتْ جَارِيَةٌ يَمَانِيَهُ - اَخِي اَنَا الْمَاءُ حُذِيوِي نَاجِيَهُ

(ترجمہ) اس مینی لونڈیا کو معلوم ہو گیا ہے، کہ میں پانی پلا رہا ہوں۔ اور میرا نام ناجیہ ہے۔

«وَطَعْتَهُ ذَاتَ رَشَاشٍ وَاِهِيَهُ - طَعَشْتَنَا تَحْتَ صُدُورِ الْعَادِيَهُ

(ترجمہ) اور مجھے چھینٹے اڑانے کا طعنہ دینا فضول ہے۔ کیونکہ میں دشمنوں کے سینوں میں نیزے سے وار کرتا ہوں

اور جناب ناجیہ نے امیر معاویہ کے دور حکومت میں وفات پائی، تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور کنواں جس

میں جناب ناجیہ اترے تھے۔ حدیبیہ کے مقام پر واقع تھا۔ جناب ناجیہ حضور اکرمؐ کے ساتھ اس سفر میں شریک تھے اور اسی موقع پر بیعت رضوان لی گئی تھی۔

(۳) سیدنا ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الخزاعی: امام احمد حنبل نے اپنی مسند میں ان صاحب کو حضور اکرم کے قربانی کے اونٹوں کا رکھوالا گردانا ہے، انہوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قربانی کے جو اونٹ بیمار ہو جائیں، میں ان کو کیسا کروں۔ فرمایا، انہیں ذبح کر کے ان کے پاؤں پر ان کا خون لگا دو۔ اور ان کا پہلو بدل دو، اور لوگوں کو ان کے قریب آنے سے مت روکو وہ انہیں کھا جائیں گے۔

عیسیٰ بن حضرمی بن کلثوم بن ناجیہ بن حارث الخزاعی المصطلق نے اپنے دادا کلثوم سے انہوں نے اپنے والد ناجیہ سے روایت کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ بنو مصطلق سے بہ مقام مرسیع ہوا اور وہاں وہ واقعات پیش آئے، جو تقدیر خداوندی میں مقدر ہو چکے تھے۔ پھر بنو مصطلق کو خدا نے ہدایت فرمائی اور انہوں نے حضور اکرم سے بیعت کر لی۔ اور آپ نے ان کی معذرت قبول فرمائی، تو حضور اکرم نے قبیلے کی سربراہ جو یہ بننت حارث کو روک لیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے صرف ناجیہ بن جبند کا ذکر کیا ہے، اور ان سے قربانی کے اونٹوں والی روایت نقل کی ہے، ویس

(۵) سیدنا ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن خفاف۔ ان کی کنیت ابو خفاف غنوی تھی۔ ان کا شمار صحابہ میں درست نہیں ہے۔ ان سے ابو اسحاق بیعی نے روایت کی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کا قول ہے، کہ بعض متاخرین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔

(۶) سیدنا ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

الطفادی۔ ان کا نام صحابہ میں مذکور ہے۔ براء بن عبد اللہ غنوی نے واصل سے روایت کی، کہ انہیں رسول اکرم کے صحابی ناجیہ الطفادی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ انہوں نے بیان کیا، کہ حضور اکرم نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور فجر کی نمازیں ادا فرمائیں۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷) سیدنا ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو۔ ابو موسیٰ نے اذنا ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم اور ابو القاسم بن ابو بکر سے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن فورک سے، انہوں نے احمد بن عمرو بن ابو عاصم سے، انہوں نے یعقوب بن کاسب سے انہوں نے مسلمہ بن رجاہ سے، انہوں نے عائذ بن شریح سے روایت کی، کہ انہوں نے انس بن مالک اور شعیب بن عمرو اور

ناجیہ بن عمرو سے سنا، وہ کہتے تھے، کہ ہم نے حضور اکرمؐ کو مہندی استعمال کرتے دیکھا۔

ابوموسیٰ نے اجازت شریف ابو محمد حمزہ بن عباس علوی سے، انہوں نے احمد بن فضل المقریٰ سے انہوں نے ابوسلم بن شہدل سے، انہوں نے ابوالعباس بن عقدہ سے، انہوں نے عبداللہ بن ابراہیم بن عقبہ سے، انہوں نے حسن بن زیاد سے، انہوں نے عمرو بن سعد النضریٰ سے، انہوں نے عمرو بن عبداللہ بن لعلی بن مرہ سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے دادا لعلی سے سنا، کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جس کا مولیٰ میں ہوں، علی بھی اس کا مولیٰ ہے۔ اے اللہ، جو اس سے محبت کرے، تو بھی اس سے محبت کر اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھے۔

جب حضرت علی خلیفہ ہو کر کوفہ میں آئے، تو انہوں نے لوگوں کے سامنے یہ حدیث پڑھی، تو صرف چند آدمیوں نے ان کی ہم نوائی کی، جن میں حضرت ایوب انصاری اور ناجیہ بن عمرو الخزاعی شامل تھے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۸) (سیدنا) ناجیہ (رضی اللہ عنہ)

بن کعب الخزاعی۔ ابن شاہین کی رائے میں ناجیہ بن کعب خزاعی اور ناجیہ بن جنذب اسلمی دو مختلف آدمی ہیں، لیکن ابونعیم دونوں کو ایک گردانتا ہے۔ اور ابن مندہ نے صرف ایک کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ مذکورہ بالا بیان ابوموسیٰ سے منسوب ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ ابونعیم دونوں کو اس بنا پر ایک آدمی قرار دیتا ہے، کہ اس نے ان دونوں میں تفریق کرنے کے لئے ان کے قبیلوں کا نام نہیں لیا۔ اگر وہ انہیں دو آدمی خیال کرتا۔ تو ان کے قبائل کا ضرور ذکر کرتا۔ اور جیسا کہ ہم نے ناجیہ کے ترجمے میں ناجیہ بن جنذب بن کعب لکھا ہے، ابونعیم نے بھی اسی طرح لکھ کر یہ بھی لکھ دیا ہے، کہ بعض لوگوں نے ان کا ترجمہ ناجیہ بن کعب بن جنذب بیان کیا ہے۔ بعدہ ان کا نسب لکھ کر آخر میں اسلمی لکھ دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ ان کے مطابق ناجیہ صرف ایک آدمی ہے۔ اور چونکہ ان کے نسب میں اختلاف ہے، اس لئے اس اختلاف کے پیش نظر تعداد بڑھ گئی۔

ابن شاہین کے نزدیک ان کی تعداد دو ہے، ایک اسلمی اور دوسرا خزاعی اور دونوں کے آباء و اجداد اور قبیلے علیحدہ علیحدہ ہیں۔

(۹) (سیدنا) ناسیح (رضی اللہ عنہ)

الحضرمی۔ ابو الفتح ازدی نے ان کا ذکر اسمائے مفردہ میں کیا ہے، اور باسنادہ جریر بن عثمان حبشی سے انہوں نے شریح بن شافع سے، انہوں نے ناسیح حضرمی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ دو آدمیوں کے پاس سے گزرے، جو ایک بکری کی خرید و فروخت میں مصروف تھے اور قسمیں کھا رہے تھے۔ ایک کہتا کہ میں اتنے روپوں سے کم نہیں لوں گا، دوسرا کہتا، کہ میں اتنے سے زیادہ نہ دوں گا۔ آخر میں حضور اکرمؐ بکری کے پاس سے گزرے، جسے ایک آدمی نے خرید لیا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا، دونوں میں سے ایک نے گناہ بھی کمایا ہے اور کفارہ قسم بھی ادا کرنا ہوگا۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں، کہ امام بخاری نے ان کا ذکر باب النون میں کیا ہے۔ لیکن میرے والد نے اس روایت کو عبد اللہ بن ناسیح سے منسوب کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۰) (سیدنا) ناسیثہ (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الجہنی۔ ان سے ان کے بیٹے مریح اور علی بن رباح نے روایت کی۔ ان سے ان کے بیٹے مریح نے روایت کی۔ کہ حضور اکرمؐ نے میرے والد ناسیثہ کو کسی جنگی مہم پر روانہ فرمایا اور میں اپنی والدہ کے پیٹ میں تھا اس اثنا میں میری ولادت ہو گئی۔ اور مجھے میری والدہ اٹھا کر حضورؐ کی خدمت میں لائی، آپؐ نے اپنا دست مبارک مجھ پر پھیرا۔ میری والدہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! بچے کا نام تجویز فرمادیجئے۔ ارشاد ہوا۔ چونکہ اس نے داخلہ اسلام میں جلدی کی ہے، اس لئے اس کا نام مریح ہو گا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(۱۱) (سیدنا) ناعم (رضی اللہ عنہ)

بن اُجیل الہمدانی۔ آپ جناب ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے کہ وہ ہمدان کے بیت شرف میں مقیم تھے۔ اور حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ عبد اللہ بن صالح نے لیث بن سعد سے بقول بروعی روایت کی۔ کہ جناب ناعم صحابی رسول تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول امیران کی کنیت ابو نصر تھی۔

جناب ناعم بن اُجیل ہمدانی ابو عبد اللہ، ام المومنین ام سلمہ کے مولیٰ تھے۔ جنہیں زمانہ جاہلیت میں غلام بنا لیا گیا تھا۔ بعد میں حبیب وہ ام المومنین کے پاس آئے، تو آزاد کر دیئے گئے۔ ان کا شمار مصر کے فقیہوں میں ہوتا تھا۔ انہوں نے حضرت عثمان، علی اور ابن عباس سے روایت کی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ابو احمد عسکری کہتے ہیں، کہ ناعم حضور اکرمؐ کے مولیٰ تھے۔ لیکن ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ ابو احمد عسکری نے باسنادہ، کعب بن علقمہ سے، انہوں نے جناب ناعم سے روایت کی، کہ وہ ایک دفعہ

حضرت علی کی خدمت میں کوفے یا البصرے میں حاضر ہوئے۔ امیر المومنین نے ایک اونٹ کی پیٹھ سے لوگوں کو خطاب فرمایا۔ پھر نیچے اترے، ایک سنگوں والے مینڈھے کو ذبح کر کے فرمایا، یہ علی اور اولاد علی کی طرف سے صدقہ ہے۔

(۱۱۲) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

بن بدیل بن ورقاء۔ ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں نافع خود ان کے بھائی اور والد جلیل القدر صحابہ میں سے تھے۔ بروایت ابن اسحاق، نافع۔ منذر بن عمرو اور عامر بن فہیرہ چالیس اور صحابہ کے ساتھ بڑھوٹے پر دھوکے سے قتل کر دیئے گئے تھے۔ عبداللہ بن رواحہ نے ان کی شہادت پر ذیل کے دو اشعار کہے۔

رَحِمَ اللَّهُ نَافِعَ بْنَ بَدِيلٍ - رَحْمَةً أَمْتَيْتُغِي ثَوَابَ الْجِهَادِ

(توجہ) نافع بن بدیل پر خدا کی رحمت ہو۔ ایسی رحمت جو ثواب جہاد کی خواہش مند ہو

(۲) صَابِرًا صَادِقَ الْوَعْدِ إِذَا مَا - أَكْثَرَ الْقَوْمِ قَالَ قَوْلَ السِّدَادِ

(توجہ) وہ بڑا صابر اور صادق الوعد تھا۔ جس مقام پر کہ زیادہ تر لوگ ڈھیلی بات کہتے تھے۔

ابو عمر، ابو نعیم اور ابو موسی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۳) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

المجرشی۔ جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ محمد بن اسحاق نے ابن شہاب سے انہوں نے عبداللہ بن

کعب سے، انہوں نے نافع المجرشی سے روایت کی، کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت ہوئی۔

ان دنوں پہاڑ کی چوٹی پر ایک کاہن رہتا تھا۔ لوگوں نے اسے بلا کر کہا، کہ تم ہمیں اس آدمی کے بارے میں،

جس نے عرب میں ایک نئی بات پیدا کی ہے کچھ بتاؤ۔ وہ ان کے کہنے پر اتر آیا، اور کہا، خدا نے محمد کو عزت

بخشتی ہے، اور اسے پسند فرمایا ہے، اور اس کے دل کو پاک صاف کر کے تمہاری طرف روانہ کیا ہے ابو موسی

نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۱۴) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

بن عبدالحارث بن حبالہ بن عمیر بن غنثن (اس کا نام حارث بن عبد عمرو بن عمرو بن لوئی بن ملک بن قصی

الخزاعی تھا) سب لوگوں نے انہیں خزاعی لکھا ہے، اور ان کے سلسلہ نسب کو بنو ملک بن عینی الخزاعی اور انہیں اسلم

بنک لے گئے ہیں۔ اور چونکہ بنو ملک کی تعداد کم تھی۔ اس لئے ان میں سے بعض کو بنو خزاعہ سے منسوب کر دیتے

تھے۔ نافع کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی اور انہوں نے آپؐ سے روایت بھی کی۔

حضرت عمر نے انہیں مکے اور طائف کا عامل مقرر کر دیا تھا۔ جہاں قریش اور بنو ثقیف کے جلیل القدر سردار مقیم تھے۔ نافع حضرت عمر سے ملنے گئے اور اپنے غلام عبدالرحمن بن ابتری کو اپنا جانشین مقرر کر گئے۔ خلیفہ نے اس جانشینی کو ناپسند کیا، اور نافع کو معزول کر دیا۔ اور خالد بن عاص بن ہشام کو مقرر کر دیا۔ جناب نافع کا شمار جلیل القدر فضلاء میں ہوتا تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام لائے، وہیں سکونت رکھی اور ہجرت نہ کی۔ ابوسلمہ، حمید اور ابوالطیقل نے ان سے روایت کی ہے۔

ابویاسر بن ابی جبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ انہیں وکیع نے سفیان سے، انہوں نے حبیب بن ابی ثابت سے، انہوں نے حمید بن عبدالرحمن اور مجاہد سے اور انہوں نے نافع بن عبدالحارث سے سنا، کہ آپؐ نے فرمایا، کہ اس آدمی کو خوش قسمت سمجھو، جس کا مکان وسیع ہو، ہمسایہ صالح ہو، اور گھوڑا مبارک قدم ہو۔

نیز ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار مدینہ کی ایک صحابی میں داخل ہوئے اور ایک کنوئیں کی منڈیر پر بیٹھے گئے۔ اتنے میں حضرت ابوبکر آگئے اور انہوں نے حاضری کی اجازت طلب کی۔ آپؐ نے فرمایا۔ ابوبکر کو اندر آنے کی اجازت دے دو اور اسے جنت کی بشارت بھی پہنچا دو۔ پھر حضرت عمر آئے۔ اور ان سے بھی یہی صورت حال پیش آئی۔ آخر میں حضرت عثمان آئے حضور نے انہیں بھی جنت کی بشارت دی اور فرمایا۔ عثمان کو ایک ابتلا پیش آئے گا۔

واقفی جناب نافع کو صحابی نہیں گردانتا، اور اس حدیث کا راوی حضرت ابوموسیٰ اشعری کو قرار دیتا ہے تینوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۱۵) (اسیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن کلدہ ابوعبداللہ ثقفی۔ ابوبکرہ کے ماں جاٹے بھائی تھے، اور ان کی ماں کا نام سمیہ تھا ہم ان کے بھائی ابوبکرہ نقیع کے ترجمے میں ان کا نسب بیان کریں گے جب حضور اکرمؐ نے طائف کا محاصرہ کیا اور منادی کرائی، کہ طائف کے غلاموں میں سے جو بھی ہم سے مل جائے گا، ہم اسے آزاد کر دیں گے۔ جناب نافع اور ان کے بھائی ابوبکرہ طائف میں تھے۔ زیاد بن ابیہ جو ان کا ماں جایا تھا، بھی طائف میں تھا۔ تینوں اسلامی لشکر میں شامل ہو گئے اور آزاد ہو گئے۔

جناب نافعؓ ان چار گواہوں میں شامل تھے، جنہوں نے مغیرہ بن شعبہ کے خلاف مقدمہ زنا میں شہادت دی تھی۔ ان تین اخیافی بھائیوں میں زیاد بن ابیہ نے ٹھیک طور پر شہادت نہ دی تھی، اور یوں مغیرہ حد سے بچ گیا تھا۔ چوتھے گواہ کا نام شبلی بن معبد تھا۔

جناب نافع نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی، اور مکان بنا لیا تھا، حضرت عمرؓ نے انہیں دس عربی زمین بطور جاگیر عطا کی تھی۔ اور یہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے بصرے میں گھوڑے جمع کئے۔

انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ایک بار حضورؐ نے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا، جہاں پانی نہ تھا۔ جس سے لشکر کو پریشانی ہوئی۔ اتنے میں ایک بکری آنکلی، حضورؐ نے اس کا دودھ دوہا جس سے سارا لشکر سیراب ہو گیا۔ اسی طرح جناب نافع نے حضورؐ سے روایت کی، آپ نے حضرت علیؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا، تمہیں مجھ سے وہی قرب حاصل ہے، جو حضرت ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے حاصل تھا۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خالد بن ابی امیہ اور ابو ہاشم رومانی نے ان سے روایت کی۔ عقبہ بن خالد نے صباح سے انہوں نے خالد بن ابی امیہ سے، انہوں نے جناب نافع سے روایت کی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ متکبر مسکین، بوڑھا زانی اور اپنے اعمال صالحہ کو دربارِ خداوندی میں بطور احسان پیش کرنے والے کبھی جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۷) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

بن زید الحمیری۔ ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے باسنادہ ایاس میں عمرو الحمیری سے روایت کی، کہ جناب نافع بنو حمیر کے کچھ آدمیوں کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، ہم اس لئے حاضر ہوئے ہیں، کہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ اور معلوم کریں کہ دنیا کی ابتدا کیوں کر ہوئی، فرمایا، ایک وقت ایسا تھا کہ خدا کے بغیر کچھ نہ تھا۔ اور اللہ کا عرش پانی پر تھا۔ پھر خدا نے قلم کو پیدا کیا، اور حکم دیا، کہ جن اشیا تے پیدا ہوتا ہے، انہیں لکھ دو۔ پھر زمین و آسمان اور باقیہا کو پیدا کیا، اور عنانِ خدائی سنبھال لی۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۱۸) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

ابو السائب۔ آپ غیلان بن سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ غیلان ابھی مشرک ہی تھے، کہ نافع بھاگ کر حضور کے پاس آگئے، اور آپ نے انہیں آزاد کر دیا۔ بعد میں جب غیلان مسلمان ہو گئے۔ تو آپ نے نافع کی ولایت غیلان کو منتقل کر دی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۹) (سیدنا، نافع رضی اللہ عنہ)

ابو سلیمان۔ منذر بن سادی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے، انہوں نے حلب میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔

اسحاق بن راہویہ نے سلیمان بن نافع العبیدی سے حلب میں سنا۔ کہ ان کے والد نے ذکر کیا کہ منذر بن سادی حاکم بحرین حضور کی خدمت میں بمقام مدینہ حاضر ہوا۔ منذر کے ساتھ ایسا بھی تھا۔ اور میں ان دنوں ابھی بچہ تھا۔ اور ان باتوں کو نہیں سمجھتا تھا۔ میں نے ان کے اونٹ روک رکھے اور وہ دونوں ہتھیاروں سمیت حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہونے چلے۔ منذر نے اپنا ہتھیار رکھ دیا، کپڑے بدلے اور ڈاڑھی کوتیل لگایا۔ اور پھر دربار رسالت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ حضور اکرم نے فرمایا، اے منذر! میں نے تم میں ایسی چیز دیکھی جو تمہارے ساتھیوں میں نہیں پائی جاتی۔ اس نے دریافت کیا، یا رسول اللہ وہ کون سی ایسی چیز ہے، جو صرف مجھ میں ہے، فرمایا، تم نے ہتھیار رکھ دیئے، کپڑے بدلے اور تیل لگایا۔ اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! یہ وہی چیز ہے یا کسی۔ فرمایا، وہی۔ اس پر وہ لوگ اسلام لے آئے۔ حضور نے فرمایا، بنو عبد القیس نے جو شی اسلام قبول کیا، جب کہ باقی لوگوں نے مجبوراً۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی برکات سے نوازے۔ اس کے بعد جناب نافع نے اپنے بیٹے سلیمان سے کہا۔ میں نے حضور اکرم کو اپنے سامنے یوں بیٹھے دیکھا، جیسے تمہیں دیکھ رہا ہوں ابن مندہ ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ جو بات منذر بن سادی کی طرف منسوب کی گئی ہے، فی الحقیقت اس کا قائل اشج العبیدی ہے۔ حضور اکرم نے اس سے فرمایا تھا۔ کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں، جو اللہ کو بڑی پسند ہیں انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، یہ جلی ہیں یا کسی ہیں۔ فرمایا، جلی اس پر جناب اشج العبیدی نے کہا۔ خدا کا شکر کہ اس نے مجھے ایسی جلی خصلتیں عطا کی ہیں، جنہیں وہ پسند کرتا ہے۔

(۲۰) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن صبرہ۔ حضرت ابو ہریرہ کی طرح، اس حدیث کا مخرج جس میں بیہودہ مجالس میں بیٹھنے کا کفارہ بیان کیا گیا ہے۔ اہل مدینہ ہیں۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

ابوطیبہ حجام۔ ان کا نام میسرہ تھا۔ اور وہ محیصہ بن مسعود انصاری کے آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کی فضیلت اور آپؐ نے حق الخدمت ادا کیا۔ ان کا ذکر کنیتوں کے تحت پھر بیان ہوگا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن ظریب بن عمرو بن نوفل بن عبدمنات بن قصی القرشی۔ فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے۔ اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ بقول عدوی یہ وہی آدمی ہیں، جنہوں نے حضرت عمرؓ کے لئے قرآن کی کتابت کی تھی۔ ابو عمر کہتے ہیں۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ انہی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ابی وقاص زہری۔ وہ سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے تھے، اور ہاشم المر کے بھائی۔ ان سے کوئی حدیث مروی نہیں۔ ان کا باپ عتبہ وہ شخص ہے جس بد بخت نے احد کی جنگ میں حضور اکرمؐ کے دو دندان مبارک شہید کئے تھے۔ اور عتبہ حالت کفر میں فتح مکہ سے پہلے مرا تھا۔

نافع فتح مکہ کے دن ایمان لے آئے۔ یہ ابن عمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے مصعب زہری سے روایت بیان کی، کہ زمانہ جاہلیت میں عتبہ کا ایک خون قریش کے ذمے تھا۔ وہ پھر ترک وطن کر کے مدینے آ گیا تھا، اور وہیں مر گیا تھا۔ اور اپنے بھائی سعد کو وصیت کر گیا تھا۔

یحییٰ بن محمود اور عبد الوہاب بن ابی حبیہ نے باسناد ہما مسلم سے روایت کی، کہ قتیبہ نے جریر سے انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے جابر بن سمرہ سے انہوں نے نافع بن عتبہ سے روایت کی، کہ ہم ایک غزوے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، کہ آپؐ کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے، جنہوں نے ادنیٰ کپڑے پہن رکھے تھے۔ وہ ایک ٹیلے کے پاس آپؐ سے ملے۔ وہ لوگ کھڑے تھے۔ اور حضورؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ میرے دل میں خیال آیا۔ مجھے چاہیے، کہ میں وہاں جا کر حضور اکرمؐ اور ان اجنبیوں کے درمیان کھڑا ہو جاؤں

مبادادہ دھوکا کریں۔ چنانچہ میں جا کر درمیان میں کھڑا ہو گیا۔ مجھے حضور اکرمؐ کی چار ارشادات اب تک نوک بزبان ہیں (۱) تم جزیرہ عرب کے لئے جنگ کرو گے اور اللہ تمہیں کامیابی عطا کرے گا (۲) پھر ایران کو فتح کرو گے، پھر تم اہل روم سے لڑو گے اور ان کے ملک کو فتح کرو گے (۳) پھر دجال سے تمہاری لڑائی ہوگی، اور اس میں بھی تمہیں فتح نصیب ہوگی۔ اس پر نافع نے جاب سے کہا۔ جابو! دجال سے اس وقت تک آمتا سامنا نہیں ہوگا (۴) جب تک روم فتح نہ ہو جائے، تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عجر القرشی مطلبی :- انہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ بغوی وغیرہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے شافعی نے اپنے چچا محمد بن علی بن شافع سے، انہوں نے عبداللہ بن علی بن سائب سے انہوں نے نافع بن عجر بن عبد یزید سے روایت کی، کہ اس نے اپنی بیوی ہشیمہ کو طلاق دی، اور پھر حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گذارش کی۔ یا رسول اللہ میں نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی ہے، اور میرا ارادہ ایک طلاق ہی کا تھا۔ آپ نے مجھے رجوع کی اجازت دے دی۔ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں دوسری طلاق دی، اور پھر حضرت عثمان کے عہد میں تیسری۔

اس حدیث کے اسناد میں اختلاف ہے۔ ایک روایت کے رو سے جس کے راوی نافع ہیں، مروی ہے کہ رکانہ بن عبد یزید نے اپنی بیوی کو طلاق دی۔ چنانچہ ابو داؤد نے سنن ابو داؤد میں ابو الطاہر بن سرح سے روایت کی۔ ابو ثور نے امام شافعی سے روایت کی۔ اسی طرح حمیدی اور ربیع نے بھی امام شافعی سے روایت کی۔ ان دونوں نے نافع سے اور انہوں نے رکانہ سے روایت کی۔ جریر بن حازم نے زبیر بن سعید سے انہوں نے عبداللہ بن یزید بن رکانہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اسی طرح عورت کے نام کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ ایک روایت میں ہشیمہ ہے، دوسری روایت میں جو زیادہ مشہور ہے، شہیمہ ہے، ایک اور روایت میں سہیمہ اور سفیمہ بھی ہے۔

(۲۴) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن علقمہ - ابن شاپین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ شام میں مقیم ہو گئے تھے اس سے زیادہ کچھ نہیں لکھا۔ ابو عمر لکھتے ہیں۔ جناب نافع نے حضور اکرمؐ سے سماع کیا ہے۔ ایک روایت کے رو سے انکی حدیث

مرسل ہے۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو المزنی۔ ان سے ہلال بن عامر المزنی نے روایت کی۔ انہوں نے بیان کیا کہ وہ حجۃ الوداع کے موقع پر پانچ برس کے تھے، یا کچھ زیادہ، میرے والد مجھے ساتھ لئے حضور اکرمؐ کے پاس لے آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خچر شہاب پر سوار تھے۔ آپ خطبہ دے رہے تھے اور حضرت علیؑ ساتھ ساتھ وضاحت کر رہے تھے میں سواریوں کے درمیان سے نکلتا بچتا حضورؐ کے خچر کے پاس پہنچ گیا۔ دونوں ہاتھ آپ کے گھٹنے پر رکھے۔ پھر آپ کی پنڈلی کو چھوتا آپ کے پاؤں تک جا پہنچا۔ اس کے بعد میرا یہ ہاتھ حضورؐ کے جوتے اور تلوے کے درمیان جا گھسا چکا۔ میں اب بھی یہ محسوس کرتا ہوں، کہ میرا ہاتھ حضور اکرمؐ کے ٹھنڈے تلووں کو چھو رہا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور نیز حافظ ابو مسعود نے میرے شیخ ابو عبد اللہ احمد بن علی الاسواری سے بیان کیا ہے، اور جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ انہوں نے نافع کی بجائے رافع کا نام لیا ہے۔

(۲۶) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن معدی کرب۔ ان کی حدیث محمد بن اسحاق نے اور اسحاق بن ابراہیم بن ابی بن نافع بن معدی کرب نے اپنے دادا ابی سے انہوں نے اپنے والد نافع بن معدی کرب سے روایت کی، کہ میں نے اور ام المومنین عائشہ نے حضور اکرمؐ سے (وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ، أَحْبَبْتُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ) کا مطلب دریافت کیا حضورؐ نے دربار خداوندی میں گزارش کی، اے خدا عائشہ کے سوال کا کیا جواب دوں۔ اس پر جبریل نازل ہوئے۔ اور کہا کہ جب ایک آدمی صدق دل اور خلوص نیت سے خدا کو پکارتا ہے، تو باری تعالیٰ جواب میں لبیک کہتا ہے اور اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے۔

ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، ابن اسحاق نے ان سے صرف یہی ایک حدیث نقل کی ہے مگر اور لوگوں نے اسحاق بن ابراہیم سے کئی احادیث نقل کی ہیں۔

(۲۷) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن غیلان بن سلمہ الثقفی۔ خالد بن ولید کے ساتھ معرکہ جندل میں شامل تھے، وہاں شہادت پائی۔ تو ان کے والد نے مرثیہ کہا، اور شدید رنج و غم کا اظہار کیا۔

مَا بَالُ عَيْنِي لَا تَغْمُضُ سَاعَةً . إِلَّا عَنِّي تَنِي عِبْرَةٌ تَغْشَانِي

(توجہ) میری آنکھوں کو کیا ہو گیا ہے، کہ ایک دم بھی بند نہیں ہوتیں، مگر یہ کہ آنسوؤں کی جھڑی بندہ جاتی ہے اسی طرح یہ اشعار بھی انہی جذبات کے حامل ہیں۔

(۱) یا نافع من للفوارس اجمت - عن شدة مذکورة و طعان

(توجہ) اے نافع، شاہ سواروں میں کون ایسا تھا جس نے اس شدت سے دشمن پر نیزے سے حملہ کیا ہو۔

(۲) لو استطیع جعلت متی تافعا بین اللہیاة و بین عقد لسانی

(توجہ) اے نافع اگر ممکن ہوتا، تو میں تجھے اپنے منہ اور زبان کے درمیان چھپالیتا، ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲۸) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن کیسان۔ ان کے بیٹے کا نام ایوب تھا۔ دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان سے ان کے بیٹے ایوب نے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ جلدی ہی میری امت شراب نوشی میں پڑ جائے گی اور وہ اس کا نام بدل دیں گے۔ اور امرائے قوم اس باب میں ان کے امدادی ہوں گے۔ جناب نافع سے ان کے بیٹے نے ایک اور حدیث بھی جس کا تعلق نزولِ عیسیٰ سے ہے۔ روایت کی ہے ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹) (سیدنا) نافع (رضی اللہ عنہ)

بن ابی نافع الرواسی۔ علقمہ کے دادا تھے۔ ان سے حمید بن عبدالرحمان ابو عوف رواسی نے بیان کیا کہ جب عمرو بن مالک، دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ تو میں بھی اس وفد میں شامل تھا۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کو اسلام لانے کی دعوت دی، لیکن انہوں نے کہا، جب تک ہم بنو عقیل سے انتظام نہ لے لیں، ہم اسلام قبول نہیں کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بنو عقیل کے ایک گروہ پر حملہ کر کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اس پر بنو عقیل نے پھیا کر کے ان کے ایک آدمی کو مار ڈالا۔ جنگ چھڑ گئی۔ بنو عقیل میں ایک آدمی، جس کا نام ربیعہ بن ملتفق تھا، وہ بطریقِ رجزِ ذیل کا شعر پڑھ رہا تھا۔

أَقْتَمْتُ لِأَقْتَلِ إِلَّا نَارِ سَا - إِنَّ الرِّجَالَ لِيَسُوا المَقْلَانِ سَا

(توجہ) میں نے قسم کھائی ہے، کہ میں شاہ سواروں ہی سے لڑوں گا۔ بلاشبہ بہادروں نے سر پر خود کفن پہن لئے ہیں۔

اس پر ایک آدمی نے اپنے قبیلے سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے میری قوم! کیا تم دن بھر اسی طرح بیٹھے رہو گے۔ یہ سن کر ان کا ایک آدمی مجرش بن عبد اللہ، ربیعہ کے مقابلے کے لئے نکلا۔ ربیعہ نے نیزے سے اس کو زخمی کر دیا۔ اور گھوڑا چھین لیا۔ اس پر مجرش نے اپنے قبیلے کو یا آلِ روا اس کہہ کر مدد کے لئے پکارا۔ ربیعہ نے استہزاء کہا، روا اس گھوڑے ہیں یا انسان ہیں۔

اس کے بعد عمرو بن مالک اپنے ہاتھ باندھ کر حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور طالب معافی ہوا۔ مگر آپ نے غصے سے منہ پھیر لیا۔ پھر التجا کی، اور کہنے لگا۔ یا رسول اللہ مجھے تو بتایا گیا تھا۔ کہ اللہ بھی خطا کار کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ حضور بھی میری تقصیر معاف فرما دیں۔ رحمتِ عالم نے درگزر فرما دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰) (سیدنا) نافع رضی اللہ عنہ

بن یزید الثقفی۔ ان کا شمار صحابہ میں کیا جاتا ہے، لیکن بغیر اثبوت ابو بکر ہذلی نے حسن سے انہوں نے جناب نافع سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ شیطان سرخی کو اور نمائشی لباس کو پسند کرتا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱) (سیدنا) نافع رضی اللہ عنہ

یہ ان لوگوں میں شامل ہیں، جو شام سے حبشہ آگئے تھے۔ چنانچہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی الذین آتیناھم الکتاب من قبلہ ہم یومنون۔ ہم ابرہہ کے ترجمے میں اس کا ذکر کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے مختراً ان کا ذکر کیا ہے۔

باب النون والباء

(۳۲) (سیدنا) نباش رضی اللہ عنہ

بن زرارہ بن و قدان بن حلیب بن سلامہ بن عدی بن خبرہ بن اسید بن عمرو بن تمیم التیمی ایسی۔ ابو ہالک کنیت تھی۔ مصعب بن عبد اللہ نے ان کا سلسلہ نسب نباش بن زرارہ تیمی ابو ہالک از بنو اسید بن عمرو بن تمیم حلیف بنو عبد الدار لکھا ہے۔ ابو نعیم نے نباش بن زرارہ کا ذکر مغازی میں کیا ہے۔ اور بعض متاخرین نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ

پر اعتراض کیا ہے، حالانکہ یہ اعتراض بلاوجہ ہے۔

ابن ابی شریکے رائے ہے، کہ نباش کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ وہ حضور اکرمؐ سے پہلے ہو گزرے ہیں۔ کیونکہ ان کے بیٹے ابو ہالہ ہند بن نباش ام المؤمنین حضرت خدیجہ کے خاوند تھے جو حضور اکرمؐ سے پیشتر فوت ہو چکے تھے۔ ایک روایت کے رو سے ابو ہالہ کا نام نباش تھا۔ بایں اختلاف انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ہم ان کا مفصل ذکر ہند بن ابی ہالہ کے ترجمے میں اور نیز ام المؤمنین کے ترجمے میں بیان کریں گے۔

(۳۳) (سیدنا، نبہان رضی اللہ عنہ)

التمار ابو مقبل۔ مقاتل نے صحاک سے، انہوں نے ابن عباس سے وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا قَاهِشَةً اور اقْبُوا الصَّلَاةَ طَوْفِي الْمَنَابِرِ ہر دو آیات کی شان نزول کے بارے میں کہا۔ کہ ان دونوں آیات کا تعلق نبہان التمار سے ہے۔ ایک حسین و جمیل عورت ان سے کھجور خریدنے کو آئی، نبہان نے اس کے سر پر چھو۔ اس عورت نے کہا، نہ تو نے اپنے بھائی کی غیر حاضری کا کوئی خیال کیا، اور نہ تیری خواہش ہی پوری ہوئی اس پر نبہان کو حد درجہ ندامت ہوئی۔ جناب نبہان نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کر دیا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ تجھے محتاط ہونا چاہیے تھا۔ ممکن ہے، کہ وہ کسی غاندی کی عورت ہو، دربار رسالت سے اٹھے، تو روتے جا رہے تھے، چنانچہ تین رات وہ عبادت میں مصروف رہے اور دن کو روزے سے ہوتے، اس پر والدین اذا فعلوا قاہشہ نازل ہوئی۔ آپؐ نے صحابی کو طلب فرمایا۔ اور نزول آیت کے بارے میں بتایا۔ وہ بہت خوش ہوئے، اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ میری توبہ تو قبول ہو گئی ہے۔ اب میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ دربار خداوندی میں، میں اپنا شکر کیوں کر پیش کروں۔ اس پر دوسری آیت نازل ہوئی: اقْبُوا الصَّلَاةَ طَوْفِي الْمَنَابِرِ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۴) (سیدنا، نبہان رضی اللہ عنہ)

ابن شاہین نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ ابو الزبیر نے عمرو بن نبہان سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حالت اسلام میں جس کے دو بیٹے فوت ہو جائیں، اللہ سے جنت میں جگہ دے گا۔ ان سے ابو ہریرہ کی ملاقات ہو گئی، پوچھا، کیا حضورؐ نے آپ سے ایسا فرمایا تھا۔ انہوں نے کہا، ہاں، ابو ہریرہ کہنے لگے۔ بخدا میرے نزدیک یہ بشارت اس سے کہیں زیادہ بہتر ہے کہ شام اور فلسطین

میرے پاس رہیں ہوں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵) (سیدنا) نبی ﷺ (رضی اللہ عنہ)

الخیر۔ بقول ابو عمران کا سلسلہ نسب یوں ہے۔ نبی ﷺ بن عمرو بن عوف بن عبد اللہ بن عتاب بن حارث بن معین بن تالبعہ بن لحيان بن ہذیل بن مدرکہ بن الیاس بن مضر ایک روایت کے رو سے سلمہ الخیر بن عبد اللہ ابو طریف آیا ہے۔ بصرہ میں سکونت کر لی تھی۔ ابن ماکولہ کے خیال میں ان کا نسب یوں تھا۔ نبی ﷺ الخیر بن عمرہ بن عوف بن سلمہ بن حنشل بن طیار بن دیال بن عمیر بن عاد یہ بن صعصعہ بن وائل بن لحيان بن ہذیل، ایک اور روایت کے مطابق یوں ہے۔ نبی ﷺ بن عبد اللہ بن شیبان بن عقان بن حارث بن جون بن حارث بن عبد العزی بن ذائل بن لحيان بن ہذیل۔

حضور اکرم نے انہیں الخیر کے لقب سے اس لئے نوازا، کہ وہ ایک بار حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چند جنگی قیدیوں کو وہاں دیکھا، تو عرض کیا، یا رسول اللہ! یا تو فریاد کرے کہ انہیں آزاد فرما دیجئے، اور یا احسان کر کے چھوڑ دیجئے، فرمایا، تم نے اچھی بات کہی، اس لئے آج سے تم نبی ﷺ الخیر ہو۔

اسماعیل، ابراہیم اور ابو جعفر نے بذریعہ اس سند کے جو ابو عیسیٰ تک جاتی ہے، بیان کیا۔ کہ ہم نے نصر بن علی انہوں نے علی بن اسد ابو الہمان سے، انہوں نے اپنی دادی ام عاصم سے جو سنان بن سنانہ کی ام ولد تھی سنا کہ ایک بار ہم ایک برتن میں کھانا کھا رہے تھے کہ نبی ﷺ الخیر وہاں آگئے، اور ہمیں حضور اکرم کی ایک حدیث سنائی فرمایا، جو شخص کسی برتن میں کھانا کھاٹے، اور پھر اسے اچھی طرح صاف کر دے، تو وہ برتن اس آدمی کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

ابو الملیح ہذیل نے انہی سے روایت کی، لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم لوگ زمانہ جاہلیت میں بتوں کے نام پر قربانی دیا کرتے تھے، فرمایا کہ اللہ کے نام پر جس مہینے میں چاہو، ذبح کرو، خدا کے نام پر دو اور لوگوں کو کھلاؤ۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶) (سیدنا) نبی ﷺ (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ابن عباس نے انہی سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے ایک شخص کو جو نبی ﷺ کی طرف سے تلبیہ پڑھ رہا تھا، پوچھا، آیا خود تم نے حج کیا ہے۔ اس نے نفی میں جواب دیا، تو فرمایا، پہلے خود حج کر، پھر اس کی طرف سے ادا کرنا۔ ابن مندہ

اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷) (سیدنا) نبیط رضی اللہ عنہ

بن جابر بن مالک بن عدی بن زید مناہ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجیم الانصاری خزرجی غزوہ احد میں موجود تھے۔ ان کی اولاد تھی حضور اکرمؐ نے ان کی شادی فریعیہ بنت ابی امامہ سعد بن زرارہ سے کی تھی۔ اور فریعیہ ان عورتوں سے تھیں جنہوں نے حضورؐ سے بیعت کی تھی۔ ان کے بطن سے جو بیٹا پیدا ہوا۔ ان کا نام عبد الملک تھا۔ جناب سعد بن زرارہ نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی تھی۔ کہ جناب فریعیہ اور ان کی ہم شیرگان کی خانہ آبادی کا انتظام فرمایا جائے۔ جناب نبیط حضورؐ کی وفات کے بعد عرصے تک زندہ رہے۔

ابو عمر کا قول ہے، کہ جناب نبیط کا ایک اور بیٹا بھی تھا۔ جن کا نام سلمہ تھا۔ جن سے بعض احادیث مروی ہیں۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر، ابو عمر کے اس خیال کو اہم قرار دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں سلمہ بن نبیط سے مراد ابن نبیط بن شریط ہے جس کا ذکر بعد میں آئے گا۔

نبیط بن شریط بن انس بن مالک بن ہلال الاشجعی۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سلمہ نے روایت کی۔ ابو القاسم لعیش بن علی نے باسنادہ تا ابو عبد الرحمن النسائی سے، انہوں نے عمرو بن علی سے، انہوں نے یحییٰ سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے سلمہ بن نبیط سے انہوں نے اپنے والد سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو حج کے موقع پر عرفہ میں ایک سُرخ اونٹ کی پیٹھ پر لوگوں کو خطاب کرتے دیکھا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۳۸) (سیدنا) نبیط رضی اللہ عنہ

الجہنی۔ ایک روایت میں نبیہ الجہنی آیا ہے۔ ابن معین کے مطابق ان کا نام یمنہ الجہنی ہے۔ ابن لکین نے بھی ان کا نام یمنہ کہا ہے۔

ابو زبیر نے جابر سے انہوں نے نبیہ الجہنی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جب تم ایک دوسرے کو تلوار دو، تو اسے پہلے نیام میں ڈال لو۔ ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

(۳۹) (سیدنا) نبیط رضی اللہ عنہ

بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبد اللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوئی قرشی عدوی۔

یہ ابو جہم بن حذیفہ کے بھائی تھے۔ لیکن ابن اثیر نے انہیں جانتے ہیں، اور نہ ان کے بھائیوں میں سے کسی کو، جن سے ابو عمر نے ایک مختصر سی روایت بیان کی ہے۔

(۴۰) (سیدنا) نعلیہ (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں، میں ان کے بارے میں اس سے زیادہ کچھ نہیں جانتا کہ بعض علماء نے انہیں حضور اکرم کے آزاد کردہ غلاموں میں شمار کیا ہے، اور یہ کہ آپ نے انہیں خرید کر آزاد کر دیا تھا۔ ایک روایت میں ان کا نام النبیہ مذکور ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

(۴۱) (سیدنا) نعلیہ (رضی اللہ عنہ)

بن صواب الجہنی۔ دربار رسالت میں حاضر ہوئے۔ اور فتح مصر میں شریک رہے تھے۔ اور ان چار آدمیوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے قبلہ مصر کی سمت درست کی تھی۔ ان سے یزید بن حبیب، عبد الملک بن رائظہ اور عبد العزیز بن ملیس نے روایت کی۔ تمینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۲) (سیدنا) نعلیہ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن ربیعہ بن وہب بن خذافہ بن حج القرشی جمحی۔ قدیم الاسلام ہیں اور حبشہ کی ہجرہ ثانیہ میں شریک تھے۔ یہ روایت داقدی کی ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ حبشہ کو ہجرت کرنے والے ان کے والد تھے۔ موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے دونوں باپ بڑے کا نام مہاجرین حبشہ میں شامل نہیں کیا۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

باب التون مع ما ذال وزاوسین

(۴۳) (سیدنا) نحات (رضی اللہ عنہ)

بن نعلیہ۔ ہم اس سے پیشتر ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا نام نحات اور ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے نجاب لکھا ہے۔ غزوہ بدر میں شامل تھے۔ وہ بلوی ہیں اور انصار کے حلیف۔

(۴۴) (سیدنا) نذیر (رضی اللہ عنہ)

ابو مریم الغسانی۔ ابو بکر بن عبد اللہ بن ابو مریم کے دادا تھے۔ ابو حاتم رازی کہتے ہیں، کہ انہوں نے بعض شامیوں سے ابو مریم کا نام دریافت کیا۔ انہوں نے بتایا، نذیر، بقیہ بن ولید نے ابو بکر بن ابو مریم سے انہوں نے اپنے دادا ابو مریم سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرم کے ساتھ ایک غزوے میں شرکت کی چنانچہ

آپ نے ان کی تیر اندازی کی تعریف فرمائی۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

(۲۵) (سیدنا) ترمذی (رضی اللہ عنہ)

بن سیرۃ الہلالی۔ ان کا تعلق بنو ہلال بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے، لیکن مجھے ان سے کسی روایت کا علم نہیں۔ ہاں البتہ انہوں نے حضرت علیؑ اور عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔ لیکن ان کا شمار کبار فضلاء تابعین میں ہوتا ہے۔ ان سے شیخی، عبدالملک بن میسرہ اور اسماعیل بن رجاء نے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

(۲۶) (سیدنا) تفسیر (رضی اللہ عنہ)

بن عنیس بن زید بن عامر بن سواد بن کعب۔ (اور کعب سے مراد ظفر الانصاری الظفری ہیں) انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت اور روایت کا موقع ملا۔ اور آپ کے ساتھ کافی غزوات میں شریک رہے۔ عبداللہ بن محمد بن قداح نے ان کا ذکر انصار میں کیا ہے۔ اور ان کا نام نسیر لکھا ہے دارقطنی نے بشری تحریر کیا ہے مگر اول الذکر ثابت ہے۔ یہی رائے ابن ماکولا کی ہے۔

باب النون وصاد

(۲۷) (سیدنا) نصر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبید بن رزاح بن کعب (اور کعب سے ظفر الانصاری اوسنی ظفری مراد ہیں) ایک روایت میں ان کا نام ابن عبد رزاح، اور بروایت ابو موسیٰ ابن عبداللہ تھا۔ پہلی دونوں روایتیں درست تر ہیں۔ اکثر ان کی کنیت ابوالحارث مذکور ہے۔ غزوہ بدر میں موجود تھے۔ اور ان کے والد ابوالحارث کو حضور اکرمؐ کی صحبت میسر آئی۔ اور اکثر اہل السیر والانساب نے ان کا نام نصر بن حارث لکھا ہے ابن سعد نے ابن اسحاق سے ان کا نام نصر بن حارث نقل کیا ہے۔ ابن سعد کے خیال میں یہ ان صاحب کی غلطی ہے۔ جنہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے۔ وہ ابراہیم بن سعد الزہری تھے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ ابن سعد نے غلطی کا انتساب ابراہیم بن سعد سے کیا ہے۔ حالانکہ یونس بن بکر اور سلمہ بن فضل نے ابن اسحاق سے نصر ہی نقل کیا ہے۔ اور ہشام نے بکائی سے انہوں نے ابن اسحاق سے نصر (صاد سے) روایت کیا ہے۔ یہی روایت ابن ماکولا کی ہے۔ نیز ابن القداح سے بھی یہی منقول ہے یہ

صاحب جنگ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے، اور شہادت پائی تھی۔

(۴۸) زیدنا، نصر (رضی اللہ عنہ)

بن حزن النصری، ایک روایت میں عبدہ بن نصر آیا ہے۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابن ابی عدی نے شعبہ سے، انہوں نے ابواسحاق سے انہوں نے نصر بن حزن سے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے انبیاء کے بکریاں چرانے کے بارے میں روایت بیان کی۔ ابوداؤد نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق سے روایت کی اور نام بشر بن حزن لکھا ہے۔ اور ایک روایت میں ابوداؤد نے شعبہ سے انہوں نے ابواسحاق سے عبدہ بن حزن لکھا ہے۔ بقول ابو عمر یہی درست ہے، واللہ اعلم بتینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۹) زیدنا، نصر (رضی اللہ عنہ)

بن دہر بن اخرم بن مالک الاسلمی۔ ان کے والد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور وہ مدنی تھے۔

یحییٰ بن محمود بن سعد نے باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن خالد بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن ابراہیم سے انہوں نے ابوالہشیم بن نصر بن دہر اسلمی سے انہوں نے اپنے والد نصر سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے سفر خیبر کے دوران میں سنا، کہ آپؐ نے عامر بن اکوع سے جو سلمہ بن عمرو بن اکوع کے چچا تھے فرمایا، اے ابن اکوع سواری سے نیچے اترو۔ اور اپنے اشعار میں سے کچھ سناؤ تمہیں ارشاد میں انہوں نے مندرجہ ذیل رجز یہ اشعار پڑھے۔

۱۱) واللہ لو لا اللہ ما اھتدینا - ولا تصدقنا ولا صلینا

(توجہ) بخدا اگر ذات باری نہ چاہتی، تو ہم ہدایت نہ پاتے۔ نہ ہم حضور اکرمؐ کی تصدیق کرنے اور نہ نماز پڑھتے

۱۲) انا اذا القوم بغی علینا - وان ارادوا فتنہ ابینا

(توجہ) بلاشبہ جب قوم نے ہمارے خلاف بغاوت کی۔ اور جب انہوں نے شر پھیلانا چاہا تو ہم نے انکار کر دیا۔ (روک دیا)

۱۳) فانزلن سکینة علینا - وشدت الاعدام ان لا قینا

(توجہ) اے خدا تو ہم پر سکون دل نازل فرما، اور اگر دشمن سے مقابلہ ہو۔ تو ہم ثابت قدم رہیں۔

حضور اکرمؐ نے سن کر فرمایا، اللہ تجھ پر رحم کرے۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو عرض کیا، یا رسول اللہ یہ دعا تو

مقبول ہو گئی۔ چنانچہ وہ غزوہ خیبر میں شہید ہو گئے۔

جناب نصر سے مروی ہے، کہ وہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے مانع کے رجم میں حصہ لیا تھا۔ یقیناً نے ذکر کیا ہے۔

(۵۰) (سیدنا، نصر رضی اللہ عنہ)

بن عوف بن قدامہ بن اخی صفوان بن قدامہ۔ حدیث صفوان میں ان کا ذکر آیا ہے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۵۱) (سیدنا، نصر رضی اللہ عنہ)

بن وہب الخزاعی۔ انہیں حضور اکرمؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان سے ابو الملیح ہذلی نے روایت کی، کہ ایک بار حضورؐ ایک بے زمین گدھے پر جس کی پیٹھ پر درسی کا ایک ٹکڑا تھا۔ سوار تھے اور حضرت معاذ بن جبل آپ کے پیچھے بیٹھے تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۵۲) (سیدنا، نصیب رضی اللہ عنہ)

سری دختر بہان غنویہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ساکتہ دختر جعد نے سری دختر بہان سے روایت کی، کہ جناب نصیب نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، کہ سانپوں میں سے کیسے سانپ کو ہلاک کیا جائے، فرمایا، جو نظر آئے، اسے مار دو، کیونکہ ان کا ہلاک کرنا ایسا ہے، جیسا کہ کافر کا ہلاک کرنا۔ اور اگر اس کے کانٹے سے کوئی مر جائے تو وہ شہید شمار ہوگا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۵۳) (سیدنا، نصیب رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب معلوم نہیں ہو سکا۔ حضری اور لغوی نے ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث روایت کی، کہ آپ نے نقصان دہ اشیاء کی تقسیم سے منع فرمایا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے بیان کیا ہے۔

باب نون وضاد

(سیدنا، نصر رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبد رزاح بن ظفر دان کا نام کعب بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری اوسی ظفری تھا، انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، اور آپ کے ساتھ غزوات میں شریک رہے۔ ابن ماکولانے

بروایت ابن قدام ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض نے ان کا نام نصر (صلو سے) تحریر کیا ہے۔ نصر قادیسیہ میں شہید ہوئے
لا ولد تھے۔

(۵۲) ریتنا، نصر رضی اللہ عنہ

بن حارث بن کلدہ بن علقمہ القرشی۔ ان کا تعلق بنو عبدالدار سے تھا۔ اور مجازی شمار ہوتے تھے۔ غزوہ حنین میں
حضور اکرم کے ساتھ تھے، اور آپ نے ایک سوانٹ مالِ غنیمت سے عطا کئے تھے ان کا شمار مولفہ اقلوب میں تھا۔
ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ روایت ابن اسحاق سے بیان کی ہے ابن ابی شیبہ لکھتے ہیں کہ
جناب نصر کے بارے میں میری یہ روایت کہ انہیں حضور کی زیارت نصیب ہوئی، اور وہ غزوہ حنین میں شریک تھے، ایسی
کتابوں سے لی گئی ہے۔ جو بالکل درست اور صحیح ہیں لیکن ابن مندہ کی کتاب ان تین کتابوں پر مبنی ہے، جن کا مدار سماع
پر ہے، اور جن میں تصحیف کی گئی۔ ان میں سے ایک نسخہ اصفہانی ہے، جو مصنف کے عہد سے اب تک چلا آ رہا ہے
ان دونوں نے جناب نصر کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جن کا نام نصر تھا۔ اور پھر ان کا نام نصر بن سلمہ متعین
کیا ہے، جو غلط ہے۔ کیونکہ اولاً ان دونوں نے انہیں حارث بن کلدہ بن علقمہ لکھا ہے حالانکہ جیسا کہ زبیر
اور ابن کلبی نے لکھا ہے۔ حارث بن علقمہ بن کلدہ چاہیے۔ چنانچہ انہوں نے نصر بن حارث بن علقمہ بن
کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار تحریر کیا ہے اور ابو عمر نے ان کے بھائی نصیر کے ترجمے میں ان کا سلسلہ نسب
اسی طرح بیان کیا ہے۔

ان دونوں حضرات سے دوسری غلطی یہ سرزد ہوئی۔ کہ انہوں نے نصر کو حضور اکرم کی صحبت کا شرف بھی
عطا کر دیا ہے۔ حالانکہ اسے غزوہ بدر کے موقع پر قتل کر دیا گیا تھا۔ کیونکہ وہ بدگو تھا۔ اور حضور اکرم اور
مسلمانوں کی ہجو کرتا تھا۔ اس کے قتل پر اس کی بہن یا لڑکی نے جس کا نام فقیہہ تھا۔ ذیل کے اشعار کہے۔

(۱) يَا رَا كَيْفَا اِنَّ الْاَنْسِيْلَ مَطْنَتَا . مِنْ صَنِيعِ حَا مَسْتِيَا وَاَنْتَ مَوْفَقُو

(ترجمہ) اے سوار! اخیل تک رسائی تو مومہوم ہے گذشتہ پانچ دنوں سے، اور تو اس سے آشنا ہے۔

(۲) اَيْلُغُ بِهٖ مَيْتَابَانِ تَحِيَّةً . مَا اِنْ تَزَالُ بِهٖا اَلْجَائِبُ تَعْتَقُ

(ترجمہ) توت شدہ آدمی کو یہ پیغام پہنچا دے۔ کہ میرے سلام کو عمدہ عمدہ اونٹنیاں اٹھا دیتے، دوڑتی پھرتی ہیں۔

(۳) مِثِّي اَلَيْهٖ وَعِصْبَةٌ مَسْغُوْحَةٌ . جَاوَتْ لِمَا تَجْهَا وَ اَخْرَى تَحِيَّتُ

(ترجمہ) میری طرف سے یہ پیغام پہنچا، کہ بتے ہوئے آنسو رونے والے کیلئے مفید ہوتے ہیں۔ اور پھر اس کا

گلابی گھونٹ دیتے ہیں۔

(۳) فَلْيَسْمَعَنَّ النَّضْرَانُ نَادِيَتَهُ - اِنْ كَانَ لِيَسْمَعُ قَمِيَّتًا لَا يَنْطِقُ

(ترجمہ) اگر تو نصر کو بلائیگا، تو وہ ضرور سنے گا۔ کیونکہ میت سنتا تو ہے۔ لیکن بول نہیں سکتا۔

(۵) ظَلَّتْ سَيْوْفُ بِنِي أَبِي تَنْوَشَةَ - بَلْبًا اَزْحَامًا هَشَاكَ نَشَقُّ

(ترجمہ) اس کے اقارب نے اسے نوح و ڈالا، اللہ کے نام پر ایسے مقام پر رشتے ٹوٹ جاتے ہیں

(۶) قَسْرَ اَلْيَقَادِ اَلْحَا اَلْمَتِيَّةِ مُثْعَبًا - رَسْفَ اَلْمَقِيْدِ وَهُوَ عَانٌ مَوْثِقٌ

(ترجمہ) اسے جبر سے موت کی طرف ہانک کر لے جاتے ہیں۔ اور وہ جکڑے ہوئے قیدی کی طرح رُک رُک کر چلتا ہے۔

(۷) اَلْحَمْدُ وَلَا اَنْتَ مِنْوُ نَجِيْبَةً - مِنْ قَوْمِهَا، وَ اَلْفَحْلُ فَحْلٌ مَعْرُوقٌ

(ترجمہ) اور بلاشبہ محمد آپ ایک نہایت شریف خاتون کے بیٹے ہیں۔ اور آپ بڑے مضبوط اور تیز مندر ہیں۔

(۸) مَا كَانَ فَرَكٌ لَوْ مَسَّنَتْ وَرُبَّمَا - مِنْ اَلْفَتَى وَهُوَ اَلْمَغِيْطُ اَلْمَخْنُوقُ

(ترجمہ) اس میں کیا حرج تھا، اگر آپ اس پر احسان کرتے۔ اکثر جوان مرد، غصے کی حالت میں بھی دشمن کو

معاف کر دیتے ہیں۔

(۹) اَلنَّضْرُ اَقْرَبُ لَوْ تَوَكَّلْتَ وَ سِيْلَةٌ - وَ اَحَقُّهُمْ اِنْ كَانَ عَتَقَ لِيَعْتَقُ

(ترجمہ) اگر آپ کسی خیلے وسیلے سے معاف فرمادیتے، تو نصر اس کا زیادہ مستحق تھا۔ اور آزادی کا زیادہ حق دار تھا

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اشعار سنائے، فرمایا اگر یہ اشعار بروقت میرے علم لائے جاتے،

تو میں اسے معاف کر دیتا۔

(سیدنا، نصر رضی اللہ عنہ) (۵۵)

بن سفیان ہذلی مدنی تھے بقول ابن شاہین حضور کے عین حیات میں پیدا ہوئے۔ ابو موسیٰ نے

ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نصر رضی اللہ عنہ) (۵۶)

بن سلمہ ہذلی۔ انہوں نے حضور اکرم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا، کہ اگر لوگوں کو ان مشاہدات کا علم ہو

جائے، جو عشا کے خاتمے اور ظہور صبح کے درمیان وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ تو وہ انہیں دیکھنے کے لئے

سوار ہو کر آئیں۔ ابو عبد اللہ بن قراط نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۵۷) (سیدنا) نصرہ (رضی اللہ عنہ)

بن اکتہم الخزاعی۔ ایک روایت میں انصاری آیا ہے۔

عبدالوہاب بن علی الامین نے بانوادہ ابو داؤد سے، انہوں نے حسن بن علی اور ابن ابی السریٰ المعنی سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا، کہ ہم سے عبدالرزاق نے، انہوں نے جریر سے انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے ایک انصاری سے سنا۔ ابن ابی سریٰ کی روایت میں "من اصحاب النبی" مذکور ہے پھر سب راویوں نے اس پر اتفاق کیا۔ اور انصاری کا ذکر نہیں کیا۔ ان کا نام نصرہ تھا۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے ایک کنواری لڑکی سے خفیہ طور پر نکاح کیا۔ جب میں نے اس سے مجامعت کی، تو وہ حاملہ نکلی حضور اکرمؐ نے فرمایا، چونکہ تم نے اس سے جماع کیا ہے، اس لئے مہر تو ادا کرنا پڑے گا، اور لڑکا بعد از پیدائش غلام شمار ہوگا بقول حسن آپؐ نے فرمایا: فاجلدھا، یعنی اسے درے لگاؤ، بروایت ابن ابی السریٰ حضور نے فرمایا "فاجلدھا" ایک روایت میں "فخذوھا" آیا ہے یعنی اس پر حد جاری کرو۔

یحییٰ بن ابی کثیر نے زید بن نعیم سے انہوں نے ابن مسیب اور عطاء الخراسانی سے انہوں نے سعید بن مسیب سے "ارسلوہ" روایت کیا ہے۔ اور یحییٰ بن ابی کثیر کی حدیث میں آیا ہے، کہ نصرہ بن اکتہم نے ایک عورت سے نکاح کیا، اور لڑکے کو سب نے غلام قرار دیا ہے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۵۸) (سیدنا) نصرہ (رضی اللہ عنہ)

الانصاری۔ ابو البرکات حسن بن محمد المشقی نے ابو العشاء محمد بن خلیل بن قارس القیس سے انہوں نے ابو تقاسم علی بن محمد بن علی بن ابو العلاء سے، انہوں نے ابو محمد عبدالرحمان بن عثمان بن ابو نصر سے انہوں نے ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن محمد ابی ثابت سے روایت کی، کہ ہم سے محمد بن حماد بن عبدالرزاق سے، انہوں نے ابن جریر سے انہوں نے صفوان بن سلیم سے انہوں نے نصرہ سے سنا، کہ انہوں نے ایک کنواری لڑکی سے جو پردے میں تھی شادی کی۔ اور جب اس سے جماع کیا۔ تو وہ حاملہ نکلی، انہوں نے حضور اکرمؐ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے ان سے فرمایا، چونکہ تم نے اس سے جماع کیا ہے، اس لئے مہر تو ادا کرنا ہوگا۔ بلکہ اس کا لڑکا، اگر اس نے جنا، تو تمہارا غلام ہوگا اور عورت کو درے مارے جائیں گے۔

عبدالرزاق نے بھی باسنادہ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور نام نصرہ بتایا ہے، جیسا کہ ہم ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمرو
ابو موسیٰ نے بھی ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں، عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور یہ صاحب جنہیں نصرہ کہتے ہیں
وہ نصرہ تھے، جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، لیکن میں ابو موسیٰ
کی وجہ، استدراک کو سمجھ نہیں سکا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن انہوں نے دونوں کے ترجمے علیحدہ علیحدہ لکھ
دیئے ہیں۔ ایسے مقامات پر اس کی عادت یہ ہے، کہ ایک کا ترجمہ لکھ کر دوسری روایت کو قیل کہہ کر بیان
کر دیتا ہے۔

(۵۹) (سیدنا) فصلہ (رضی اللہ عنہ)

بن خدیج الجعفی سفیان بن عیینہ نے ابو الزعراد سے، انہوں نے ابوالاعوص سے انہوں نے اپنے والد
سے (مرہ نے اس میں یہ ترمیم کی ہے کہ ابوالاعوص نے اپنے دادا سے، روایت کی کہ وہ حضور اکرم کی خدمت
میں حاضر ہوئے، آپ نے نظر ادرپاٹھائی اور پھر سر جھکا لیا حضور اکرم نے دریافت کیا۔ آیا تم اونٹوں کے مالک
ہو یا بکریوں کے۔ انہوں نے گزارش کی، یا رسول اللہ! خدا نے دونوں نعمتوں سے مجھے نواز رکھا ہے۔ پھر
انہوں نے حدیث بیان کی۔ اور ابوالاعوص کا نام عوف بن مالک بن نصرہ تھا۔ اور حدیث کی زیادہ تر شہرت
ان کے والد کے نام سے ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۶۰) (سیدنا) فصلہ (رضی اللہ عنہ)

بن طریف بن نھصل الجرمازی وماننی۔ انہوں نے اعشی مازنی کا وہ واقعہ بیان کیا کہ اس کی بیوی اسے
چھوڑ کر چلی گئی تھی، اور اس نے دربار رسالت میں آکر گزارش کی تھی۔

یا سید الناس و دیان العرب - الیک اشکو ذبۃ من الذذب
(توجہ) اے لوگوں کے اور ادیان عرب کے سردار! میں آپ کی خدمت میں اپنی ایک بپتا بیان کرنے
حاضر ہوا ہوں۔

ہم اس واقعہ کو اعشی کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ اور وہاں ہم نے اس کا نسب بھی بیان کیا ہے
تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۶۱) (سیدنا) فصلہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن حارث بن حبال بن ربیعہ بن دعیل بن انس بن جذیبہ بن مالک بن سلمان بن اسلم بن افضی

الاسلمی۔ ایک روایت کے مطابق فضلہ بن عبد اللہ بن حارث ہے۔ ایک اور روایت کے رو سے عبد اللہ بن فضلہ بھی آیا ہے۔ ہم اسے کنیتوں کے عنوان کے تحت زیادہ تفصیل سے بیان کریں گے۔

یہ صاحب قدیم الاسلام تھے۔ اور غزوات خیبر فتح مکہ اور حنین میں شامل تھے۔ بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کا بیٹا وہیں مقیم رہا۔ خراسان کی جنگوں میں شریک رہے۔ اور امیر معاویہ کے آخری دور میں اور یزید کے دور میں وہیں وفات پائی۔ ان سے مروی ہے، کہ فتح مکہ کے موقعہ پر انہوں نے ابن خطل کو اس وقت قتل کیا۔ جب وہ کعبے کے غلاف کے پچھے چھپا ہوا تھا۔ ثعلبہ بن ابی برزہ سے مروی ہے، کہ ان کے والد صفین اور نہروان کی جنگوں میں حضرت علی کے ساتھ تھے۔ اور انہوں نے حضور اکرم سے روایت کی، اور ان سے ابن ابی بصری ابو العالیہ ریاحی، ابو عثمان ہمدانی، ابو الوائز، عبد اللہ بن مطرف، سعید بن جبہان اور عبد اللہ بن بریدہ وغیرہ نے روایت کی۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسنادہ ابو عیسیٰ سے، انہوں نے احمد بن منیع سے انہوں نے ہیشم سے انہوں نے عوف سے، احمد کہتے ہیں ہم سے عیاد بن عباد مہلبی اور اسماعیل بن علیہ نے عوف سے، انہوں نے یار بن سلامہ سے انہوں نے برزہ سے روایت بیان کی۔ کہ حضور اکرم قبل از نماز عشا سونے کو ناپسند فرماتے تھے اور اسی طرح بعد از عشا گفتگو کو ناپسند فرماتے۔

ابو برزہ یزید کے پاس بیٹھے تھے۔ جب حضرت امام حسین کا سر مبارک لایا گیا، انہوں نے دیکھا، کہ یزید ایک چھڑی سے جو اس کے ہاتھ میں تھی۔ حضرت امام کے لبوں کو پھور ہا تھا۔ انہوں نے کہا۔ اے یزید! اپنی چھڑی کو ہٹا لے۔ میں نے بارہا دیکھا، کہ حضور اکرم ان ہونٹوں کو چوستے تھے۔ بہر حال اے یزید! جب تو قیامت کے دن میدانِ حشر میں آئے گا۔ تو این زیاد تیر اشفع ہو گا۔ اور جب امام تشریف لائیں گے تو حضور اکرم ان کے شفیع ہوں گے۔ پھر وہ مجلس سے اٹھ کر چلے گئے۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۶۲) (سیدنا، فضلہ رضی اللہ عنہ)

بن عمرو العقاری۔ یہ صاحب حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے انہیں صفراء میں کچھ زمین بطور جاگیر عطا کی تھی۔ انہوں نے صوبہ حجاز میں عرج کے نواح میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابو یاسر بن ابی جبہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے علی بن عبد اللہ سے، انہوں نے محمد بن معن بن محمد بن فضلہ بن عمرو العقاری سے، انہوں نے اپنے والد معن بن فضلہ سے روایت

کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ مومن ایک انتہی کی مقدار میں پتیا ہے۔ اور کافر مقابلہً سات حصے زیادہ۔ اور اس مضمون کی احادیث کئی صحابہ سے مروی ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے علقمہ نے بھی روایت کی ہے۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۶۳) (سیدنا) نضلہ (رضی اللہ عنہ)

بن ماعز انہوں نے جناب ابو ذر کو نماز اشراق پڑھتے دیکھا۔ حسین المعلم نے ان کی حدیث عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۶۴) (سیدنا) نصیر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن علقمہ بن کلدہ بن عبدمناف بن عبدالدار بن قصی القرشی العبدری۔ ایک روایت کے رو سے مہاجر ہیں اور دوسری روایت کے مطابق فتح مکہ کے دن ایمان لائے کفایت ابو الحارث تھی۔ اور ان کے والد حارث رہیں کے عرف سے مشہور تھے۔ اور محمد بن مرتفع ان کی نسل سے تھے۔

نصیر اللہ کے شکر گزار بندے تھے، کہ خدا نے انہیں نعمتِ اسلام سے نوازا۔ اور اپنے بھائی نصر اور آباؤ اجداد کے برخلاف دین اسلام پر فخر ہوئے اور جنین کے موقع پر حضور اکرمؐ نے انہیں ایک سوادنٹ عطا فرمائے تھے۔ جب بنو دیل کے ایک آدمی نے ان کو انہیں خوشخبری دی، اور کہا کہ مجھے بھی ان اونٹوں سے کچھ دے دینا۔ تو انہوں نے اس بنا پر لینے سے انکار کر دیا، کہ گویا انہیں اونٹ قبولِ اسلام کے لئے بطور رشوت دینے جا رہے ہیں، کہنے لگے میں اپنے اسلام کو اس لالچ سے کیوں ملوث کر دوں۔ پھر خیال آیا، کہ جب بغیر از طلب و سوال مل رہے ہیں، تو یہ حضورؐ کا عطیہ ہے۔ اس لئے مجھے بعد شکر قبول کر لینا چاہیئے۔ چنانچہ انہوں نے دس اونٹ اس آدمی کو عطا کر دیئے، جس نے خوشخبری دی تھی۔

پھر وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور نماز اور اوقاتِ نماز کے بارے میں سوالات کرتے رہے پھر حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! اللہ کو سب سے زیادہ کون سا عمل پسند ہے، فرمایا، جہاد اور اتفاق فی سبیل اللہ۔

نصیر ہجرت کر کے مدینہ آگئے، اور وہاں قیام پذیر رہے، تا آنکہ بغرض جہادِ اسلامی لشکر کے ساتھ شام کو گئے، اور جنگِ یرموک میں شریک ہوئے اور وہاں رجب سن پندرہ ہجری میں شہید ہو گئے اور ان کا شمار قریش کے بردبار بزرگوں میں ہوتا تھا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ہر چند وہ

یقینی طور پر صحابی ہیں، لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ لیکن عجیب تر یہ امر ہے کہ انہوں نے ان کے بھائی نصر کا ذکر کیا ہے حالانکہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کہ وہ کافر مرا، اور بدر کے دن انتقاماً قتل کر دیا گیا تھا۔ جناب نصیر بقول ابو عمر مہاجرین سے تھے۔ اور ایک روایت کے مطابق انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر اسلام قبول کیا تھا۔ اور یہی روایت درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ فتح حنین کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سوادنٹ بطور عطیہ دیئے تھے۔ اور چونکہ یہ عطیہ صرف مولفہ القلوب کو دیا گیا تھا۔ اس لئے تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ جناب نصیر بھی فتح مکہ میں ایمان لائے تھے۔ نیز یہ بھی منقول ہے، کہ وصولی عطیہ کے بعد جناب نصیر نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز و اوقات نماز کے بارے میں سوالات کئے۔ اگر وہ مہاجرین میں سے ہوتے تو نماز اور اوقات نماز کے بارے میں استفسار کرنے میں کیا تک ہے۔

(سیدنا) نصیر رضی اللہ عنہ (۶۵)

بن نصر بن حارث بن علقمہ بن کلدہ۔ ان کے والد کو بدر کے دن قتل کیا گیا تھا۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں، کہ جعفر نے ان کو مہاجرین حبشہ کی اولاد میں شمار کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ روایت ابن اسحاق سے بیان کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ان کے سلسلہ نسب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ جناب نصیر ابن نصر کے بیٹے ہیں، جسے بدر کے دن قتل کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ کیسے درست ہو سکتا ہے کہ وہ مہاجرین حبشہ کی اولاد ہوں۔ ہاں اگر جعفر یہ کہتے، کہ نصیر نے قبول اسلام کے بعد حبشہ کو ہجرت کی تھی، تو یہ بات قابل تسلیم ہو سکتی تھی۔ اسی طرح جعفر کا یہ قول بھی ناقابل یقین ہے، کہ ابن اسحاق نے انہیں (جناب نصیر) کو اجنائے مہاجرین حبشہ سے شمار کیا ہے حالانکہ یہ روایت بھی اسی ابن اسحاق کی ہے، کہ ان کا والد بدر کے دن انتقاماً قتل کیا گیا تھا۔ چنانچہ وہ مہاجرین حبشہ میں کیسے شمار ہو سکتا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب النون و طاء و عین

(سیدنا) نظیر رضی اللہ عنہ (۶۶)

المزنی یا المدنی۔ ابن شہاب نے اسماعیل بن ابی حکیم سے روایت کی۔ کہ انہیں نظیر المزنی نے

بتایا کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ جب کسی آدمی کو یہ آیت "لَسَوْفَ يَكْفُرُوا
 مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ" پڑھتے سنتا ہے، تو فرماتا ہے، "میرے بندے، تجھے بشارت ہو، کہ میں
 تجھے کسی حالت میں بھی دنیا اور آخرت میں فراموش نہیں کروں گا۔ اور میں تجھے جنت میں اتنی نعمتیں عطا کروں
 گا، کہ تو راضی ہو جائے گا" ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۷) (سیدنا، نعم رضی اللہ عنہ)

ابو اسحاق نے البراء سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص سے اس کا نام
 دریافت کیا، اس نے نعم بتایا، تو آپؐ نے بدل کر عبد اللہ کو دیا۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۸) (سیدنا، نعم رضی اللہ عنہ)

الضبی۔ یزید کے والد تھے۔ جہان عبدی نے یزید بن نعمت الضبی سے روایت کی کہ جب حضورؐ کے سامنے
 کھانا لایا جاتا تو آپؐ پر دعا پڑھتے "سبحانک ما اکثر ما اعطیتنا سبحانک ما اعظم
 ما عافیتنا، اللہم اوسع علینا وعلی فقراء المسلمین" ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۶۹) (سیدنا، نعم رضی اللہ عنہ)

بن اثیم ابو ہند الاشجعی۔ ایک روایت میں ان کا نام رافع مذکور ہے۔ حضورؐ کی صحبت سے مشرف
 ہوئے۔ کوفی ہیں۔ اور کنیت سے مشہور ہیں۔ بخاری اور مسلم نے انہیں صحابی قرار دیا ہے۔ ان سے ان
 کے بیٹے نعیم نے روایت کی، کہ میں اپنے چچا اور والد کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھا۔ حضور صلی اللہ
 علیہ وسلم ایک سرخ اونٹ کی پشت پر سے خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ میرے والد نے فرمایا، یہ ہیں
 محمد رسول اللہ تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

(۷۰) (سیدنا، نعم رضی اللہ عنہ)

بن بازیرہ۔ ابن منیع نے ان کا نام نعمان بن رافیق قبیلہ ازد کا عرفیت اور ان کا علم پر دار لکھا ہے بقول بخاری
 وہ حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ صالح بن شریح نے اپنے والد سے روایت کی، کہ انہوں نے عرفیت
 الازد (جن کا نام نعمان تھا) سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! ہم
 زمانہ جاہلیت میں راتوں کے پھلے پر سفر کرتے، اب ہم بفضلہ مسلمان ہیں، ہمیں کیا کرنا چاہیے، فرمایا۔
 اسلام میں بھی یہ عمل پسندیدہ ہے۔ اس لئے تمہیں چاہیے کہ کسی کو بھی ایسے سفر سے منع نہ کرنا۔ ابن ابی

حاتم انہیں صحابی بتاتے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے ہاں البتہ ابو عمران کے والد کا نام باز یہ بیان کرتے ہیں۔ اور دوسرے دو ان کے والد کا نام رافیہ بتاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۴۱) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن بزرج۔ جاہلی دور کے آدمی ہیں۔ محمد بن حسن بن انس صنعانی انباری نے سلیمان بن وہب سے انہوں نے نعمان بن بزرج سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن آخر الذکر ان کے اسلام کے قائل نہیں۔

(۴۲) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن سعد بن غلاس بن زید بن مالک الاغر بن ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر انصاری خزرجی۔ ان کی والدہ کا نام عمرہ دختر رواحہ تھا۔ جو عید اللہ بن رواجہ کی بہن تھیں۔ مالک الاغر ان کی والدہ اور والد کا چند پشتوں کے بعد مشترک جد بنتا تھا حضور اکرم کی وفات سے آٹھ سال سات مہینے پیشتر ان کی پیدائش ہوئی۔ ایک روایت میں چھ برس مذکور ہیں۔ مگر روایت اول قریب بصواب ہے۔ ابن زبیر کہتے ہیں، کہ نعمان ان سے چھ مہینے بڑے ہیں۔ بعد از ہجرت نعمان وہ پہلے آدمی ہیں۔ جن کی ولادت انصاری میں ہوئی۔ انہیں اور ان کے والد کو حضور اکرم کی صحبت کا شرف حاصل ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان سے ان کے دونوں بیٹوں محمد اور بشیر کے علاوہ شعبی، حمید بن عبد الرحمن خثیمہ، سماک بن حرب، سالم بن ابی الجعد، ابواسحاق سبعی اور عبد الملک بن عمیر وغیرہ نے روایت کی۔

احمد بن عثمان بن ابی علی زرزاری نے ابوالقاسم اسماعیل بن ابوالحسن بن علی بن حسین الحامی سے، انہوں نے ابوسعید مسعود بن ناصر بن ابی زید الکاب السجری سے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم المزکی سے، انہوں نے ابو محمد یحییٰ بن منصور القاضی سے، انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایت کی، انہوں نے کہا، کہ انہوں نے مالک سے، انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن اور انہوں نے محمد بن نعمان بن بشیر سے روایت کی، کہ ان کے والد انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ اور عرض کیا کہ میں اپنے اس بیٹے کو ایک غلام دینا چاہتا ہوں۔ حضور نے دریافت فرمایا، کہ کیا تم اپنے سب بیٹوں سے برابر کا سلوک کرو گے، انہوں نے نفی میں جواب دیا، تو آپ نے فرمایا، کہ اسے واپس لے جاؤ۔ ابراہیم بن محمد کے علاوہ کئی اور لوگوں نے اپنے اس استاد کے رو سے جو محمد بن علیسی تک جاتا ہے

بیان کیا کہ ہمیں قتیبہ بن سعید نے حماد بن زید سے، انہوں نے مجالد سے انہوں نے شعبی سے، انہوں نے نعمان بن بشر سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ حرام اور حلال بالکل واضح ہیں، مگر ان دونوں کے درمیان کچھ امور ایسے ہیں، جو واضح نہیں ہیں۔ اور اکثر لوگوں کو علم نہیں ہوتا، کہ ان امور میں حرام کون سے ہیں، اور حلال کون سے ہیں۔ جس آدمی نے اپنے دین اور عزت کو آلودگی سے بچائے رکھا، وہ بچ گیا۔ اور جس شخص نے ایسی اشیاء سے سوکھا دکھا، جو حرام سے ملتی جلتی تھیں۔ اس کی مثال اس جانور کی طرح ہوگی۔ جو ممنوعہ رقبے کے آس پاس چرتا ہو۔ ایسا جانور ممنوعہ رقبے میں داخل ہو جاتا ہے۔ ہر بادشاہ کی خالصہ جاگیر ہوتی ہے۔ خداوند تعالیٰ کی خالصہ جاگیر محرمات ہیں۔

بعض علمائے حدیث کی رائے بقول ابو عمر یہ ہے، کہ حضور اکرمؐ سے نعمان بن بشر کی روایت سماع درست نہیں ہے لیکن علامہ ابن اثیر کہتے ہیں کہ وہ نعمان بن بشر کے سماع کے قائل ہیں، کیونکہ شعبی نے خود جناب نعمان کو کہتے سنا کہ انہیں حضور اکرمؐ سے سماع کا شرف حاصل تھا۔

بعد میں امیر معاویہ نے انہیں حمص کا اور پھر کوفے کا والی مقرر فرمایا۔ بعد میں یزید نے بھی انہیں یہ منصب دیئے رکھا، کیونکہ ان کا رجحان طبع امیر معاویہ کی طرف تھا۔ جب یزید کے بعد معاویہ بن یزید فوت ہو گیا، تو جناب نعمان نے شام میں لوگوں کو عبداللہ بن زبیر سے بیعت کی ترغیب دی۔ لوگوں نے ان کی مخالفت کی، وہ حمص سے بھاگ نکلے۔ مگر عوام نے ان کا تعاقب کر کے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ مرج زابط میں ۶۴ ہجری کے ماہ ذوالحجہ میں پیش آیا۔ جناب نعمان، کریم النفس، سخی، شاعر اور اپنے عہد کے بہادر آدمی تھے۔

ابو محمد بن ابوالقاسم و مشقی کو ان کے والد نے کتابت بتایا، کہ انہیں حسن بن علی بن احمد بن حسن اور ابوغالب اور ابو عبد اللہ نے بتایا، کہ انہیں محمد بن احمد بن علی بن ابوسبی نے، انہیں ابوالحسن دارقطنی نے ان کا قول ہے، کہ انہیں میرے والد نے بتایا، انہیں ابو سعید احمد بن محمد بغدادی نے، انہیں ابو منصور محمد بن احمد بن علی بن فکرونیہ اور ابو بکر محمد بن احمد بن علی السمار نے بتایا، کہ ہمیں ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن خوشند نے بتایا کہ ہمیں قاضی حسین بن اسماعیل نے، انہیں عبداللہ بن ابی سعد نے، انہیں عبداللہ بن حسین نے بتایا، کہ انہیں ابراہیم بن حسن بن ربیع نے، انہیں ہیشم بن عدی نے بتایا، کہ جب امیر معاویہ نے نعمان بن بشر کو کوفے کی حکومت سے معزول کر کے انہیں حمص کی حکومت عطا کی، تو اعشی ہمدانی، نعمان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نعمان نے دریافت کیا۔ کہو بھائی کیسے آئے ہو۔ اعشی نے کہا۔ اے نعمان! میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ آپ ازراہ

صلۃ رحمی میری قرابت کا خیال رکھیں اور میرا قرض ادا کر دیں۔ نعمان نے سر جھکا لیا۔ پھر سر اٹھایا اور کہا، کہ میرے پاس تمہارے لئے کچھ بھی نہیں ہے۔ پھر کچھ سوچ کر اٹھا۔ جیسے اسے کوئی بات یاد آگئی ہو۔ اور منبر پر بیٹھ کر اہل جمعہ سے، جن کی تعداد اس وقت رحیٹر میں ۲۰ ہزار تھی، کہتے لگا۔ یہ شخص جو اہل القرآن والشرف سے ہے تمہارا ابن عم ہے، تمہارے پاس طلب امداد کے لئے آیا ہے۔ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے۔ انہوں نے کہا۔ اللہ امیر کا بھلا کرے۔ آپ اپنے ابن عم کو انعام سے نوازیں۔ مگر امیر نے ان کی درخواست مسترد کر دی۔ انہوں نے کہا۔ ہم نے از خود ان کے لئے ہر آدمی سے دو دو دینار بطور چنیدہ جمع کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اس لئے آپ فوری طور پر یہ رقم بیت المال سے ادا کر دیں۔ چنانچہ امیر نے فوراً یہ رقم چالیس ہزار دینار ادا کر دیئے۔ اس پر انہوں نے ذیل کے اشعار پڑھے۔

«فلو ارللحاجات عندانکما شہبا کنعان اعنی ذاللتدی ابن بشیر

(ترجمہ) اہل حاجت کی حاجت ہر آدمی کے وقت میں نے نعمان بن بشیر کی طرح کا کوئی سخی نہیں دیکھا۔

(۲) اذا قال اوفی بالمقال ولویکن - کمدل الی الاقوام حبل عندوس

(ترجمہ) جب وہ کوئی بات کرتا ہے، تو اسے پورا کرتا ہے۔ اور وہ ان لوگوں کی طرح نہیں ہے، جو قریب کا ڈول ڈالتے ہیں۔

(۳) متی اکفرا نعمان لساک شاکراً - وما خیر من لا یقتدی بشکور

(ترجمہ) میں کیوں نعمان کی ناشکری کروں، اور شکر گزار نہ بنوں۔ اس آدمی میں کوئی بھلائی نہیں جو کسی شکر گزار کی تقلید نہ کرے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

البیہوی۔ عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے (یہ سلسلہ شکر کاٹے بدر

از بنو معاویہ بن مالک بن عوف یعنی ابن مالک بن ادس جو بنو بلی کے حلیف تھے) یہ روایت سنی۔ ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن بنیہ۔ ان سے مروی ہے کہ ہم لوگ بنو خبیب کے چند افراد کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر

ہوئے، اور آپ سے چند چیزیں مانگیں۔ حضور اکرمؐ نے ہماری درخواست منظور فرمائی پھر نعمان بن بنیہ نے

حدیث بیان کی۔ ابو موسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۷۵) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن ثابت بن نعمان بن ثابت بن عمرو القیس ابو انصیاح انصاری۔ وہ اپنی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت پھر ان کا ذکر کریں گے۔

(۷۶) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن جزء بن نعمان بن قیس بن سعد بن مالک بن مذہل۔ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بقول ابن یونس وہ فتح مصر میں شامل تھے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۷۷) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن ابی جمال جذامی غیبی۔ رفاعة بن زید کے ذیلی قبیلے سے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے جو اس قبیلے میں مسلمان ہو گئے تھے۔ ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی ہے، جو زید بن حارثہ کے اس غزوے میں شریک تھے، جو حسی کے مقام پر ہوا تھا۔

(۷۸) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ انصاری۔ عقیل بن ابی طالب سے مروی ہے، جب مشرکین نے حضور اکرمؐ اور مسلمانوں کو سخت پریشان کیا۔ تو آپؐ نے اپنے چچا حضرت عباس سے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کی ضرورت دکرے گا۔ ایک ایسی قوم کے ذریعے، جو قریش کے علی الرغم انہیں ذلیل و رسوا کرے گی۔ جب حضور اکرمؐ منیٰ حجرت کے پاس چھ آدمیوں سے ملے۔ تو آپؐ نے انہیں حمایت دین الہی کی دعوت دی۔ تو جناب نعمان نے کہا یا رسول اللہؐ میں دین اسلام کی حمایت پر آپؐ سے بیعت کرتا ہوں۔ اور میں اس باب میں کسی اپنے یا پرانے کا لحاظ نہیں کر دوں گا۔ اور اگر آپؐ حکم دیں گے تو ہم منیٰ میں موجود ان لوگوں پر تلواریں لے کر ٹوٹ پڑیں گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ مجھے ابھی اس کی اجازت نہیں ملی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۷۹) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن حمید۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت پایا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا اسی طرح مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۸۰) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن ابی خزیمہ بن نعمان بن امیہ بن البرک۔ اور ان کا نام عمرو القیس بن ثعلبہ بن عمرو بن عوف انصاری

اوسی تھا۔ پھر وہ بنو عمرو بن عوف کے ذیلی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ان لوگوں میں ذکر کیا ہے، جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق وغیرہ کا خیال ہے کہ وہ بدر اور احد ہر دو غزوات میں شریک تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۸۱) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن خلف۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں کا تعلق خزاعہ سے تھا۔ اور دونوں نے احد کے موقع پر جاسوسی کی خدمت سرانجام دی تھی۔ اور دونوں شہید ہو گئے تھے اور اپنے دونوں کو ایک ہی قبر میں دفن کرنے کا حکم دیا تھا۔ یہ ابن کلیبی کا قول ہے۔

(۸۲) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن ربیع۔ یحییٰ بن یونس کہتے ہیں کہ یہ ابو قتادہ انصاری کا نام تھا۔ یہ ان کے بیٹے کی روایت ہے ایک روایت میں ان کا نام حارث بن ربیع آیا ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔ ایک اور روایت میں عمرو بن ربیع مذکور ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۸۳) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن زارع۔ بنو ازود کے نقیب تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں، میں نے ان سے اس حدیث کے سوا اور کچھ نہیں سنا (انما کنا نعتاف فی الجاہلیتہ) ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس حدیث کو نعمان بن بازہ سے منسوب کیا ہے۔ ابو عمر نے نعمان بن بازہ کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن اس حدیث کا انتساب ان سے نہیں کیا۔ ابو عمر کے مطابق یہ دو آدمی ہیں۔ لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں کو ایک شمار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۸۴) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن اکال۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی سعد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہشام بن کلیبی سے مروی ہے، کہ غزوہ بدر کے بعد جناب نعمان بن غرض حج نکلے۔ اس دوران میں ابوسفیان نے انہیں روک لیا۔ اسے کہا گیا، کہ قیدیے کر انہیں رہا کر دو، اس نے کہا۔ میں انہیں اس وقت تک رہا کر دوں گا، جب تک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میرے بیٹے عمرو کو، جسے غزوہ بدر میں جنگی قیدی بنا لیا تھا رہا نہیں کرتے۔ اس موقع پر ابوسفیان نے کہا۔

«ارسطہ ابن اکال اجیبوا دعائہ - تعافدتم لا تسلموا السید الکہلا»

(ترجمہ) کیا بنوا کال کے مردانِ کارمیری لپکار کا جواب دیں گے۔ تم نے عہد کیا تھا، کہ تم ایک عمر رسیدہ سردار کو تنہا چھوڑو گے نہیں۔

(۳) فان بنی عمرو لعنناؤ اذ لئٹ لئن کوریفکوا عن اسیرهم الکبلا
(ترجمہ) بلاشبہ بنو عمرو وخطار کار اور ذلیل ہیں۔ اگر تم ان کے قیدی کی بیڑیاں نہیں کاٹو گے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو کو چھوڑ دیا اور ابوسفیان نے نعمان بن زید کو۔ ایک روایت کے رو سے ابوسفیان نے ان کے بھائی سعد کو روکا تھا۔ جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

(سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ) (۸۵)

سبائی۔ یہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور جب واپس گئے، تو اسود عنسی نے انہیں قتل کر دیا۔ واقدی نے کتاب الردہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ) (۸۶)

بن رتان۔ جو پہلے بنو سلمہ کے مولیٰ تھے۔ بعد میں بنو عبید بن عدی غنم بن کعب بن سلمہ کے مولیٰ بن گئے۔ وہ انصاری خزرجی سلمیٰ تھے اور بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ) (۸۷)

بن شریک الشیبانی۔ حضور اکرمؐ کی خدمت میں یہ مقام منیٰ اپنے دو دوستوں مفروق بن عمرو اور ہانی بن قبیصہ کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے اسلام کی دعوت دی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ) (۸۸)

بن عبد عمرو بن مسعود بن عبدالاشہل بن حارث بن دینار بن نجار انصاری خزرجی۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی ضحاک بن عبد عمرو کے ساتھ شریک تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے اہول نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شریک سے بدرجن کا تعلق بنو دینار بن نجار سے تھا۔ پھر ان کا جن کا تعلق بنو مسعود بن عبدالاشہل سے تھا، نعمان بن عبد عمرو بن مسعود اور ان کے بھائی نے ضحاک بن عبد عمرو کا ذکر کیا ہے۔ جناب نعمان احد میں بھی شریک تھے، جہاں وہ شہید ہو گئے تھے یونس نے ابن اسحاق سے اسی سند سے ذکر کیا ہے۔ کہ وہ اور ان کے بھائی ضحاک لا ولد تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۸۹) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عجلان بن نعمان بن عامر بن زریق انصاری زرقی۔ یہ صاحب فصیح البیان شاعر تھے، اور اپنی قوم کے سردار۔ حضور اکرمؐ ایک بار ان کی عیادت کو گئے۔ آپ نے دریا قنات کیا، نعمان کہو، تمہارا کیا حال ہے؟ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! سخت تکلیف میں ہوں، حضور اکرمؐ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا اے اللہ اگر یہ مرض عارضی ہے، تو مریض کو شفا کے حامل عطا فرما اور اگر اسے لمبا کرنا ہے، تو نعمان کو صبر کی توفیق دے، اور اگر اس کی زندگی ختم ہو رہی تو اسے دنیا سے نکال کر اپنی رحمت میں جگہ دے۔ اور جناب نعمان نے حضرت حمزہؓ کی بیوہ خولہ دختر قیس سے شادی کر لی تھی۔ مندرجہ ذیل اشعار میں انہوں نے انصار کی ان خدمات کا ذکر کیا ہے۔ جن سے اسلام کی پیش رفت میں مدد ملی۔ اور نیز حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد کے واقعات قلم بند کئے ہیں۔

(۱) فقل لقریش نحن اصحاب مکہ - لیوم جنین والحوارس فی بدر

(ترجمہ) قریش کو کہہ دو، ہم وہ لوگ ہیں، جنہوں نے مکے کو فتح کیا، اور ہم ہی وہ شاہ سوار ہیں جنہوں نے بدر اور حنین میں اپنے جوہر دکھائے۔

(۲) واصحاب احد والنضیر وخیبر ونحن رجعنا من قریظنا بالذکر

(ترجمہ) اور ہم ہی وہ لوگ ہیں، جنہوں نے احد میں اور بنو نضیر کے خلاف شمشیر زنی کی، اور خیبر کو فتح کیا اور حنین ہم بنو قریظ کے خلاف کارگزاری ختم کر کے واپس ہوئے، تو ہماری شہرت کی دھوم مچی ہوئی تھی۔

(۳) ویوم بارض الشام اذ قتل جعفر - وزید وعبد اللہ فی علق پجوی

(ترجمہ) اور اسی شام کی اس جنگ میں ہم شریک تھے جس میں جعفر طیار، زید بن حارثہ اور عبد اللہ بن رواحہ شہید ہوئے۔ یوں ہمارے کارناموں کا سلسلہ چلتا ہے۔

(۴) نصرنا وادینا النبی ولسونحنف - صرودنا اللیلی والاعظیم من الامر

(ترجمہ) ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دی، اور آپ کی امداد کی، نہ تو ہمیں زمانے کے مصائب ڈراسکے، اور نہ بڑی بڑی مہمات۔

(۵) وقلنا لقوم ہاجر وامرحبا یکو - واهلا وسہلا قد امنتم من الفقر

(توجہ) ہم نے مہاجرین کو اہل و سہلا و مرجبا کہا، اور نیز یہ کہا، کہ تم ناداری کی مصیبت سے بچ گئے ہو

(۹) نقاسمکم اموالنا و دینا - كقسمة اليسار الحجز و ر علی الشطر

(توجہ) ہم تمہیں اپنا مال و متاع اور گھر بار اس طرح تقسیم کر دیں گے، جس طرح کہ دولت مند لوگ مذکورہ بکری یا اونٹنی کے ٹکڑے کر کے بانٹ دیتے ہیں۔

و یہ ایک خاصہ لمبا قصیدہ ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے دو بحروں میں استعمال کیا ہے چنانچہ جو شخص بھی بنو زریق سے آتا، وہ اسے نوازتے۔ اس سلسلے میں ایک شاعر کے تاثرات ملاحظہ کیجئے۔

(۱۱) اری فلتی، قد المہت الناس عنکم - فنذ لا ذریق المال من کل جانب

(توجہ) میں ایسے جو امردوں کو دیکھ رہا ہوں، بیٹھوں نے لوگوں کو تم سے اپنی طرف متوجہ کر لیا ہے، اور بنو زریق مال کو ہر طرف سے اپنی طرف جذب کر رہے ہیں۔

(۱۲) فان ابن عجلان الذی قد علمتم - یید و مال اللہ فعل المناہب

(توجہ) تم جانتے ہی ہو، کہ نعمان بن عجلان ایسا آدمی ہے۔ جو اللہ کے عطا کردہ مال سے ایسا سلوک کرتا ہے، جیسا کہ غازی مال غنیمت سے۔

(۱۳) یسرون بالمدہنا خفاً عیا بہم - ویخوجن من دار بجر الحقا ئب

(توجہ) وہ اپنی اونٹنیوں پر گھروں کو واپس ہوتے ہیں، تو ان کی ہمیانیاں خالی ہوتی ہیں، حالانکہ جیب وہ گھروں سے نکلے تھے، تو انہیں گھسیٹتے لائے تھے۔
تینوں نے ہی ذکر کیا ہے۔

(۹۰) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن نضلہ۔ ایک روایت کے مطابق نضلہ بن عبد العزی بن حوثان بن عوف بن عبید بن

عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی ہے۔ باپ بٹیا دونوں ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے جہاں

جناب عدی فوت ہو گئے، اور نعمان کو ان کی وراثت منتقل ہوئی۔ اسلام میں جناب نعمان پہلے وراثت

حضرت عمر نے اپنے دور خلافت میں انہیں میسان کا عامل مقرر کیا۔ ان کی بیوی نے خاوند کا ساتھ

دینا چاہا۔ لیکن اجازت نہ مل سکی۔ چنانچہ وہاں سے انہوں نے ذیل کے اشعار لکھ کر اپنی بیوی کو بھیجے۔

(۱۱) فمن مبلغ الحسناء ان حلیہا - بميسان یسقی فی زجاج و حنتم

(ترجمہ) حنا، کو میرا یہ پیغام کون پہنچائے گا، کہ تمہارا شوہر میدان میں شیشے کے گلاس اور لکڑی کے برتن میں شراب پی رہا ہے۔

(۲) اذا شئت غلتني دهاقين قرية - وصالنا تحذو على كل موسم
(ترجمہ) جب میں چاہوں، تو گاؤں کی عورتیں مجھے گانا سناتی ہیں، اور ناپھنے والی عورتیں جو ہر قدم پر چلتی ہیں
(۳) اذا كنت مندماني قبالا كبر سقني - ولا تسقني بالاصغر المتشلم
(ترجمہ) جب تو میری رفیقہ تھی۔ تو تو مجھے بڑے برتن میں شراب پلاتی تھی۔ اور چھوٹے ٹوٹے برتن میں مجھے نہیں پلاتی تھی۔

(۴) لعل امير منين ليسوكة - تناو متافى الجوسق المتهدم
(ترجمہ) غالباً امیر المومنین (عمرؓ) یہ برداشت نہ کر سکے۔ کہ ہم باہم ٹوٹے پھوٹے گھر میں ایک ساتھ زندگی بسر کرتے۔

جب امیر المومنین کو ان اشعار کا علم ہوا۔ تو انہوں نے جناب نعمان کو لکھا، کہ تمہارے اشعار پڑھ کر بلاشبہ مجھے تکلیف ہوئی ہے، چنانچہ انہیں معزول کر دیا۔ جب دربار خلافت میں پیش ہوئے تو عرض کیا۔ امیر المومنین! بخدا پینے پلانے کی کوئی بات نہ تھی۔ اس کا ذکر صرف شعر تک محدود ہے۔ مجھے شراب ملی تھی۔ تو میں نے پی نہیں خلیفہ نے کہا، تمہارے بارے میں میرا ظن یہی ہے۔ لیکن میں تمہیں کوئی عہدہ نہ دوں گا۔ اس کے بعد انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ اور جب تک زندہ رہے مسلمانوں کے ساتھ شریک جہاد رہے ابو عمر ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ) (۹۱)

بن عصر بن ربیع بن حارث بن ادیم بن امیہ بن خدرہ بن کابل بن رشد (مراد افراک بن ہرم بن ہنی بن بلی ہے) ایک روایت میں ان کا نسب یوں مذکور ہے۔ نعمان بن عصر بن عبید بن وائلہ بن حارث بن ضبیعہ بن حزام بن جہل بن عمرو بن حشم بن ودم بن ذبیان بن ہیم بن ذہل بن ہنی بن بلی بن عمرو بن حاف بن قضاہ بلوی جو انصار کے حلیف تھے، بعد میں بنو معاویہ بن مالک بن عوف کے حلیف ہو گئے، جناب نعمان بدر کے علاوہ حنورا کرم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک رہے انہوں نے جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔

عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکر سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر
از بنو معاویہ بن مالک بن عوف النعمان البلیوی کا جوان کا حلیف تھا، ذکر کیا ہے۔

ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور واقدی نے ان کے والد کا نام عَصْرِہ کَسْرَہ اول و سکون ثانی
بیان کیا ہے۔ ہشام بن کلثبی نے عَصْرِہ فِتح اول و ثانی لکھا ہے۔ اور عبداللہ بن محمد بن عبادہ (جس سے مراد
لقیط بن عَصْرِہ ہے) نے عَصْرِہ فِتح اول و سکون ثانی تحریر کیا ہے۔ طبری نے ان سب کا ذکر کیا ہے۔ تینوں
نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ نے انہیں بلوی شمار کیا ہے مگر سلسلہ نسب نہیں بیان کیا۔
ابن ماکولاک کی روایت ہے کہ وہ (نعمان) بیعت عقبہ اور غزوة بدر میں شریک تھے۔ اور یہ وہی صاحب
ہیں جنہیں ارتداد عام کے دوران میں طلحہ نے قتل کر دیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۹۲) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن رفاعہ بن سواد اور بردایتے رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار
انہیں نعمان بھی کہتے تھے۔ آسخری بیعت عقبہ میں ستر افضام میں یہ بھی موجود تھے۔ رسول کریم کے ساتھ تمام
غزوات میں شامل ہے۔ بقول واقدی انہوں نے امیر معاویہ کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔

(۹۳) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن خلدہ بن عمرو بن امیہ بن عامر بن بیاقت الانصاری البیاضی۔ یہ صاحب جنگ احد میں
مسلمانوں میں شامل تھے۔ ابن الکلبی نے ذکر کیا ہے۔

(۹۴) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن غصن بن حارث البلیوی۔ انصار کے حلیف تھے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
ابو موسیٰ نے باسنادہ ابو نعیم سے انہوں نے ابن شہاب سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر جن کا تعلق انصار کے
اوس قبیلے سے تھا۔ اور جو بنو معاویہ بن مالک النعمان بن غصن سے تھا اور جو بنو بلی سے ان کے حلیف
تھے۔ ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ان بیانات کا تعلق ابو نعیم اور ابو موسیٰ سے ہے۔ لیکن جناب عصر کو جن کا ذکر ہم
پہلے کر آئے ہیں۔ انہوں نے تصحیف کر کے غصن بنا دیا ہے۔ اور ہم اپنی رائے نعمان بن عصر کے تہجے میں
بیان کر آئے ہیں۔ اور اسی طرح ابن مندہ پر اعتراض بھی یہی بروہم ہے کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا

ہے۔ اگرچہ ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ ہاں ابن مندہ نے انہیں بلوی لکھا ہے۔ اور چونکہ ابن مندہ نے ان کا نسب نہیں بیان کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انہیں علیحدہ آدمی تصور کرتے ہیں۔ اور اگرچہ ہم نے التزام کر رکھا ہے کہ کوئی ترجمہ توک نہیں کریں گے۔ لیکن ہم نے اس ترجمے کو چھوڑ دیا ہے اور نعمان بن عسر کے ترجمے میں ابو موسیٰ کے اس قول کا ذکر کر دیا ہے۔

(۹۵) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن ابی فاطمہ۔ ایک روایت میں ابو قطیمہ انصاری مذکور ہے۔ ابوسلمہ اور محمود بن عمرو الانصاری نے نعمان بن ابی فاطمہ سے روایت کی، کہ قربانی کے لئے انہوں نے ایک مینڈھا خریدا، جس کی بڑی بڑی آنکھیں اور بڑے بڑے سینگ تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا، تو فرمایا۔ یہ مینڈھا اس مینڈھے سے ملتا جلتا ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا تھا۔ ابن عسراء نے اسی طرح کا ایک مینڈھا خریدا حضور کو ہدیہ پیش کیا۔ جیسے آپ نے ذبح فرمایا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۹۶) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن قوطل۔ اور ایک روایت میں نعمان بن ثعلبہ ہے اور بقول ابو عمر ثعلبہ کو قوطل کہتے تھے بقول موسیٰ بن عقبہ وہ غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابن کلیبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ نعمان الاعرج بن مالک بن ثعلبہ بن اصرم بن فہر بن ثعلبہ بن قوطل اور ان کا نام غنم بن عوف بن عمرو بن عوف تھا۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر ازہ بنواصرم بن فہر بن غنم النعمان بن مالک بن ثعلبہ جنہیں قوطل کہتے تھے، روایت کی، یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے غزوہ احد میں کہا تھا میں اللہ سے دعا کرتا ہوں۔ کہ آج سورج غروب ہونے سے پہلے لنگھاتا لنگھاتا جنت میں پہنچ جاؤں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شہادت کے بعد، سنا تو فرمایا۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے ایک خواہش کی، جو اس نے پوری کر دی ہے۔ میں نے اسے بہشت میں گھومتے دیکھا ہے۔ اور وہ بالکل سیدھا چل رہا تھا ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ نعمان بن قوطل کوئی تھے، انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان سے یلال بن یحییٰ نے روایت کی۔ نیز جابر بن عبد اللہ اور ابو صالح نے بھی ان سے روایت کی۔ لیکن ان سے سماع نہیں کیا۔ اور ابو صالح کی حدیث مرسل ہے۔

ابو منصور بن مکارم المؤدب نے باسنادہ معافی بن عمران سے، انہوں نے ابن لہیعہ سے، انہوں نے ابو زبیر

سے انہوں نے جابر سے روایت کی، کہ نعمان بن قوئل حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ اگر میں تمام فرض نمازیں ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں، تو کیا مجھے بہشت کا مستحق گردانا جائے گا؟ حضور نے فرمایا ہاں۔ انہوں نے کہا، بخدا میں اس پر کسی چیز کا اضافہ نہیں کروں گا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۹۷) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن قیس الحضرمی: انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور انہوں نے خود آپ سے اور صدیق اکبر سے فار کا قصہ سنا۔ ان سے ایاد بن لقیط الکوئی نے روایت کی۔ تینوں نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(۹۸) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بروایتے یہ وہی ذی رعیں ہیں جنہیں ملوک حمیر نے حضور اکرم کی خدمت میں بھیجا تھا۔ ابو جعفر بن احمد نے بائناہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ جب حضور اکرم تبوک میں تشریف لائے، تو حارث بن عبد کلال، نعیم بن عبد کلال، نعمان ذی رعیں ہمدان اور معا فر ملوک حمیر کا خط اور ان کے قبولِ اسلام کی اطلاع لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے نیز انہوں نے ذرعمہ ذایت بن مالک بن مرہ ہادی کو حضور کے پاس اپنے قبولِ اسلام اور ترکِ شرک کے بارے میں اطلاع دینے کے لئے بھیجا اور آپ کو خوش آمدید کہا۔

ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور نیز وہ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق سے بھی ایسا ہی مروی ہے، لیکن وہ کہتے ہیں کہ میرے خیال میں صحیح بات یہ ہے کہ نعمان ذی رعیں، حارث اور نعیمان ملوک حمیر کے نام ہیں جنہوں نے اپنے قاصد اور مکتوب دربار رسالت میں بھیجے تھے۔ اور نعمان قاصد کا نام نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(۹۹) (سیدنا، نعمان رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن ثعلبہ بن ذعد بن فہر بن ثعلبہ بن عنم بن عوف بن خزرج، اور ثعلبہ بن دعد وہی آدمی ہیں جنہیں قوئل کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بڑے معزز اور مکرم آدمی تھے، اور جب کوئی آدمی ان کے پاس پناہ لینے آتا، تو وہ اسے اس لفظ قوئل سے پناہ کا یقین دلاتے، اسی بنا پر اس کے بھائی عوف کے دونوں بھائیوں بنو عنم اور بنو سالم کو بھی قواقلہ کہتے تھے۔ اور اسی وجہ سے بیت المال کے رجسٹریں ان کا نام بنو قوئل درج تھا۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں، کہ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن عدین فہر بن غنم بن سالم اوسی بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے۔ ابو عمر کی رائے ہے کہ نعمان بدر اور احد کے غزوات میں موجود تھے۔ ان کی شہادت بقول واقدی صفوان بن امیہ کے ہاتھوں غزوہ احد میں ہوئی۔ لیکن عبداللہ بن محمد بن عمارہ کہتے ہیں۔ کہ جو صحابی بدر اور احد میں شریک ہوئے۔ اور پھر احد میں شہید ہوئے، وہ نعمان الاسرج تھے، اور جن صاحب کو قتل کہا جاتا ہے، وہ نعمان بن مالک بن ثعلبہ بن عدین فہر ہیں۔ یہ غزوہ بدر میں شریک نہیں تھے اور السدی کا بیان ہے۔ کہ نعمان بن مالک انصاری۔ جب غزوہ احد کے لئے مدینے سے نکلے، اور انہوں نے عبداللہ بن ابی سے بھی مشورہ کیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ایسی نوبت کبھی نہیں آئی تھی، تو انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں عرض کیا، بخدایا رسول اللہ میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ حضورؐ نے پوچھا، وہ کیسے عرض کیا یا رسول اللہ میں توحید اور رسالت کا قائل ہوں، اور میں جنگ میں بھاگوں گا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا، تو نے سچ کہا۔ چنانچہ اسی دن شہید ہو گئے۔ ابوموسیٰ اور ابو عمر نے ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، کہ اس نعمان سے مراد نعمان بن قوئل ہیں، جن کا ذکر ہو چکا ہے۔ نسب ایک ہی ہے اور بدر و احد میں شرکت اور احد میں ان کی شہادت بھی ایک ہی سی ہے۔ دونوں کے نسب میں سوائے دعدر اور اصرم کے اور کوئی فرق نہیں ہے اور ایسے مواقع پر راویوں میں اس سے بھی زیادہ اختلاف کا ہونا معمول میں داخل ہے۔ بعض اوقات ایک راوی اپنے اسناد میں ایک یا دو آدمیوں کا نام حذف کر دیتا ہے حالانکہ بعض اور روایات نے ان کا نام اسناد میں شامل کیا ہوتا ہے۔ ان کی کتابوں میں بہ کثرت ایسی مثالیں ملتی ہیں، اسی وجہ سے ابن مندہ نے اور نیز ابو نعیم نے نعمان بن مالک کا علیحدہ ترجمہ نہیں لکھا۔ رہا ابوموسیٰ کا ان کے نسب میں سالم کا اضافہ کرنا یہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ سالم، غنم کا بھائی ہے، بیٹا نہیں۔ انصاری میں ایک اور سالم جو عبداللہ بن ابی کے خاندان سے تھے، ان کا لقب جعلی تھا۔ لیکن ان کا نسب بالکل غیر اہم ہے نیز ابوموسیٰ کا جناب نعمان کو اوسی لکھنا بھی درست نہیں، کیونکہ وہ خزرجی تھے۔

ابو عمر اور ابوموسیٰ کے لئے ان کا علیحدہ ترجمہ لکھنے کی کوئی معقول وجہ نہ تھی۔ ابو عمر نے ان کا ترجمہ نعمان بن قوئل کے عنوان سے قلمبند کیا ہے، اور قوئل ان کے جدا علی ہیں، جن کا نام بقول ابن الکلبی غنم تھا۔ اور ابو عمر نے ان کا نسب نعمان بن ثعلبہ لکھا۔ جو ان کے جدا ونی تھے۔ بنا برین ابوموسیٰ کے لئے استدراک کی کوئی گنجائش نہ تھی۔ کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ نعمان بن قوئل کے نام سے لکھا ہے اور قوئل سے ان کی مراد ثعلبہ تھے،

جو مالک کے والد تھے اور قتل ان کا لقب تھا۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۰) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عامر بن مجدعہ بن حثم بن حارثہ بن حارث انصاری اوسی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بعد از بدر تمام غزوات میں شریک رہے۔ اور بقول عدوی عامر بن مجدعہ سوید بن نعمان کے والد تھے۔ ابو عمر نے سوید بن نعمان کے ترجمے میں عامر کی جگہ عائذ کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰۱) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن ابی مالک۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جعفر نے واقدی سے روایت کی، کہ نعمان بن ابی مالک وہ آدمی ہیں جنہوں نے عومیر بن عمرو بن عامر بن عمران بن محزوم کو قتل کیا تھا۔ انہیں حضور اکرم کی صحیحیت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۱۰۲) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، کہ ابو نعیم نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ ان سے یحییٰ بن سعید انصاری نے روایت کی ہے۔

(۱۰۳) (سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن مقرن۔ ایک روایت کے رو سے ان کا سلسلہ نسب حسب ذیل ہے: نعمان بن عمرو بن مقرن بن عائذ بن میجاب بن ہجیر بن نصر بن حبشیہ بن کعب بن عبید بن ثور بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن ادین طاہرہ مرزی۔ اور عثمان کی اولاد مزینہ شمار ہوتی تھی، کیونکہ وہ اپنی ماں کی طرف منسوب تھے۔ ان کی کنیت ابو عمرو یا ابو حکیم تھی۔ اور فتح مکہ کے موقعہ پر بنو مزینہ کا علم ان کے پاس تھا۔ مصعب سے مروی ہے، کہ نعمان بن مقرن نے اپنے سات بھائیوں کی معیت میں ہجرت کی تھی۔

ان سے مروی ہے کہ بنو مزینہ کا وفد جب رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ تو وہ چار سوواروں پر مشتمل تھا۔ اولاً انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کی۔ پھر کوفے میں منتقل ہو گئے اور بعد میں مدینے آ گئے اور وہاں قادیسیہ کی فتح ان کے طہیل حاصل ہوئی۔

جب نہادند پر حملہ آور ہونے کے لئے سوار حضرت عمرؓ کے پاس جمع ہوئے، تو خلیفہ نے اہل بصرہ اور کوفہ کو لکھا، کہ دونوں شہروں کے دوثلث مردان کارا سلامی لشکر میں شمولیت کے لئے مدینے پہنچ جائیں

میں ان کی کمان ایسے آدمی کے حوالے کر دی گئی جو اس کام کے لئے موزوں ہو گا۔ مسجد نبوی میں آئے، تو نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے دیکھا۔ انہوں نے انہیں میدان جنگ کو روانگی کا حکم دیا اور لشکر کی کمان ان کے سپرد کی۔ اور فرمایا، کہ اگر نعمان شہید ہو جائیں، تو حذیفہ کمان سنبھال لیں اور اگر حذیفہ بھی شہید ہو جائیں۔ تو جریر کمان دار ہوں گے۔

نعمان نے کوچ کیا۔ اور ان کے ساتھ حذیفہ، مغیرہ بن شعبہ، اشعث بن قیس، جریر اور عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ جب نہادند کے مقام پر پہنچے، تو جناب نعمان نے اسلامی لشکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اے مسلمانو! میں حضور اکرم کے ساتھ غزوات میں شریک رہا ہوں۔ جب تک زوال نہ ہو جاتا، آپ صبح کی جنگ کو آخری شکل نہیں دیتے تھے۔ اے اللہ تو نعمان کو شہادت عطا فرما، اور مسلمانوں کو دشمن پر فتح عطا فرما، اس پر سارے لشکر نے آمین کہی نیز جیب میں علم کو تین دفعہ ہلاؤں، تو آخری جنبش پر ایک لخت دشمن پر حملہ کر دیتا۔ اور اگر میں مارا جاؤں، تو میرے پاس کوئی نہ رہے۔ جیب کمان دار نے تیسری بار علم کو جنبش دی، تو مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی۔ یہ جنگ اکیس ہجری میں واقع ہوئی تھی۔ اور کماندار کی شہادت جمعہ کے دن ہوئی تھی۔

جب خلیفہ کو ان کی شہادت کی خبر ملی۔ تو مسجد میں آئے۔ اور منبر پر بیٹھ کر لوگوں کو نعمان کی شہادت کی خبر سنائی۔ پھر سر پر ہاتھ رکھ کر رونے لگ گئے۔ جناب عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ ایمان کے بھی گھر ہیں اور نفاق کے بھی گھر ہیں۔ ابن مقرن بھی ایمان کا ایک گھر تھا۔ جناب نعمان سے معقل بن یسار، محمد بن سیرین اور ابو خالد والبی نے روایت کی۔

اسماعیل بن علی وغیرہ نے بذریعہ اس اسناد کے جو ابو عیسیٰ ترمذی تک پہنچتا ہے، کہا کہ ہمیں حسن بن علی النخلال نے انہیں عقان بن مسلم اور حجاج بن منہال نے بتایا، کہ ہمیں حماد بن سلمہ نے انہیں عمران الجونی نے علقمہ بن عبد اللہ مزنی سے جو یحییٰ بن عبد اللہ کے بھائی ہیں، انہوں نے معقل بن یسار سے روایت کی، کہ جب حضرت عمر نے نعمان بن مقرن کو ہرمز ال کے خلافت جنگ کے لئے روانہ کیا، اس کے بعد ساری حدیث مفصل بیان کی۔ جناب نعمان نے اسلامی لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ وہ حضور اکرم کے ساتھ غزوات میں شریک رہے ہیں۔ اگر حضور دن کے ابتدائی حصے میں جنگ نہ کرتے تو زوال کا انتظار فرماتے۔ ہوائیں چلتیں اور آسمان سے فتوحات نازل ہوتیں۔ جہنموں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن شریک بن امرؤ القیس بن عمرو المقصود بن حجر آکل المرارہ بن عمرو بن معاویہ بن حارث الاکبر۔
حضرت اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے نعمان، اشعث بن قیس ذوالمزق کے مامول تھے۔ بواسطہ
طبری، یہ ابو علی عنانی کا قول ہے۔ کلیبی کہتے ہیں، کہ ذوالمزق امرؤ القیس کا لقب تھا۔ جو نعمان کے دادا تھے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۰۵)

بن اوس: تمیم الداری کے بھائی تھے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں جو بعض متأخرین نے بیان کی ہے، پایا
جاتا ہے۔ جناب نعیم اپنے بھائی تمیم اور عمزاد ابو ہند کے ساتھ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور جو جاگیر
انہوں نے مانگی۔ آپ نے عطا فرمادی۔ ایک روایت کے مطابق ان کے بھائی حضور کی خدمت میں حاضر نہیں ہو
سکے تھے۔ اور ان کا شمار صحابہ میں نہیں ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۰۶)

بن بدر: السدی نے ان کا ذکر ابوماک اور انہوں نے عبد اللہ بن عباس سے یہ سلسلہ نزول آیت :-
ولا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی بیان کیا ہے، کہ نبوتیم کا ستر اسی آدمیوں کا
وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان میں اقرع بن حابس، زبیرقان، عطار، قیس بن عاصم، نعیم بن بدر اور
عمرو بن اہشم بھی تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ کتاب میں اسی طرح مذکور تھا۔ لیکن
ان کا خیال ہے، کہ ان صاحب کا نام عیینہ بن بدر تھا۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابو موسیٰ کا خیال غلط ہے کیونکہ
عیینہ بن بدر بنو قریظہ سے تھے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۰۷)

بن جناب التجیبی: حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے، لیکن ان سے کوئی روایت مذکور نہیں۔ ابن
ماکولانے ان کا ذکر بروایت حضرمی کیا ہے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۰۸)

بن ربیعہ بن کعب السلی: یہ صاحب کچھ عرصہ حضور اکرم کی خدمت گزار میں مصروف رہے اور ایک روایت
میں ہے، کہ کُنْتُ اَخْدُمُ النَّبِیِّ کے راوی ربیعہ بن کعب ہیں، نہ کہ نعیم بن ربیعہ، جیسا کہ ہم باب را
میں بیان کر آئے ہیں، اس کے راوی ابراہیم بن سعد ہیں، جنہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے محمد بن عمرو بن

عطا سے انہوں نے نعیم بن ربیعہ بن کعب سے روایت کی۔ لیکن یہ وہم ہے اور صحیح یہ ہے کہ اس کے راوی ربیعہ بن کعب ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۰۹) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن زید التیمی، ابن اسحاق نے انہیں تمیم الداری کے وفد میں شامل کیا ہے اور ابو موسیٰ نے مختصراً اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جب تک وہ زندہ رہے، تمیم الداری کو ان سے منسوب نہیں کیا گیا۔ اور اگر یہ انتساب ان کی وفات کے بعد عمل میں آیا ہے تو ہو سکتا ہے، کہ درست ہو اور ہمارے علم میں نہ آیا ہو جب بھی تمیمی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے، تو اس سے تمیم بن مرہ بن آدم مراد ہوتا ہے، اور نعیم بن زید کا تعلق تمیم بن مرہ سے ہے۔ جیسا کہ ہم نے حیات کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ اور آگے چل کر نعیم بن زید کے ترجمے میں بیان کریں گے۔

(۱۱۰) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن سلامہ :- ایک روایت میں سلام آیا ہے۔ ابو ہریرہ کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے اس حدیث کو عطاء بن ابی رباح نے ابو ہریرہ سے یوں بیان کیا۔ کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان تشریف فرما تھے، نیز ابو بکر، عبد اللہ بن مسعود، معاذ بن جبل اور نعیم بن سلام بھی موجود تھے کہ اس آشنائیں ایک قاصد جسے حضور اکرم نے کسی ضروری کام کے لئے بھیجا تھا۔ واپس آ گیا۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا، یا رسول اللہ! الہا تیز رفتار قاصد جو سالماً غائماً واپس آ گیا ہے، کم ہی کسی نے دیکھا ہوگا۔ حضور نے فرمایا۔ اے ابو بکر! میں تمہیں اس سے بھی زیادہ تیز رو اور کامیاب تر آدمی کے بارے میں بتاتا ہوں، یعنی جو شخص صبح کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کرے اور طلوع آفتاب تک وہاں بیٹھا اللہ کا ذکر کرتا رہے۔ ابن ابی خدیج نے یزید بن عیاض سے انہوں نے ابو عبیدہ سے جو سلیمان بن عبد الملک کا حاجب تھا اور انہوں نے نعیم بن سلامہ سے روایت کی۔ جناب نعیم کو حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے اسے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۱۱۱) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ النخام۔ ان کا نسب نعیم بن عبد اللہ بن اسید بن عبد عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدوی ہے۔ ابو عمر نے بھی ان کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے۔ کلیبی نے بھی اسی طرح لکھا

ہے مگر صرف اتنی تبدیلی کی ہے، اسید بن عبد بن عوف۔ انہیں تخام اس لئے کہتے تھے، حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے، تو آپ نے وہاں نعیم کی نخ نخ کی آواز سنی۔ اور یوں ان کی آواز کافی دیر آتی رہی۔

نعیم قدیم الاسلام لوگوں میں سے تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ گیا رہیں مسلمان تھے۔ اور ایک دوسری روایت کے رو سے ان تالیسیوں، حضرت عمرؓ سے پیشتر جناب نعیم نے اپنا اسلام چھپایا ہوا تھا اور چونکہ ان کا قبیلہ ان کا احترام کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قبیلے کی بیوہ عورتوں اور یتیموں پر کشادہ دلی سے خرچ کرتے تھے اس لئے انہوں نے انہیں ہجرت سے روک رکھا، اور اجازت دے دی کہ جس دین پر چاہو عمل کرو، لیکن یہاں سے جاؤ مت۔ جب تک ہم زندہ ہیں، تمہارا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اس کے بعد وہ ہجرت کے چھٹے سال مدینے آگئے۔ یہ صلح حدیبیہ کا سال تھا۔ بعد کے تمام عز و ات میں شریک رہے۔

جب وہ دار مدینہ ہوئے، تو ان کے ساتھ ان کی قوم کے چالیس آدمی تھے۔ حضور اکرمؐ نے انہیں گلے سے لگایا اور بوسہ دیا۔ فرمایا، تمہاری قوم میری قوم سے اچھی ہے کہ انہوں نے تجھے اپنے پاس ٹھہرائے رکھا اور میری قوم نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ آپ کی قوم اس لئے اچھی ہے کہ اس نے آپ کو ہجرت کا موقعہ فراہم کیا، اور میری قوم نے مجھے روک رکھا۔ ان سے نافع اور محمد بن ابراہیم تمہی نے روایت کی۔ ابن اثیر کہتے ہیں، میرا خیال ہے کہ ان دونوں کو جناب نعیم سے سماع کا موقعہ نہیں ملا۔

حضرت عمر کے دورِ خلافت میں پندرہ سن ہجری میں، نعیم بن عبد اللہ معرکہ یرموک میں شہید ہوئے ایک اور روایت کے رو سے تیرہ سن ہجری میں معرکہ اجنادین میں بھی موجود تھے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۱۲)

بن عبد الرحمن ازدی، بصری، داؤد بن ابو ہند نے ان سے روایت کی۔ ان کو صحابہ میں شمار کیا گیا ہے لیکن یہ درست نہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ) (۱۱۳)

بن قعب، محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ یہ وادی کے باشندے تھے انہوں نے باسنادہ حمران بن نعیم بن قعب سے روایت کی کہ وہ (نعیم) اپنے اور اپنے قبیلے کے صدقات لے کر

حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے حضورؐ کو ان کی یہ ادا پسند آئی۔ ان کے چہرے کو چھوا اور دعا فرمائی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۱۴) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد کلال۔ ان کا ذکر ہم نعمان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ نیز زرعین اور ان کے بھائی شرییل بن عبد کلال کے ترجمے میں بھی ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۵) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن مالک (ازہبی خلیب از جذام) حذابہ کے والد تھے، جنہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انہیں حضورؐ کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہوا۔ ابو احمد عسکری نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۱۶) (سیدنا) نعیم (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود بن عامر بن انیف بن ثعلبہ بن قنقذ بن حلاوہ بن بیع بن بکر بن اشجع بن ریت بن عطفان، عطفانی اشجعی۔ ان کی کنیت ابو سلمہ تھی۔ غزوہ خندق کے موقع پر ایمان لائے۔ یہی وہ صاحب ہیں جنہوں نے نبو قریظ عطفان اور قریش میں بدگمانی پیدا کر کے انہیں ایک دوسرے کا مخالف بنا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی، سردی اور فرشتوں کے لشکر کو مسلط فرما دیا۔ اور اس طرح حضور اکرمؐ اور اسلامی لشکر کفار کے شر سے بچ گئے۔

جب جناب نعیم ایمان لائے، تو انہوں نے دربار رسالت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! اگر آپ اجازت دیں، تو میں کفار کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے کوئی داؤ پیچ کھیلوں۔ فرمایا، اجازت ہے کیونکہ الحرب خدعہ۔ ان کے بیٹے سلمہ نے ان سے وہ واقعہ نقل کیا ہے، جسے علامہ ابن اثیر نے برفصیل الکامل فی تاریخ میں بیان کیا ہے۔

ابو یاسر بن ابی حبیہ نے باسنادہ عمید اللہ بن احمد سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسحاق بن ابراہیم الرازی سے انہوں نے سلمہ بن فضل سے، انہوں نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے سعد بن طارق اشجعی (وہ ابو مالک ہیں) سے انہوں نے سلمہ بن نعیم بن مسعود الاشجعی سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ جب دو قاصد میلہ کذاب کا رقعہ لے کر دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور آپ نے رقعہ پڑھا، تو قاصدوں سے دریافت فرمایا، کہ اس خط کے مندرجات کے بارے میں تمہاری

ذاتی رائے کیا ہے، انہوں نے کہا، جو کچھ اس کے راقم کی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر قاصد کا قتل کرنا ممنوع نہ ہوتا۔ تو میں تمہاری گردن مار دیتا۔

جناب نعیم حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں فوت ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق وہ جنگِ جمل میں بصرے آنے سے پہلے مارے گئے تھے۔ مجاشع بن مسعود سلمیٰ اور حکیم بن جبہ عبدی کو بھی یہی صورت حال پیش آئی۔ تینوں نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا، نعیم رضی اللہ عنہ) (۱۱۷)

بن مقرن۔ نعمان بن مقرن مزنی کے بھائی تھے۔ جب نعمان جنگِ تہاوند میں شہید ہو گئے۔ تو جناب نعیم نے ان کی جگہ لے لی۔ اور علم اٹھا کر جنابِ عدلیفہ کو دے دیا۔ چنانچہ ایران میں جناب نعیم کے ہاتھوں کئی فتوحات ہوئیں۔ ذوتوں بھائی اپنے قبیلے کے اثراٹ میں اور نیز کیار صحابہ میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت عمرؓ بھی دونوں بھائیوں کے فضل و کمال کے قائل تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نعیم رضی اللہ عنہ) (۱۱۸)

بن ہزال اسلمی۔ ابو مالک بن افضی سے تھے۔ ان کے بھائی کا نام اسلم تھا۔ اور انہیں اسلمی اور مالکی کہتے تھے۔ مدینے میں لیس گئے تھے۔

ابو احمد عبدالوہاب بن علی ابن سکینہ کو ابو غالب محمد بن حسن الماوردی متاولہ نے باسنادہ ابو داؤد سے، انہوں نے محمد بن سلیمان انباری سے، انہوں نے وکیع سے انہوں نے ہشام بن سعد سے انہوں نے نعیم بن ہزال سے، انہوں نے اپنے والد سے بیان کیا، کہ ایک تیمم لڑکا جس کا نام ماعز تھا، میرے والد کے زیر تربیت تھا اس نے قبیلے کی ایک لڑکی کے ساتھ زنا کیا۔ میرے والد نے اسے کہا، آؤ، رسول اکرمؐ کے سامنے اپنا واقعہ بیان کرو، شاید وہ تمہاری مغفرت کی کوئی صورت پیدا کر سکیں۔ میرے والد کا مقصد یہ تھا کہ شاید اس کے بچاؤ کی کوئی صورت نکل آئے۔ ماعز نے حضورؐ کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں زنا کا ارتکاب کر بیٹھا ہوں، مجھ پر احکامِ الہی کا اجرا فرمائیے۔ حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ دوبارہ پھر آیا اور اسی بات کو دہرایا۔ اس طرح ماعز چار دفعہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا اور اپنی بات کو دہراتا رہا۔ آخری دفعہ آپؐ نے پوچھا، کس سے، ماعز نے نام بتایا۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کیا تو اس سے ہم لیتے ہو۔ اس نے کہا، ہاں یا رسول اللہ! کیا تم نے اس سے مجامعت کی۔ اس کا جواب اثبات میں تھا۔ تو آپؐ نے رحم کا حکم دیا۔ جب پتھر پر سنا شروع ہوئے، تو شدت

تکلیف کی وجہ سے چختا چلاتا بھاگ اٹھا۔ راستے میں عبداللہ بن انیس سے آئنا سامنا ہو گیا۔ انہوں نے اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی سے ڈنڈے کا کام لیا۔ اور باعز کو قتل کر دیا۔ جب حضور کو علم ہوا۔ تو رحمت عالم نے فرمایا۔ اگر تم اس سے مزید تعرض نہ کرتے، تو عجب نہیں، کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا۔

ابن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، انہوں نے حسن بن محمد بن علی بن ابی طالب سے روایت کی، کہ وہ جابر بن عبداللہ کے پاس گئے، اور کہا، کہ نبیوا سلم کے لوگ کہتے ہیں، کہ جب انہوں نے حضورؐ کے سامنے اس مانعہ کے چیننے چلانے کا ذکر کیا۔ تو حضور اکرمؐ نے فرمایا، تم نے اسے چھوڑ کیوں نہ دیا۔ مجھے اس حدیث کا علم نہیں ہے۔ انہوں نے کہا۔ اے میرے بھتیجے! مجھے اس حدیث کا ٹھیک سے علم ہے کیوں کہ میں بھی اسے رجم کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب ہم اسے لے کر چلے، اور سنگ باری شروع کی تو وہ شدت درد سے چلا اٹھا۔ کہنے لگا۔ اے لوگو! مجھے حضور اکرمؐ کے پاس لے چلو، کہ میری قوم مجھے قتل کر رہی ہے اور انہوں نے مجھے دھوکا دیا ہے، حالانکہ آپؐ مجھے قتل نہیں کرنا چاہتے تھے۔ لیکن ہم نے اسے اس وقت چھوڑا، جب وہ مرجھا تھا۔ بعدہ ہم نے حضور اکرمؐ سے اس کا ذکر کیا۔ فرمایا: تم نے اسے چھوڑ دیا ہوتا اور اسے میرے پاس لے آتے۔ تاکہ آپ اس سے اس کا ثبوت طلب فرماتے، اس سے حضور کا مقصد ترکِ حدتہ ہوتا۔ مانعہ چھوٹے قد کا بد نما آدمی تھا۔ حضور نے فرمایا۔ مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے، کہ میں اسے جنت کی نہروں میں تیرتا دیکھ رہا ہوں۔ تینوں نے اسے بیان کیا ہے ابن مندہ کو اس میں شبہ ہے ابو عمر کہتے ہیں، کہ ایک روایت کے رو سے نعیم کو حضورؐ کی صحبت نصیب نہیں ہوئی ہاں البتہ ان کے والد ہزال کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ اور یہی روایت اولیٰ بالصواب۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا، نعیم رضی اللہ عنہ) (۱۱۹)

بن ہمارہ۔ ایک روایت میں ہمارہ، ایک میں ہدار اور ایک میں حمار اور خمار مذکور ہے۔ وہ غطفانی تھے ابو سعد سمعانی کی روایت کے رو سے وہ غطفان بن سعد بن ایاس بن حرام بن جذام سے تھے، جو بنو جذام کا ذیلی قبیلہ ہے۔ اور وہ اہل شام میں شمار ہوتے تھے۔

ابو افضل بن ابوالحسن فقیر نے باسنادہ ابویعلیٰ احمد بن علی سے، انہوں نے داؤد بن رشید سے، انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے یحییٰ بن سعد سے، انہوں نے خالد بن معدان سے، انہوں نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے نعیم بن ہمارہ سے روایت کی۔ کہ ایک آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں آیا اور

دریافت کیا، یا رسول اللہ! شہداء میں افضل کون ہے؟ فرمایا، وہ شخص جو صف میں کھڑا رہتا رہے، اور جنگ سے منہ نہ موڑے، تا آنکہ قتل ہو جائے۔ ایسے لوگ بہشت کے محلات میں سکونت پذیر ہوں گے اور تیرا رب انہیں دیکھ کر خوشی سے ہنسنے لگا۔ اور جہاں یہ صورت حال ہو، وہاں حساب کتاب کا کیا ذکر۔

جناب نعیم سے قیس الجذامی نے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ابن آدم سے کہتا ہے۔ دیکھو میاں! تم دن کے ابتدائی لمحات میں چار رکعات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ کرنا۔ یہ تمہیں دن کے ختم ہونے تک کفایت کریں گی۔ ایک روایت میں دو رکعتیں مذکور ہیں۔

نعیم نے عقبہ بن عامر سے، انہوں نے ولید بن سلیمان بن ابی السائب سے، انہوں نے بشر بن عبید اللہ سے، انہوں نے ابو ادیس خولانی سے، انہوں نے نعیم بن ہمار غطفانی سے روایت کی، انہوں نے حضور اکرم کو فرماتے سنا، کہ ہر آدمی کا دل اللہ کی دو انگلیوں کے درمیان ہے۔ اگر اسے ٹیرھا کرنا چاہے، تو ٹیرھا کر دیتا ہے۔ اور اگر سیدھا کرنا چاہے، تو سیدھا کر دیتا ہے۔

ولید کے علاوہ اور راویوں نے اس روایت کو نواس بن سمان سے روایت کیا ہے اور یہی درست ہے تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعیم رضی اللہ عنہ (۱۲۰)

بن زید بن تیمیم کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور مسلمان ہو گئے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے الحقات کے ترجمے کے تحت ان کا ذکر کیا ہے، مگر نام نعیم بن زید لکھا ہے۔ غسانی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ ہم نعیم بن زید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

(سیدنا) یعیمان رضی اللہ عنہ (۱۲۱)

بن عمرو بن قاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن شجارہ۔ ان کی کنیت ابو عمرو تھی۔ بیعت عقبہ، غزوہ بدر اور اسی طرح باقی غزوات میں شریک رہے۔ طبیعت میں مزاج تھا۔ چنانچہ حضور ان کی باتیں سن کر مخطوط ہوتے تھے۔

جناب یعیمان سویبط بن حرمہ کے رفیق تھے ہم ان دونوں حضرات کی دلچسپ باتوں سے ایک واقعہ ابو موسیٰ کی زبانی سناتے ہیں۔ ابو علی نے ابو نعیم سے، انہوں نے عبد اللہ بن جعفر سے، انہوں نے یونس بن حبیب سے، انہوں نے ابو داؤد سے، انہوں نے زمرہ بن صالح سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے

عبداللہ بن وہب سے انہوں نے ام سلمہ سے سنا، کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام پر چڑھائی کی۔ اور جناب نعیمان اور سویب بن حرمہ ان کے ساتھ تھے۔ یہ دونوں حضرات بدری ہیں اس مہم میں نعیمان راکشن کے مہتمم تھے، سویب ان کے پاس آئے۔ اور کچھ کھانے کو مانگا۔ انہوں نے کہا حضرت ابو بکرؓ کو آ لیتے دو۔ جناب نعیمان نے کہا۔ اچھا! میں تم سے اس کا انتقام لوں گا وہ گھومتے پھرتے ایک ایسی جماعت کے پاس پہنچ گئے جو کچھ گھوڑے بیچنے کو ساتھ لائے تھے ان سے انہوں نے کہا میں ایک عربی غلام بیچنا چاہتا ہوں۔ جو بڑا دانشور۔ ^{مخصوص البیان ہے۔} مگر ڈر ہے وہ بگڑنے لگے اور یہ کہنے لگے جاؤ، کہ وہ غلام نہیں، بلکہ آزاد ہے، اور تم اس کی اس بات سے گھبرا کر اسے چھوڑ دو، تو پھر اس سودے کو رہنے دو۔ کیونکہ غلام سے میرے تعلقات خراب ہو جائیں گے۔ انہوں نے کہا، نہیں تم اسے لے آؤ۔ ہم دس اشرفیوں پر اسے خریدنے کو تیار ہیں۔

نعیمان انہیں ہانک کر اس جماعت کے پاس لے آئے۔ پھر انہیں کہنے لگے۔ ادھر متوجہ ہو، یہ ہے وہ غلام۔ اس پر وہ لوگ جناب سویب کے پاس آ کر کہنے لگے، کہ ہم نے تمہیں خرید لیا ہے، انہوں نے کہا۔ میں آزاد ہوں، غلام تو نہیں، انہوں نے ان کی گردن میں رسی ڈالی۔ اور گھسیٹ لے چلے۔ جب حضرت ابو بکر کو اس کا علم ہوا۔ تو چند آدمیوں کو ساتھ لے کر گئے۔ اور جناب سویب کو قیمت واپس کر کے چھڑا لائے۔ جب اسلامی لشکر واپس مدینے پہنچا اور حضور اکرمؐ کو اس کا علم ہوا، تو آپؐ خوب ہنسے۔

عباد بن مصعب نے ربیعہ بن عثمان سے روایت کی، کہ ایک بدوشتر سوار حضور اکرمؐ سے ملنے آیا، اونٹ کو صحن مسجد میں بٹھا کر خود دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ بعض حضرات نے جناب نعیمان سے کہا۔ اگر تم اس اونٹ کو ذبح کر دو۔ تو پیٹ بھر کر کھاؤ گے۔ گوشت کو ترس گئے ہیں قیمت حضور اکرمؐ ادا کر دیں گے۔ جناب نعیمان نے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب بدو باہر نکلا اور اسے صورت حال کا علم ہوا، تو چلا اٹھا، یا رسول اللہ! میرا اونٹ کھا گئے ہیں۔ حضورؐ باہر تشریف لائے، تو دریافت فرمایا، یہ حرکت کس نے کی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، نعیمان نے حضورؐ ان کی تلاش میں نکلے۔ معلوم ہوا، کہ ضباعہ دختر زبیر کے گھر میں چھپے ہوئے ہیں۔ ان صاحب نے جو آپؐ کے ساتھ تھے، بلند آواز سے تو یہ کہا، یا رسول اللہ! مجھے تو وہ کہیں نظر نہیں آ رہے۔ لیکن انگلی سے ادھر اشارہ کیا۔ جہاں وہ چھپے ہوئے تھے حضورؐ نے انہیں وہاں سے باہر نکالا۔ اور پوچھا، تم نے یہ فعل کس کے کہنے پر کیا ہے، انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جنہوں نے میرا نام لیا ہے، انہوں نے ہی مجھے اس حرکت پر اکسایا تھا۔ حضورؐ یہ سن کر ہنس پڑے، ان کی گالوں کو چھوا اور قیمت

ادا کر دی۔

جناب نعیمان کبھی کبھی شراب پی لیا کرتے، ایک دفعہ رنگے ہاتھوں حضور اکرم کے سامنے لائے گئے۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا، جو توں سے اس کی مرمت کرو۔ جب اچھی طرح جو توں کی بارش ہو چکی۔ تو صحابہ میں سے کسی نے کہا، تم پر خدا کی پھٹکار ہو۔ تو حضور نے فرمایا۔ ایسا مت کہو، یہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کو تباہ ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم نے انہیں سویط کے رفیق تو لکھا ہے، مگر ان کا نسب نہیں لکھا۔ کبھی یہ خیال بھی آتا ہے، کہ شاید یہ کوئی اور صاحب ہوں۔ مگر ہم نے اس سے صرف نظر کرنا بہتر جانا۔

باب نون و فاء:

(سیدنا) نعیمر (رضی اللہ عنہ) (۱۲۲)

بن جبر: ایک روایت میں نعیمر بن مغلس بن نعیمر اور ایک دوسری روایت میں نعیمر بن مالک بن عامر الحضرمی آیا ہے۔ ان کی کنیت ابو جبر تھی، ایک اور روایت کے مطابق ابو خمیر بھی مذکور ہے ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔

معاویہ بن صالح نے عبدالرحمان بن جبیر بن نعیمر سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے دجال کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔ اگر دجال کا خروج میرے زمانے میں ہوا، تو میں تمہارا کفیل ہوں گا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ بہر مسلمان کو اس کے شر سے بچائے گا۔ انہوں نے یہ حدیث بیان کی۔ لیکن عبداللہ بن عبدالرحمان بن جابر نے اپنے والد سے انہوں نے یحییٰ بن جبیر بن نعیمر سے انہوں نے نو اس بن سمعان سے طویل تر حدیث بیان کی ہے۔ جبیر بن نعیمر نے زمانہ جاہلیت بھی پایا۔ لیکن انہیں حضور کی زیارت نہ نصیب ہو سکی۔ ان کا شمار شام کے کبار تابعین میں ہوتا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نعیمر (رضی اللہ عنہ) (۱۲۳)

بن مجیب الشالی شامی: حضور اکرم کے قدیم الاسلام صحابہ میں سے تھے۔ اسحاق بن ابراہیم دمشقی نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے سعید بن یوسف سے، انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انہوں نے ابوسلام سے، انہوں نے حجاج بن عبداللہ الشالی سے (انہوں نے حضور اکرم کو حجۃ الوداع میں دیکھا تھا)، انہوں نے نعیمر بن مجیب سے ان کی حدیث روایت کی۔

ان سے مروی ہے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جہنم میں ستر ہزار وادیاں ہیں اور ہر وادی میں ستر ہزار گھاٹیاں ہیں اور ہر گھاٹی میں ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار کچھو ہیں۔ ہر کافر اور منافق کو ان گھروں میں بند کیا جائے گا۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں۔ ابن مندہ سے اس نام کی روایت میں غلطی ہوئی ہے۔ یہ روایت سفیان بن مجیب کی ہے، انہوں نے باسنادہ ہیشیم بن خارجہ سے، انہوں نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے سعید سے باسنادہ بیان کی، ابو عمر نے نفیر بن مجیب الشامی تحریر کیا ہے۔ ان سے حجاج نے جہنم کے بارے میں بیان کیا ہے، کہ اس میں ستر ہزار وادیاں ہیں، لیکن یہ حدیث منکر ہے، اور غلط ہے

ابوزرعہ اور ابو حاتم رانیاں کی رائے کے مطابق راوی کا نام سفیان بن مجیب ہے لیکن ان دو کے علاوہ اور کوئی اس کا قائل نہیں۔ چونکہ ابو عمر نے نفیر بن مجیب کا نام لیا ہے۔ اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ابن مندہ نے راوی کے نام میں غلطی کھائی ہے، جیسا کہ ابو نعیم کا خیال ہے اس نام میں راویوں کا اختلاف ایسا ہی ہے جیسا کہ عام طور پر ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ابن مندہ کو کوئی الزام نہیں دیا جاسکتا۔ مثلاً نفیر بن جبیر کے ترجمے میں ہم نے دجال کا ذکر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اس حدیث کو نفیر سے روایت کیا۔ اور بعض نے نواس سے ان میں سے ہم کسی کو تصحیف نہیں کہہ سکتے۔ جیسا کہ ہم سفیان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ اسی طرح ابو احمد عسکری نے ابن مندہ سے اتفاق کیا ہے اور نفیر بن مجیب اور سفیان بن مجیب ہر دو کا ذکر بھی کیا ہے۔
واللہ اعلم۔

(۱۲۴) (بیدنا، نفع رضی اللہ عنہ)

ابوبکرہ - ایک روایت میں ان کا نام مسروح آیا ہے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ نیز ایک روایت میں ان کا نام نفع بن مسروح اور ایک روایت میں نفع بن حارث بن کلدہ ہے۔ جو لوگ انہیں مسروح سے منسوب کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ حارث بن کلدہ کے غلاموں سے تھے۔ اور ان کی والدہ کا نام سمیہ تھا جو حارث کی لونڈی تھی۔ اور وہ زیاد کے اخیانی بھائی تھے۔ شعبی سے مذکور ہے، کہ لوگوں نے انہیں حارث کی طرف منسوب کرنا چاہا۔ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ انہوں نے مرتے وقت اپنے بیٹے سے کہا، کہ میں مسروح حبشی ہوں۔ امام احمد بن حنبل نے انہیں ابوبکرہ نفع بن حارث لکھا ہے۔ اور یہی اکثر لوگوں کا قول ہے امام احمد بن حنبل لکھتے ہیں، کہ ہوزہ بن خلیفہ نے مجھے ان کا نسب بتایا، جب ابوبکرہ تک پہنچے، تو میں نے

ان کے والد کا نام پوچھا۔ تو انہوں نے کہا، چھوڑو، یہیں تک رہتے دو، یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جو محاصرہ طائف کے موقع پر اپنے آقا کو چھوڑ کر حضور اکرمؐ کے پاس آگئے تھے اسلام لائے تھے اور آپ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔

انہوں نے حضور اکرمؐ سے بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ خود ان سے ابو عثمان ہندی، احنف اور حسن بصری نے احادیث روایت کی ہیں۔ جناب نفع فاضل اور صالح صحابہ سے تھے۔ ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت ان کا ذکر زیادہ تفصیل سے کریں گے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، نفع رضی اللہ عنہ) (۱۲۵)

بن المعلیٰ بن لوزان: ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صاحب حضور اکرمؐ کی مدینہ میں تشریف آوری سے پہلے اسلام لائے تھے۔ اس دوران میں، بنو مزینہ کے ایک آدمی سے جو بنو اس کا حلیف تھا۔ ان کا آمناسا مانا ہو گیا، اور چونکہ اس اور خزرج میں باہم عناد تھا۔ اس لئے اس آدمی نے انہیں قتل کر دیا۔ اس بنا پر جناب نفع انصار میں وہ پہلے آدمی ہیں، جو قتل ہوئے۔ ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب نون و قاف

(سیدنا، نقادہ رضی اللہ عنہ) (۱۲۶)

اسدی: ایک روایت میں نقادہ بن عبد اللہ ایک میں نقادہ بن خلف، ایک میں نقادہ بن سعیر اور ایک میں نقادہ بن مالک آیا ہے۔ حجازی تھے۔ اور صحرا نشین تھے۔ ابو احمد عسکری کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابو نہیہ تھی۔ بعد میں لہرے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان سے زید بن اسلم اور ان کے بیٹے سعیر بن نقادہ نے روایت کی۔

ابو یاسر عبد الوہاب بن ہبیب اللہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے یونس اور عفان سے، ان دونوں نے عثمان بن بشر سے انہوں نے یار بن سلامہ رباحی سے انہوں نے ہر اذ سلیطی سے انہوں نے نقادہ الاسدی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں ایک آدمی کے پاس بھیجا کہ اس سے ایک اونٹنی مانگ لائے، وہ آدمی حضورؐ کی خواہش پوری نہ کر سکا تو آپ نے انہیں ایک

دوسرے آدمی کے پاس بھیجا۔ جس نے تعمیل ارشاد کی۔ جب حضورؐ نے اونٹنی کو دیکھا۔ تو فرمایا، اے اللہ تو اونٹنی اور اونٹنی بھیجنے والے کو اپنی رحمت سے نواز۔ جناب نقادہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! لانے والے کو بھی اپنی دعائیں شامل فرما لیجئے۔ حضورؐ نے فرمایا، یا اللہ لانے والے پر بھی اپنی رحمت فرما۔ اس کے بعد حضورؐ کے ارشاد کی تعمیل میں اس کا دودھ دوہا گیا اور پیا گیا۔

اس کے بعد آپؐ نے دعا فرمائی۔ یا اللہ تو فلاں آدمی (جس نے اونٹنی نہیں دی تھی) کے مال و اولاد میں برکت فرما۔ اور اے خدا! فلاں آدمی کے رزق میں (جس نے اونٹنی دی تھی) روز بروز اضافہ فرما۔ تینوں نے اسے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) لقب (رضی اللہ عنہ) (۱۲۷)

بن فردہ بن بدن الانصاری: یہ نبو ساعدہ سے تھے۔ اور غزوہ احد میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے یہ قول ابن شہاب سے نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ کے مطابق ایک روایت میں ان کا نام نقیب ہے، بقول ابن ماکولان نقیب ہے۔ ایک اور روایت میں الاخرس اور اخرس بھی آیا ہے۔

(سیدنا) نقیدہ (رضی اللہ عنہ) (۱۲۸)

بن عمرو الخزاعی الکعبی: ان سے حزام بن ہشام نے روایت کی۔ ان کا ذکر صحابہ میں کیا جاتا ہے لیکن بغیر اثبوت۔ انہوں نے حضرت عمرؓ سے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نقیر (رضی اللہ عنہ) (۱۲۹)

ابو السلیل بن ضربہ بن نقیر کے والد تھے۔ ابو السلیل نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپؐ اس وقت ایک انصاری کے گھر میں تشریف فرما تھے، جن کا نام اوس بن حوشب تھا، انہوں نے ایک بڑا سا پیالہ حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں میں بٹھا دیا۔ دریا فرمایا کیا ہے؟ عرض کیا، دودھ اور شہد ہے۔ حضورؐ نے پیالہ رکھ دیا اور فرمایا، یہ دو مشروب ایسے ہیں، جنہیں نہ ہم پیتے ہیں اور نہ ناجائز گردانتے ہیں، جو شخص اللہ کے لئے تواضع کرتا ہے، اللہ اسے اوپر اٹھاتا ہے اور جو شخص غرور کرتا ہے، اللہ اسے نیچے گراتا ہے۔ اور نہایت عمدہ طریقے سے اس کے رزق میں اضافہ فرماتا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب نون ومیم

(۱۳۰) (بیدنا) التمر (رضی اللہ عنہ)

بن تولب بن زہیر بن اقیش بن عبد کعب بن عوف بن عارث بن عوف بن وائل بن قیس بن عوف بن عبد منہا بن ادا العکلی۔ عوف بن وائل کے بیٹوں کو عکلی کہتے تھے۔ کیونکہ جس لونڈی نے ان کی پرورش کی تھی۔ اس کا نام عکلی تھا۔ اس لئے سارا خاندان اس نام پر مشہور ہو گیا۔ مگر مشہور شاعر تھے۔ ابن الکلبی نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے ان کا نسب یوں بیان ہے۔ مگر بن تولب بن زہیر بن اقیش بن عبد عوف بن عبد منہا۔ انہوں نے کعب سے لے کر دوسرے عوف تک پانچ نام حذف کر دیئے ہیں۔ لیکن اول الذکر نسب درست ہے، کیونکہ یہ نام ممکن ہے کہ مگر سے لے کر ابن عبد منہا تک (جو نبوت میم کا چچا تھا) صرف پانچ آدمی ہوں۔

مروی ہے، کہ جب جناب مگر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے، تو انہوں نے ایک قصیدہ پیش کیا۔ جس کا مطلع یہ تھا۔

انا اتیناک و قد طال السفر تطعمنا اللحم اذا عجز الشجر
(ترجمہ) ہم بڑا لمبا سفر طے کر کے حاضر خدمت ہوتے ہیں، ہمیں گوشت کھلائے جب درختوں کے پتے بھڑ جائیں۔

ذیل کے تین مصرعے بھی اسی قصیدے کے ہیں۔

یا قوم انی رجل عندی خیر۔ اللہ من آیاتہ هذا القمر۔ والشمس والشعری وآیات اخر
(ترجمہ) اے قوم میں وہ آدمی ہوں، کہ مجھے علم ہے کہ یہ چاند، سورج، شعری اور اسی طرح فطرت کے اور کرشمے اللہ کی آیات ہیں۔

ابو یاسر بن ابی حمیہ نے یا سنادہ عبد اللہ بن احمد سے انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل سے، انہوں نے سعید جری سے انہوں نے ابو العلاء بن شخیر سے روایت کی، کہ وہ عطر کے ساتھ ربذہ میں اونٹوں کی منڈی میں تھے۔ کہ ایک بدوحس کے ہاتھ میں چمڑے کا ایک ٹکڑا تھا۔ وہاں آنکلا۔ کہنے لگا تم میں کوئی پڑھا لکھا آدمی ہے۔ میں نے اس کے ہاتھ سے وہ ٹکڑا لے لیا، جس پر مرقوم تھا۔

”بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، بِنَامِ زَہِیْرِ بْنِ اَقْبِسَ جُوْنُوْعِ عَمَلِیِّ بْنِ اَبِیْ
شَاحِہ ہے۔ اگرتم خدا کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دو۔ اور مشرکین سے علیحدگی اختیار کر لو، اور مال
غنیمت میں سے پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر علیحدہ کر دو۔ تو تم اللہ اور اس کے رسول
کی امان میں ہو گے۔“

اس بدو سے اس کی قوم کے بعض افراد نے دریافت کیا۔ آیا تم نے رسول اکرمؐ سے کوئی حدیث بھی سنی
ہے اس نے کہا، ہاں انہوں نے کہا۔ اچھا وہ حدیث ہمیں سناؤ، اس پر اس نے کہا۔ میں نے رسول اکرمؐ
سے سنا، جو شخص اپنے دل کی کٹافتوں سے چھٹکارا حاصل کرتا چاہے، تو اسے چاہئے کہ ماہِ رمضان کے علاوہ
ہر مہینے میں تین روزے رکھے۔ لوگوں نے دریافت کیا، کیا سچ مچ تم نے حضورؐ کی زبان مبارک سے یہ سنا۔
وہ کہنے لگا۔ تمہیں اتنا خیال نہیں آتا، کہ میں حضور اکرمؐ کی طرف ایک غلط بات کو کس طرح منسوب کر سکتا ہوں بخدا
اب میں تم سے دن بھر بات نہیں کر دوں گا۔ اس نے وہ مکتوب لے لیا اور چلا گیا۔ جریری نے اس بدو کا نام
نہیں بتایا۔ لیکن باقی راویوں نے اس کا نام بتایا ہے۔

ابوالعلاء سے روایت ہے، کہ وہ بدو بمقام مرید آیا تھا نہ کہ ربذہ۔ باقی واقعہ اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ
اوپر گزر چکا ہے۔ جب وہ بدو چلا گیا۔ تو ہم نے دریافت کیا کہ بدو کون تھا، کسی نے بتایا کہ اس کا نام نمر بن
تولب تھا، اور محضرین میں سے تھا جنہوں نے جاہلیت اور اسلام دونوں زمانے پائے ہیں۔ ابو عمر اور ابن العلاء
نے اس کا نام کیس بتایا ہے۔ جاہلیت میں وہ شاعرِ رباب تھا۔ نہ کسی کی مدح کی نہ ہجو کہی۔ اسلام قبول کیا۔
معزین میں شمار ہوتا تھا، فصیح شعر کہتا تھا۔ اور سخی تھا۔ ذیل کے اشعار اس نے کہے ہیں۔

(۱) تدارک ما قبل الشباب و بعدہ - حوادث ایام تمرو اغفل

(توجہ) جوانی سے پہلے اور بعد کا زمانہ انسان گزارتا ہے۔ حوادث گزر جاتے ہیں، اور وہ غافل تر ہو جاتا ہے۔

(۲) یود المقتی طول السلامة جاہداً - فکیف یری طول السلامة یفعل

(توجہ) انسان لمبی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن اسے کون بتائے کہ طویل زندگی میں اسے کیا
پیش آئے گا۔

(۳) یود المقتی بعد اعتدال و صحتہ - بنو اذا رام المقیام و یجمل

(توجہ) اعتدال اور صحت کے بعد انسان کو مصائب سے پالا پڑتا ہے۔ اور جب وہ دنیا میں قیام کا ارادہ

کہتا ہے، تو اسے اٹھالے جاتے ہیں۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۱) (سیدنا) تمطر (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لای بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارحب الہمدانی ارحبی۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ آپ نے انہیں مین میں ایک جاگیر عطا فرمائی
جو ایک طویل عرصے تک ان کے خاندان میں رہی۔ یہ کلبی کا قول ہے۔

(۱۳۲) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن اوس الاشجعی :- ایک روایت میں اشعری آیا ہے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابو عمر کہتے ہیں۔
انہیں صحابہ میں ان لوگوں نے شمار کیا ہے جنہیں وسعت نظر عطا نہیں ہوئی۔ ان سے ولید بن نمیر نے روایت
کی ہے۔ وہ کہتے ہیں، میرے خیال کے مطابق انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی نمیر بن ولید بن نمیر
بن ادس نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور نے فرمایا، کہ دعا اللہ کے لشکروں میں
سے ایک لشکر ہے۔ جو قضائے میرم کو بھی ٹال دیتا ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن اثیر
لکھتے ہیں، لیکن ابو موسیٰ نے یہ نہیں لکھا، کہ جناب نمیر کو حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔

علامہ واقدی کے کاتب۔ محمد بن سعد لکھتے ہیں۔ کہ نمیر بن اوس اشعری شام کے طبقہ ثالث کے تابعی
اور دمشق کے قاضی تھے۔ انہوں نے کم احادیث کی روایت کی۔ انہوں نے ۱۲۸ ہجری میں وفات پائی۔
حافظ ابوالقاسم دمشقی لکھتے ہیں، کہ نمیر بن اوس اشعری دمشق کے قاضی تھے، انہوں نے خلیفہ ابو موسیٰ،
ابوالدرداء، معاویہ اور ام الدرداء سے روایت کی۔ اور ان سے ان کے بیٹے ولید، ابراہیم بن سلیمان قطس،
یحییٰ بن حارث قماری وغیرہ نے روایت کی۔ جناب نمیر آذر بایجان کے والی رہے۔ علی بن عبداللہ التیمی
اور ابو عبیدہ قاسم بن سلام کہتے ہیں کہ نمیر بن اوس نے ۱۲۸ ہجری میں وفات پائی۔ اور ظاہر ہے کہ اس سال
ہجری میں وفات پانے والا صحابی نہیں ہو سکتا۔ واللہ اعلم۔

(۱۳۳) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الانصاری اوسی ظفری، پھر از بنو عبید بن رزاح بن کعب، جن کا نام ظفر ہے۔ جناب نمیر غزوہ
بدر میں موجود تھے۔ جعفر نے پانادہ ابن اسحاق سے، انہوں نے ابو جعفر سے پانادہ یونس سے انہوں نے ابن

اسحاق سے یہ سلسلہ شتر کاٹے بدرجن کا تعلق بنو عبید بن زاح سے نمیر بن حارث کا ذکر کیا ہے۔ ایک روایت میں ان کا نام نصر اور ایک میں نصر مذکور ہے۔ ہم اس کا ذکر پہلے کر آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۱۳۴) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن خشر بن ربیعہ ثقفی، بلحارث بن کعب۔ ان کے حلیف تھے۔ یہ ان لوگوں میں شامل تھے، جو عبدالمطلب کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ امام بخاری نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔
عبدالغزیز بن قاسم بن عامر بن نمیر بن خشر نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، جو بنو ثقیف کے وفد میں شامل تھے، روایت کی، کہ ہم نے حضور اکرمؐ سے حجۃ کے مقام پر ملاقات کی۔ لوگ ہمارے آنے سے خوش ہوئے، اور حضورؐ نے انہیں ہمارے خیر مقدم کا حکم دیا۔
تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۵) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن عامر النمیری، جریر بن حازم کہتے ہیں کہ انہوں نے جناب ایوبؓ کی محفل میں ایک بدو کو صوف کا جیہ پہنے دیکھا۔ وہ کہتے ہیں، مجھ سے میرے مولیٰ قرہ بن دعووس بن ربیعہ بن عوف بن معاویہ نے بیان کیا، کہ وہ مدینے میں حضور اکرمؐ کی زیارت کے لئے آئے۔ حضورؐ کے آس پاس اتنا ہجوم تھا۔ کہ انہیں قریب آنے کا موقع نہ مل سکا۔ انہوں نے وہیں سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! اس غلام کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے معاف فرمائے۔ حضورؐ نے ضحاک بن قیس کو ہمارا عامل مقرر فرمایا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے لیکن ان کی روایت میں نمیر بن عامر کا ذکر نہیں اور حدیث کا راوی قرہ ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں۔ اس میں کچھ مواد ایسا ہے، جسے میں نہیں سمجھ پایا۔

(۱۳۶) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن عربیہ، ابو بکر بن علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور ابو اسحاق کی حدیث جس میں حضور اکرمؐ نے گرمیوں میں روزے کا ذکر کیا ہے۔ اس کے راوی نمیر ہی ہیں۔ اور یہ وہ حدیث ہے، جو نمیر نے عامر بن مسعود سے روایت کی ہے۔ ہم اس کا ذکر عامر بن مسعود حجازی کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ ابن ماکولانے عربیہ کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ اور انہوں نے لکھا ہے کہ یہ حدیث عامر بن مسعود حجازی نے حضور اکرمؐ سے روایت

کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے

(۱۳۷) (سیدنا) نمیر (رضی اللہ عنہ)

بن ابو نمیر (ان کا نام مالک خزاعی تھا) ایک روایت میں ازدی آیا ہے۔ ابو مالک نے لہرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے ان کے بیٹے مالک نے روایت کی۔ ابو منصور بن مکارم نے باسنادہ معافی بن عمران سے انہوں نے عصام بن قدامہ سے انہوں نے مالک بن نمیر خزاعی سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ کو بحالتِ قعدہ دیکھا۔ آپ نے اپنا دایاں ہاتھ دائیں ران پر رکھا ہوا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۳۸) (سیدنا) نمیلہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن فقیہ بن حزن بن یسار بن عبداللہ بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عیدمناہ بن کنانہ لیشی کلبی، ابن اسحاق سے مروی ہے، کہ نمیلہ بن عبداللہ نے مقیش بن صبابہ کو فتح مکہ کے دن قتل کر دیا تھا۔ اور مقتول ان کے قبیلے سے تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مقیش کا بھائی ہشام مسلمان ہو گیا تھا اور انہیں ایک انصاری نے ایک جنگ کے دوران میں غلطی سے کافر سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔ جب مقیش کو معلوم ہوا تو وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قصاص کے لئے حاضر ہوا۔ چونکہ یہ قتل ایک غلطی کا نتیجہ تھا۔ اس لئے حضورؐ نے مقیش کو خوں بہا دیا۔ مقیش نے زردیت قبول کر لیا۔ اور کچھ دن وہیں ٹھہرا رہا۔ اور موقعہ پا کر اپنے بھائی کے قاتل کو قتل کر دیا اور بھاگ کر کفارِ مکہ کے پاس جا پناہ لی۔ اس لئے فتح مکہ کے دن حضورؐ نے مقیش کے قتل کا حکم دیا تھا۔

یقینہ بن ولید نے عجلان سے سنا۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے شخص نے روایت کی جس نے نمیلہ کی زبانی سنا۔ جناب نمیلہ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ ان کا بیان ہے کہ ام المومنین ام سلمہ نے اہل عراق کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریمؐ اس شخص سے بیزار ہیں، جس نے مسلمانوں میں تفرقہ اور افتراق پیدا کیا۔ اس لئے تم تفرقے سے بچو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن کلبی نے ان کے نسب میں ان کے دادا کا نام فقیہ لکھا ہے، اور طبری نے عیثم۔ ان کا تعلق بنو کلب لیث سے ہے، نہ کہ بنو کلب و برہ سے۔ اور جب بھی کلبی کو مطلق استعمال کیا جائے، تو مراد کلب و برہ ہوتا ہے۔

(۱۳۹) (سیدنا) نمیلہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں۔ سالم بن قتیبہ نے قرعہ سے انہوں نے عبد الملک بن عبید سے انہوں نے مضر سے، انہوں نے نمیلہ سے سنا، کہ رسول اکرم نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا، اسی مقام میں ایمان ہوتا ہے، اور اسی میں نفاق۔ اور مناق اللہ کو بہت تھوڑا یاد کرتا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۰) (سیدنا) نمیلہ (رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ الحی کا خیال ہے کہ یہ صاحب پیشتر مذکور آدمی سے مختلف ہیں ایک روایت کے مطابق ابو موسیٰ نے ان کا نسب یوں لکھا ہے۔ نمیلہ بن عبد اللہ بن سحیم بن حزن بن سیار بن عبد اللہ بن کلب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث، انہوں نے باسنادہ سلمہ سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ مقیش بن صباہ کو نمیلہ بن عبد اللہ نے جو ان کا ہم قوم تھا، قتل کیا تھا۔ کیونکہ حضور اکرم نے مقیش کے قتل کا اس لئے حکم دیا تھا۔ کہ اس نے ایک الفساری کو قتل کر دیا تھا، جس سے اس کا بھائی غلطی سے قتل ہو گیا تھا۔ اور پھر وہ مرتد ہو کر کفار قریش کے پاس چلا گیا تھا۔ اس پر مقیش کی بہن نے ذیل کے اشعار کہے۔

(۱) الحمری لقد اخرجی نمیلۃ رہطہ - ففجع اضياف الشتاء بمقیس

(ترجمہ) مجھے اپنی ذات کی قسم، کہ نمیلہ نے اپنے قبیلے کو رسوا کیا ہے اور موسم سرما کے مہمان مقیس کی موت کا سوگ منا رہے ہیں۔

(۲) قللا منا من رای مثل مقیس - اذا الحیر منا اصعبت لم تحرس

(ترجمہ) بخدا کس کی آنکھوں نے مقیس جیسے کریم النفس آدمی کو دیکھا ہے۔ جب سارے قبیلے میں کوئی شخص کسی کی کفالت کو آمادہ نہ ہو۔

ابو موسیٰ نے ان کے ذکر سے ابن مندہ پر استدراک کیا ہے۔ حالانکہ ابن مندہ نے بالاخصصار ان کا ذکر کیا ہے نمیلہ بن عبد اللہ کے ترجمے میں اور انہیں الکلبی لکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ابو موسیٰ نے ایک بار انہیں نبولیش سے، پھر بنو کتاتہ سے اور ایک مقام پر کلبی لکھا ہے، اور انہیں کلب بن دبرہ سے منسوب کیا ہے، حالانکہ ان کا تعلق لیث سے ہے اور اس میں شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم۔

باب نون و ہا

(۱۲۱) (سیدنا) نہار (رضی اللہ عنہا)

العبدی ابو موسیٰ نے اذنا، ابوالقاسم عباد بن محمد بن حسن کی کتاب سے انہوں نے ابوالحسن بن محمد بن علی الملکوف سے روایت کی۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں۔ میں نے ابوالخیر محمد بن رجاء بن یونس سے پڑھا، انہوں نے احمد بن عبد الرحمن بن احمد سے انہوں نے احمد بن موسیٰ سے، ان دونوں نے عبداللہ بن محمد سے، انہوں نے محمد بن احمد بن معدان سے، انہوں نے محمد بن عوف سے، انہوں نے سفیان النزاری سے، انہوں نے یوسف بن اسباط سے، انہوں نے سفیان ثوری سے انہوں نے ثور بن یزید سے انہوں نے نہار سے جنہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی سنا۔ حضور نے فرمایا، کہ حضرت اسحاق ذبیح اللہ تھے۔ اس کے راوی ابو بکر ہیں جنہوں نے بغیر اذنا نہار العبدی سے روایت کی، انہوں نے بیان کیا کہ ایک آدمی رسول کریم کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! صاحب و نسب کے لحاظ سے کون شخص اکرم الناس ہے۔ فرمایا، جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ جب وہ مڑا تو فرمایا واپس آؤ، جب و نسب کے لحاظ سے اکرم الناس حضرت یوسف بن یعقوب اسرائیل بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ ہیں اور انہیں اس اعزاز سے کون محروم کر سکتا ہے جب کہ انہوں نے بیس برس سے کچھ زیادہ عرصہ عبادت الہی میں صرف کر دیا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۲۲) (سیدنا) نہشل (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الوائلی: حضور اکرم نے انہیں ایک مکتوب دیا۔ یوسف بن عمرو بن موسیٰ بن سعید بن مسلم بن قتیبہ بن مسلم بن عمرو بن حصین وائلی باہلی نے اپنے والد سے انہوں نے مسلم بن قتیبہ سے روایت کی کہ رسول کریم نے نہشل کو ایک فرمان لکھ کر دیا۔ اور حدیث بیان کی۔ ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۲۳) (سیدنا) نہمیر (رضی اللہ عنہ)

بن ہیشم بن نبی نابی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس النزاری اوسی بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ مگر غزوہ بدر میں شرکت سے محروم رہے۔ ابو عمر نے ذکر کیا ہے ایک روایت میں بہمیر آیا ہے۔

(۱۲۴) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن اساف بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن حشم بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس النضاری اوسی حارثی؛ ایک روایت میں اساف بن نہیک آیا ہے۔ ایک اور روایت کے رو سے دو تو روایتوں میں اساف کی جگہ یساف آیا ہے۔

رافع بن خدیج نے اپنے چچا ظہیر بن رافع (دونوں کو حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی) سے روایت کی، انہوں نے کہا ہے میرے بھتیجے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا۔ تمہیں چاہیے، کہ اللہ اور رسول کی رضا کی خاطر ایسے امور سے دست بردار ہو جاؤ۔ جنہیں تم اپنے لئے مفید خیال کرتے ہو چنانچہ آپ نے ہمیں مزارعت سے منع فرمایا۔ اس لئے ہم اپنی چیزیں نقصان پر بیچتے تھے۔ نبو سلیم کے ایک آدمی نے جس کا نام اساف بن ایما تھا۔ ذیل کا شعر کہا۔

لعل ضراراً ان تبید دیارہا - وتسمع بالریان تحوی تعالہ
(ترجمہ) خدا کرے، کہ ضرار کی بستیاں تباہ ہو جائیں۔ اور ریاں کے علاقے میں لومڑیاں عو عو کو کو تکی سنی جائیں
اس کے جواب میں ہمارے ایک شاعر نے جس کا نام نہیک بن اساف یا اساف بن نہیک تھا ذیل کا شعر کہا :-

لعل ضراراً ان تعیش دیارہا - وتسمع بالریان تبینی مشاربہ
(ترجمہ) خدا کرے، کہ ضرار کی بستیاں آباد ہوں۔ اور ریاں کے علاقے میں اس کے چشمے آباد کئے جائیں۔
ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں، کہ ابن مندہ نے (قال فیضا الموان
یضار الی آخرہ جس میں یساف اور نہیک کا ذکر ہے) جو اضافہ کیا ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ انہیں
حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ کیونکہ یہ حدیث کا ٹکڑا انہیں۔ بلکہ بعض راویوں سے استشہاد ہے۔

(۱۲۵) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن خزیمہ بن علوی بن ابی بن غنم بن عوف بن خزرج النضاری خزرجی ازہ بنو قواقل۔ حسب قول ابو عمر، وہ غزوہ اہد اور مابعد کے غزوات میں شریک رہے۔ وہ خزیمہ بن خزیمہ کے بھتیجے تھے۔ محمد بن سعد، طبری وغیرہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حنین اور ہوازن کی فتح کے بعد انہیں اہل مدینہ تک خوش خبری پہنچانے پر مامور فرمایا تھا۔ بعد میں حضرت ابو بکر صدیق نے انہیں اپنے دور خلافت

میں زیاد بن لبید کے پاس میں کو روانہ کیا تھا اور پھر زیاد نے کچھ جنگی قیدی اور اشقت بن قیس کو خلیفہ کے پاس مدینے بھیجا تھا۔ ابو نعیم، ابو موسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۶) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن صریح اللشکری، ایک روایت میں سکونی مذکور ہے۔ اہل شام میں شمار ہوتے تھے۔ ابو ادیس خولانی نے حضور اکرم سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ تم مشرکین سے جہاد کرو اور جو تم سے بچ جائیں وہ دجال سے اردن کے دریا کے کنارے پر جہاد کریں۔ مجھے علم نہیں کہ اردن اللہ کی زمین پر کہاں واقع ہے تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۷) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن عاصم بن مالک بن منتفق، رفیق ابو زین لقیط بن عامر بن المنتفق عقیلی، ابو المعالی نصر اللہ بن سلامہ بن سالم الہیتی نے اجازت (اور میرا خیال ہے، میں نے ان سے سنا) لقیط ابو جعفر احمد بن محمد بن عبد العزیز عباسی سے، انہوں نے ابو علی حسن بن عبد الرحمن شافعی سے، انہوں نے ابو الحسن احمد بن ابراہیم بن احمد بن ابراہیم بن فراس سے، انہوں نے ابو جعفر محمد بن ابراہیم بن عبد اللہ وجیلی سے، انہوں نے ابو یونس محمد بن احمد بن یزید بن عبد اللہ المدینی انہوں نے ابراہیم بن منذر سے انہوں نے عبد الرحمن بن مغیرہ خزاعی سے انہوں نے عبد الرحمن بن عیاش انصاری سے انہوں نے دہم بن اسود بن عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن المنتفق عقیلی سے، انہوں نے اپنے دادا عبد اللہ سے انہوں نے اپنے چچا لقیط بن عامر العقیلی (ح) سے، دہم نے کہا، کہ مجھ سے ابو الاسود بن عبد اللہ بن عاصم بن لقیط نے بیان کیا، کہ لقیط بن عامر حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور ان کے ساتھ ان کے رفیق نہیک بن عاصم بن مالک بن منتفق مدینے میں رجب کا مہینہ گزارنے آئے تھے۔ پھر راوی نے حدیث بیان کی۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۴۸) (سیدنا) نہیک (رضی اللہ عنہ)

بن قصى بن عوف بن جابر بن عبد نہم بن عبد العزی بن تمیمہ بن عمرو بن مرہ بن عامر بن صعصعہ عامری سلولی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ کلبی کا قول ہے۔

باب نون و واؤ

(۱۴۹) (سیدنا) نواس (رضی اللہ عنہ)

بن سمان بن خالد بن عمرو بن عبداللہ بن ابوبکر بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ عامری کلابی۔ شامی شمار ہوتے ہیں۔ روایت ہے کہ ان کے والد سمان بن خالد، حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے حضورؐ نے ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس کے بعد جناب سمان نے حضور اکرمؐ کو جو توں کا ایک جوڑا پیش کیا جو آپؐ نے قبول فرمایا۔ پھر انہوں نے اپنی بہن کو آپؐ کی زوجیت میں دے دیا، لیکن جب حضورؐ اس عورت کے پاس گئے تو اس نے بیزاری ظاہر کی۔ اس کی بیزاری کے بارے میں بہت اختلاف پایا جاتا ہے۔ جناب نواس نے رسول اکرمؐ سے، ان سے جبیر بن نفیر اور بشر بن عبداللہ وغیرہ نے، جناب نواس سے روایت کی۔

ابراہیم وغیرہ نے باسناد ہم ابوعلیٰ سے، انہوں نے علی بن حجر سے، انہوں نے ولید بن مسلم اور عبداللہ بن عبدالرحمن بن یزید بن جابر طائی سے، انہوں نے عبدالرحمان بن جبیر سے، انہوں نے اپنے والد جبیر بن نفیر سے، انہوں نے نواس بن سمان کلابی سے روایت کی، کہ ایک سح کو آپؐ نے دجال کا ذکر کیا۔ آپؐ نے سر جھکا لیا۔ اور پھر اوپر اٹھایا۔ اس سے ہم یہ سمجھے، کہ دجال اس طائفے میں موجود ہے جو کھجوروں کے نیچے ٹھہرا ہوا ہے۔ چنانچہ ہم ادھر کو چل دیئے۔ پھر حضور اکرمؐ کی طرف لوٹ آئے۔ آپؐ ہماری پریشانی کو سمجھ گئے تھے۔ فرمایا۔ کیا معاملہ ہے؟ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آج جب آپؐ نے دجال کا ذکر فرمایا تھا۔ ہم سمجھے، کہ شاید وہ ان لوگوں میں موجود ہے۔ جو کھجور کے نیچے ٹھہرے ہوئے تھے۔ فرمایا مجھے دجال کے علاوہ بھی بعض اشرار کا خوف ہے۔ اگر میرے ہوتے کسی کا ظہور ہوا تو میں خود اس کا مقابلہ کروں گا لیکن اگر میرے بعد اس کا ظہور ہوا۔ تو ہر آدمی کو خود اپنا بچاؤ کرنا پڑے گا۔ اور اللہ تعالیٰ میری طرف سے تمہاری کفالت کرے گا۔ دجال نوجوان ہے اس کے بال گھنگھریلے ہیں اور اس کی آنکھیں بے نور ہیں اور اس کی شکل عبدالعزیٰ بن قطن سے ملتی جلتی ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

نوحؑ بن مخلد شیبعی، جو ابو حمزہ نصر بن عمران کے دادا تھے۔ ابو حمزہ نصر بن عمران نے اپنے دادا نوح بن مخلد سے روایت کی، کہ وہ رسول کریمؐ سے ملاقات کرنے کو گئے۔ اور آپؐ ابھی تک مکے ہی میں تھے،

حضور اکرمؐ نے دریافت فرمایا، تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے جواب دیا، ضبیعہ بن ربیعہ سے حضور نے فرمایا ربیعہ کے ذیلی قبائل میں عبدالقیس کا نمبر پہلا ہے اور پھر تمہارا۔ راوی کہتا ہے پھر رسول اکرمؐ نے دو حلے دے کر انہیں خرید و فروخت کے لئے یمن کو روانہ کیا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۵۰) (سیدنا، نوفل رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن عبداللہ بن نضدہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج انصاری خزرجی (پھر بنو سالم بن عوف سے) یہ صاحب غزوہ بدر میں شریک تھے۔ عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر (از بنو سالم بن عوف نیز بنو عجلان سے) روایت بیان کی، کہ نوفل بن عبداللہ ایک صحابی تھے۔ اسی طرح ابن اسحاق نے بھی ان کا نام نوفل بن عبداللہ بیان کیا ہے۔ اور ثعلبہ کا ذکر نہیں کیا۔ اور یونس کی طرح بکائی اور سلمہ نے بھی ابن اسحاق سے غزوہ احد میں ان کی شرکت اور شہادت کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے اسی اسناد سے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ مقتولین احد (از بنو عوف بن خزرج اور از بنو سالم) نوفل بن عبداللہ بن نضدہ ہی کا نام لیا ہے۔

زبان نسب اول (جس میں ثعلبہ کا نام آتا ہے) اسے صرف ابو عمر نے بیان کیا ہے۔

(۱۵۱) (سیدنا، نوفل رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف قرشی ہاشمی۔ ان کی کنیت ابوالمحارث تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد اور بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ وہ غزوہ بدر میں جنگی قیدی بنا لئے گئے تھے۔ اور حضرت عباس نے فدیہ دے کر انہیں آزاد کرایا تھا۔ اور پھر مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق وہ غزوہ خندق کے موقع پر ایمان لائے، اور پھر ہجرت کی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اپنے بہت سے تیر بطور فدیہ دے کر رہائی حاصل کی تھی۔ اور حضور اکرمؐ نے حضرت عباس اور ان کے درمیان موافقات قائم فرمائی تھی۔ یہ دونوں حضرات زمانہ جاہلیت میں بھی، ایک دوسرے سے لین دین میں اور میل ملاپ میں بہت قریب تھے۔

جناب نوفل، فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف میں شریک رہے۔ اور حنین کی ابتدائی بدحواسی میں وہ رسول اکرمؐ کے ساتھ ثابت قدم رہے تھے۔ اور اس غزوہ میں انہوں نے اسلامی لشکر کی امداد کے لئے تین ہزار تیر حضورؐ کی خدمت میں پیش کئے تھے حضورؐ نے فرمایا تھا۔ اے نوفل! میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ میدان جنگ میں تیرے

تیر دہشتوں کی پیٹھوں کو بر مار رہے ہیں۔

عبداللہ بن حارث بن نوفل سے مروی ہے، کہ جب جناب نوفل غزوہ بدر میں گرفتار ہو گئے، تو حضور اکرم نے ان سے کہا، تم فدیہ ادا کر کے آزادی حاصل کر لو۔ انہوں نے جواب دیا۔ میرے پاس زر فدیہ نہیں رہائی کیسے ہو حضور نے فرمایا۔ وہ تیر جو تم نے جدہ میں رکھے ہوئے ہیں، وہ کس کام آئیں گے۔ انہوں نے کہا میرے ان تیروں کا علم خدا کے بغیر کسی کو نہیں ہے۔ یقیناً آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ نوفل مسلمان ہو گئے۔ اور تیر دے کر رہائی حاصل کر لی۔ تیروں کی تعداد ایک ہزار تھی۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے حضرت عباس کو مشورہ دیا، کہ وہ فدیہ دے کر اپنی اور اپنے دو بھتیجیوں نوفل بن حارث اور عقیل بن ابی طالب کی گلو خلاصی کرالیں۔

عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کی، کہ نوفل بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں کو حضور اکرم کی خدمت میں بھیجا، تاکہ آپ انہیں صدقات کے جمع کرنے پر مقرر فرمادیں۔ آپ نے فرمایا، چونکہ تم دونوں اہل بیت سے ہو۔ اور صدقات میں سے تمہارے لئے کچھ بھی جائز نہیں ہو سکتا، یہاں تک کہ کوئی ایسی چیز بھی درست نہیں ہو سکتی، جس سے ہاتھ دھوئے جا سکیں۔ ہاں خمس میں سے پانچواں حصہ تمہارے لئے جائز ہے اور اس سے تمہاری ضرورتیں پوری ہو جائیں گی۔

جناب نوفل نے ۱۵ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۵۲) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن طلحہ انصاری۔ ان کا ذکر، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ علاء بن حضرمی کے خط کے گواہوں میں آچکا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۱۵۳) (سیدنا) نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن ثعلبہ بن مالک بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم، یہ صاحب غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابن اسحاق، ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا نسب اس طرح بیان کیا ہے۔ اور نوفل بن ثعلبہ بن عبداللہ کا نسب ہم ابو عمر کی روایت کے مطابق پہلے بیان کر آئے ہیں۔

واللہ اعلم

(۱۵۴) (سیدنا) نوقل (رضی اللہ عنہ)

بن فروہ اشجعی۔ ابو فروہ نے کوفے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان سے ان کے بیٹوں فروہ عبد الرحمن اور سحیم نے سورہ کافروں کی فضیلت کے بارے میں حدیث نقل کی، لیکن اس کے اسناد میں گڑبڑ ہے اس لئے حدیث کو ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

عبدالوہاب بن علی الایمن نے باسنادہ ابو داؤد بن اشعث سے، انہوں نے نضلی سے، انہوں نے زہیر سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے فروہ بن نوقل سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں فرمایا۔ اے نوقل! تم رات کو بعد از نماز عشاء، سورہ کافروں پڑھ کر سو جایا کرو، کہ یہ تمہاری طرف سے شرک سے پرأت متصور ہوگی۔

زید بن ابی انیسہ۔ اشعث بن سوار، اسرائیل اور قطن بن خلیفہ نے ابواسحاق سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ثوری نے بھی اس کو روایت کیا ہے، لیکن انہوں نے راوی کا نام فروہ اشجعی بیان کیا ہے اور ان کے والد کا نام نہیں لیا۔ اور عبد الرحمن بن نوقل نے اپنے والد سے بھی روایت کی ہے اور شریک نے ابواسحاق سے انہوں نے فروہ بن نوقل سے اور انہوں نے جیلہ بن جارقہ سے روایت کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۵) (سیدنا) نوقل (رضی اللہ عنہ)

بن مسحق بن عبد اللہ بن مخزمہ (جو بنو مالک بن حسل بن عامر بن لوئی سے تھے) قرشی عامری: البوسعید ان کی کنیت تھی۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں۔ کہ ان کی وفات عبد الملک بن مروان کے ابتدائی عہد میں ہوئی جناب نوقل حضور اکرمؐ کے ساتھ غزوہ بدر میں موجود تھے۔ اور ابو موسیٰ نے بغیر اسناد: عبد الجبار بن سعد بن سلمان بن نوقل سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۵۶) (سیدنا) نوقل (رضی اللہ عنہ)

بن معاویہ بن عروہ اور ایک روایت میں نوقل بن معاویہ بن عمرو الدیلی مذکور ہے۔ جو بنو الدیل بن ابی بکر بن عبد مناہ بن کنانہ سے (اور پھر وہ بنو نفاثہ بن عدی بن الدیل کا ایک حصہ تھا) ابو احمد عسکری نے ان کا نسب یوں انداز بیان کیا ہے: نوقل بن معاویہ بن عروہ بن صخر بن لیم بن نفاثہ بن عدی بن الدیل۔

جنگ قجار میں معاویہ (نوفل کا والد) بنو الدیل کے لشکر کا سردار تھا۔ ایک شاعر نے اس کے متعلق ذیل

کا شعر کہا:-

فلا وایسہا ما نزلنا لعمامر - ولا عامر ولا النفاثی نوفل
مگر معاویہ کے بیٹے نوفل مسلمان ہو گئے۔ اور فتح مکہ میں شریک تھے۔ اس سے پہلے وہ کسی غزوہ
میں شریک نہیں ہوئے۔ انہوں نے مدینے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کی وفات یزید بن معاویہ
کے عہد میں ہوئی۔

ان سے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث، عبد الرحمن بن مطیع اور عراق بن مالک نے روایت کی۔
خطیب عبد اللہ بن احمد بن محمد نے باسنادہ ابوداؤد طبالیسی سے، انہوں نے اسد بن موسیٰ
سے، انہوں نے ابن ابی ذئب سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے، انہوں
نے نوفل بن معاویہ سے روایت کی، انہوں نے رسول اکرمؐ سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس آدمی نے
نماز چھوڑ دی۔ گویا اس نے اپنے مال اور اولاد کو ہلاکت میں ڈالا۔ اسی طرح خالد بن عبد اللہ بن
عبد الرحمن بن اسحاق نے زہری سے، انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن مطیع سے، انہوں نے نوفل
بن معاویہ سے اسی طرح ستائینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نوبہ (رضی اللہ عنہ) (۱۵۷)

(حدیث زائدہ میں ان کا ذکر آیا ہے) عاصم بن ابی وائل نے مسروق سے، انہوں نے حضرت
عائشہؓ سے روایت کی، کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپؐ کا مرض بڑھ گیا (اس واقعے
کو مسروق نے بالتفصیل بیان کیا ہے) اس حدیث کے آخر میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا، کہ ایک دن
حضور اکرمؐ نے مرض میں کچھ افاقہ محسوس کیا۔ تو بیریہ اور نوبہ کے سہارے آپؐ حجرے سے باہر نکلے
امیر ابو نصر بن ماکولانے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) نوبہ (رضی اللہ عنہ) (۱۵۸)

مقاتل بن حیان نے قتادہ سے انہوں نے نوبہ سے جو حضورؐ کی خدمت میں رہے ہیں سنا۔
آپؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص میری احادیث میں سے چالیس حدیثیں میری امت کے لئے محفوظ کر لے گا۔
قیامت کے دن اس کا حشر علمائے امت میں ہوگا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب نون ویا

(۱۵۹) (سیدنا تیار رضی اللہ عنہ)

بن ظالم بن عبس الانصاری، بنو بخاری، بنو بخاری سے تھے، اور غزوہ احد میں موجود تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے محمد بن سعد بن تیار بن ظالم الاسدی سے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: تیار بن ظالم بن عبس بن حرام بن جنید بن عامر بن عدی بن نجار، جناب تیار ابو الاعور بن ظالم کے بھائی تھے۔ غزوہ احد میں شریک تھے۔ اور ان کی والدہ ام تیار دختر ایاس بن عامر بن بلی (جو بنو حارثہ کے حلیف تھے) سے تعلق رکھتی تھی۔ اور ان کا بھائی غزوہ بدر میں شریک تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے انہیں بنو اسد سے منسوب کر کے، ان کے نسب کو انصار سے جا ملایا ہے۔ اس میں واضح تضاد ہے مگر صحیح بات یہ ہے، کہ ان کا تعلق انصار سے ہے اور ابو عمر کی رائے درست ہے۔

(۱۶۰) (سیدنا تیار رضی اللہ عنہ)

بن مسعود بن عبیدہ بن مظہر بن قیس بن امیہ بن معاویہ بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف الانصاری وہ اور ان کے والد مسعود دو تول غزوہ احد میں شریک تھے۔ ابو عمر نے طبری سے مختصراً نقل کیا ہے۔

(۱۶۱) (سیدنا تیار رضی اللہ عنہ)

بن مکرم اسلمی، انہیں حضور اکرم کی صحبت اور آپ سے روایت کا ثروت حاصل ہے۔ جن لوگوں نے حضرت عثمان کی شہادت کے بعد ان کی تدفین کی، ان میں یہ صاحب بھی شامل تھے۔ ان کے علاوہ حکیم بن حزام، جبر بن مطعم، ابو جہم بن حذیفہ اور بقول مالک بن انس ان کے دادا مالک بن ابی عامر تھے۔

ابو محمد عبد اللہ بن سوید نے باسنادہ علی بن احمد بن متویہ ابو احدی سے، انہوں نے ابو نصر احمد بن محمد بن ابراہیم المہر جانی سے، انہوں نے عبید اللہ بن محمد الزاہد سے، انہوں نے محمد بن عبد اللہ البغوی سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے، انہوں نے عبد الرحمن بن ابی زناد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے غزوہ بن زبیر سے انہوں نے تیار بن مکرم سے یہ روایت بیان کی، کہ جب سورہ روم نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر یہ سورت لے کر کفار مکہ کے ایک مجمعے میں گئے۔ کفار نے پوچھا۔ کیا یہ کلام تمہارے رفیق (حضور اکرم) کا

ہے۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا۔ یہ اللہ کا کلام ہے، جو محمد رسول اللہ پر اترا ہے۔ اس سے کچھ عرصہ پیشتر ایران نے حکومت روم پر فتح پائی تھی۔ چنانچہ ایرانی رومیوں کو اپنا غلام گردانتے تھے۔ اسی طرح مشرکین مکہ کی خواہش بھی یہی تھی، کہ ایرانیوں کو رومیوں پر فتح نصیب ہو۔ کیونکہ ایرانی بھی کفار کی طرح، خدا کی وحدانیت اور حیزاؤں سزا کے منکر تھے۔ والکفر ملہ واحدة۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی خواہش تھی۔ کہ رومیوں کو کامیابی نصیب ہو۔ کیونکہ وہ اہل کتاب تھے، اور جزا و سزا کو مانتے تھے۔ جناب نیار نے یہ قصہ جس میں دونوں طرف سے شرط باندھی گئی تھی۔ بیان کیا ہے تینوں نے اسے بیان کیا ہے۔

باب ما و الف

(سیدنا) ما ششم رضی اللہ عنہ (۱۶۲)

بن عقبہ بن ابی وقاص :- ابو وقاص کا نام مالک بن اہیب بن عبدمنات بن زہرۃ القرشی الزہری ہے یہ صاحب سعد بن ابی وقاص کے بھتیجے تھے، کنیت ابو عمرو اور عرف مرقال تھا، مکہ کی فتح کے موقع پر ایمان لائے اور کوفے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کا شمار بہادروں اور فضلاء میں ہوتا تھا۔ جنگ یرموک میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ جلولا کی جنگ میں شریک تھے، جس میں ایرانیوں کو فاش شکست ہوئی تھی۔ اس فتح کو فتح الفتوح کا نام دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں مال غنیمت اٹھارہ کروڑ روپے سے بھی زیادہ مالیت کا تھا۔ معرکہ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے۔ فوج کا علم ان کے پاس تھا۔ اور پیادہ فوج کے کماندار تھے اور اسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ اسی بارے میں انہوں نے کہا۔

اعور یبغی اہلہ محلا - فتدعالج الحیاة حتی ملا

ایک کا نا آدمی اپنے لئے مناسب مقام چاہتا ہے، اس نے زندگی سے اس طرح کام لیا کہ تھک

گیا ہے۔ لا بدان لیفل او لیفلا۔ اب وہ مجبور ہے کہ بھاگ جائے یا بھگا دے۔

اس جنگ میں ان کا پاؤں کٹ گیا، چنانچہ وہ اپنی جگہ پہ پھڑپھڑ رہے۔ اور جو آدمی بھی ان سے

قریب ہوتا۔ اس سے باقاعدہ لڑتے۔ اور کہتے، انفل یحی شولہ معقولہ۔ بہادر آدمی اپنے نقص کو

بچاتا ہے، خواہ اس کے پاؤں بندھے ہوں، روایت ہے کہ ابو الطفیل عامر بن وائلہ نے ذیل کا شعر

ان کے بارے میں کہا ہے۔

يا هاشم الخير جزيت الجنة - قاتلت في الله عدو السنة
(ترجمہ) اے اچھے ہاشم، تجھے اللہ اس کے بدلے میں جنت دے۔ تم خدا کے لئے رسالت کے دشمن
سے لڑتے رہے ہو۔

صفین کا معرکہ ۳۷ ہجری میں پیش آیا تھا۔

عبدالملک بن عمیر نے جابر بن سمرہ سے، انہوں نے ہاشم بن عقیبہ بن ابی وقاص سے سنا، کہ حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا۔ مسلمان جزیرۃ العرب پر غلبہ پالیں گے، اسی طرح مسلمان ایران اور روم پر قبضہ کر لیں گے۔
نیز مسلمان کانے دجال کو شکست دیں گے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے مطابق ان کا سلسلہ نسب
یوں ہے: ہاشم بن عقیبہ بن ابی وقاص نہہری۔ اور ایک روایت میں نافع ابو ہاشم مذکور ہے۔ اور عبد الملک
کی حدیث جابر سے، انہوں نے ہاشم بن عقیبہ سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر کہتے ہیں: کہ ابن مندہ اور ابو نعیم کے قول سے معلوم ہوتا ہے، کہ ہاشم بن عقیبہ کو نافع
کہا جاتا تھا، یا ابو ہاشم نافع کی کنیت ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن مندہ نے کہیں ابو ہاشم لکھا دیکھا،
اور اسے ابو ہاشم سمجھ بیٹھے۔ یا کسی نسخے میں انہوں نے ابو ہاشم (غلط) لکھا دیکھا، اور اس پر غور نہیں کیا چنانچہ
ابن مندہ کے تتبع میں ابو نعیم بھی یہی سمجھ بیٹھے۔ نیز یہ احتمال بھی ہو سکتا ہے۔ کہ دونوں نے اس حدیث کو
اولاً ہاشم سے روایت کر کے پھر دونوں نے اسی حدیث کو یہ سمجھتے ہوئے کہ نافع اور ہاشم ایک ہی آدمی
کا نام ہے۔ نافع سے بھی روایت کیا۔ حالانکہ نافع اور ہاشم دونوں بھائی ہیں اور یہ حدیث دونوں سے
مردی ہے۔

ان دونوں کے بارے میں علماء کے اختلاف کی نوعیت وہی ہے، جو اسی طرح کے معاملات میں اکثر
ہوتی ہے، اور جس کی کئی مثالیں اس کتاب میں پائی جاتی ہیں۔ محدثین میں ایک آدمی ایک حدیث کو زید سے
روایت کرتا ہے۔ تو دوسرا عمرو سے، اور چونکہ حدیث کے الفاظ ایک جیسے ہوتے ہیں، اس لئے دونوں
راویوں کو ایک سمجھ لیا جاتا ہے۔ ہم اپنے مقام پر نافع کا ترجمہ بیان کر آئے ہیں اور علماء نے دونوں کو
بھائی قرار دیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اس حدیث کی روایت نافع بن عقیبہ سے صحیح ہے۔ رہے ہاشم بن عقیبہ ان کا ذکر کم ہی
آتا ہے۔

(۱۶۳) (سیدنا) ہالہ (رضی اللہ عنہا)

بن ابی ہالہ تمیمی السیدی۔ ہم ان کا نسب نباش بن ابی ہالہ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ اور وہ ہند بن ابی ہالہ کے (جو ابو عبد اللہ ابن قصبی کے حلیف تھے) بھائی تھے۔ اور ان کی والدہ ام المؤمنین حضرت خدیجہ تھیں جو بعد میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئی تھیں۔ انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان کے بیٹے نے ان سے روایت کی۔ ابو عمر ابن مندہ اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن مندہ نے ان کے ترجمے میں ہند بن ابی ہالہ کی وہ حدیث روایت کی ہے جو امام حسن بن علی نے ان سے روایت کی۔ لیکن ہالہ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔ اور ہم اس حدیث کو ہند کے ترجمے میں بیان کریں گے۔ بظاہر اسی وجہ سے ابو نعیم نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مگر حدیث بیان نہیں کی۔

ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ ہالہ بن ابی ہالہ کا ترجمہ حافظ ابو عبد اللہ نے لکھا ہے، اور ان کے ترجمے میں ہند کی حدیث بیان کی ہے۔ نیز جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہیں حضرت خدیجہ کا بیٹا لکھا ہے۔ لیکن حافظ ابو عبد اللہ لکھتے ہیں، کہ ہالہ ام المؤمنین خدیجہ کی ہمیشہ کا نام تھا۔ اور دونوں کے والد خود تھے، اور ہالہ ابو العاص بن ربیع کی والدہ تھیں۔

ابو موسیٰ نے اجازۃ ابو عدنان محمد بن احمد المطہر بن ابو نزار سے، ان دونوں نے محمد بن عبد اللہ الطیبی سے انہوں نے سلیمان بن احمد طبرانی سے، انہوں نے علی بن محمد بن عمرو بن تمیم بن زید بن ہالہ بن ابی ہالہ تمیمی سے مصر میں سنا، کہ ان سے ابو محمد نے انہوں نے اپنے والد عمرو سے انہوں نے اپنے والد زید سے انہوں نے اپنے والد ہالہ بن ابی ہالہ سے سنا۔ کہ وہ حضور اکرم کے حجرے میں داخل ہوئے۔ اور آپ سوئے ہوئے تھے۔ آپ جاگ اٹھے۔ ہالہ کو سینے سے لگایا اور فرمایا۔ ہالہ! ہالہ! ہالہ!

(۱۶۴) (سیدنا) ہالہ (رضی اللہ عنہا)

ابو زہیر: جعفر بن یحییٰ بن یونس نے ابو النعمان سے، انہوں نے معمر بن سلیمان سے روایت کی کہ انہیں ان کے والد ابو عثمان نے بتایا۔ کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس کا نام ہامہ تھا، اور وہ اپنے آپ کو بڑا دولت مند بتاتا تھا۔ حضور اکرم نے اس سے دریافت فرمایا، کہ تجھے اپنے مال سے زیادہ پیار ہے، یا اپنے آزاد کردہ غلاموں کے مال سے۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ! اپنے مال سے، حضور نے فرمایا۔ اے ابو زہیر! تمہارا خیال غلط ہے۔ اس مال میں تمہارا صرف اتنا حصہ

ہے جس سے تم استفادہ کرتے ہو اور جو باقی بچیکا۔ وہ تیرے وارث اٹھا کر لے جائیں گے۔ اور کوئی بھی تیرا شکر گزار نہ ہوگا۔ ابو موسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(۱۶۵) (سیدنا) ہامہ رضی اللہ عنہ

بن الہیثم بن لاقیس بن ابلیس، جعفر نے ہامہ کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ان کے نزدیک، اس کا اسناد ثابت نہیں۔ ابو موسیٰ نے اجازۃ ابو الفرج سعید بن ابوالرجاء سے، انہوں نے ابو علی حسن بن احمد البیاد (ح) سے، ابو موسیٰ کہتے ہیں، ہمیں احمد بن محمد بن احمد سے، انہوں نے ابو العباس احمد الرزوانی سے، ان دونوں نے احمد بن موسیٰ سے، انہوں نے احمد بن حسین بن احمد البصری سے انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن عیسیٰ الضبی بصری سے، انہوں نے حسن بن رضوان الشیبانی سے انہوں نے احمد بن موسیٰ سے انہوں نے مالک بن دینار سے بہت سے اسناد بیان کئے ہیں، اور انہوں نے انس بن مالک سے یہ روایت بیان کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی رفاقت میں، مکے کی پہاڑیوں سے دور نکل گئے تھے، کہ ایک بڑھے سے سامنا ہو گیا، جو ایک نیزے پر سہارا لئے ہوئے تھا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کی چال ڈھال اور آواز جنوں کی سی ہے۔ اس نے کہا۔ کہ آپ کا اندازہ درست ہے، حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم جنوں کے کس گروہ سے ہو؟ اس نے کہا۔ ہامہ بن سہیم بن لاقیس بن ابلیس کے گروہ سے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے، کہ تم میں اور اس میں دو نسلوں کا فاصلہ ہے۔ اس نے کہا، درست ہے۔ حضورؐ نے پھر دریافت کیا، تمہاری عمر کتنی ہو گی۔ اس نے جواب دیا۔ میری عمر دنیا کی عمر سے چند برس ہی کم ہو گی۔ جس رات قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں ان دنوں چند برس کا لڑکا تھا۔ بعد میں حضرت نوحؑ کے ہاتھ پر ایمان لایا۔ پھر میں حضرت شعیبؑ حضرت ابراہیم اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام سے ملا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا، کہ اگر تمہاری ملاقات محمد رسول اللہ سے ہو، تو میری طرف سے انہیں سلام کہنا۔ حضور اکرمؐ نے سلام کا جواب دیا۔ تو وہ آپ پر ایمان لے آیا۔ اس کے بعد آپ نے اسے قرآن کی دس سورتیں پڑھائیں۔ حضرت عمر سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ وفات پا گئے لیکن ہمیں اس کی وفات کے بارے میں کوئی اطلاع نہ ملی۔ امید ہے کہ وہ ابھی تک زندہ ہوگا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں، ہمارے خیال میں اس کا ترک کر دینا۔ اس کے ذکر سے بہتر ہے۔ ہم نے باقی لوگوں کے تتبع میں اس کا ذکر اس لئے کر دیا۔ تاکہ اس کا ترجمہ نہ جائے۔

ذوٹ: تعجب ہے، علامہ کو یہ خیال کیوں نہ آیا۔ کہ حضرت انس بن مالک جو انصار سے ہیں۔ کے
کیسے پہنچ گئے: مترجم)

(۱۶۶) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

بن جزم بن نعمان بن قیس المرادی، نعمان عطیقی کے بھائی تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ بقول ابوسعید بن یونس ان سے ایک روایت بھی مروی ہے
ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۷) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن جبلیہ بن حجر بن شریل بن حارث بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمیہ الکندی :-
حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہشام بن کلثوم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۸) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن معاویہ بن جبلیہ :- حجر بن عدی الکندی کے بھائی تھے۔ ہم ان کا نسب ان کے بھائی کے
ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں بھائی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ابن الکلبی نے ان
کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۹) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابو شریح الخزاعی :- ان کے نام میں اختلاف ہے۔ سلیمان نے انہیں ان لوگوں میں ذکر
کیا ہے، جن کا نام ہانی ہے۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۰) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

بن فراس الاشجعی :- بیعت رضوان میں موجود تھے۔ کوفہ میں سکونت اختیار کی، تو بیمار ہو گئے
چنانچہ دونوں گھٹنوں کے نیچے تکیے استعمال کرتے تھے۔ تینوں نے ان کا مختصر سا تذکرہ کیا ہے۔ مگر بعض
نے انہیں اسلمی تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۷۱) (سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ)

ابو مالک الکندی۔ خالد بن یزید بن مالک کے دادا تھے۔ اس میں شبہ ہے۔ کہ آیا انہیں حضور اکرم
کی صحبت نصیب ہوئی تھی۔ یہ امام بخاری کا قول ہے۔ انہیں شامیوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

یحییٰ بن محمود نے اجازت باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن ادریس سے، انہوں نے سلیمان بن عبد الرحمن سے، انہوں نے خالد بن یزید بن ابی مالک سے، انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا ہانی سے سنا۔ کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں یمن سے حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں اسلام کی دعوت دی۔ تو انہوں نے قبول کر لی۔ اس پر حضور نے ان کے لئے دعائے برکت فرمائی اور انہیں یزید بن ابی سفیان کے پاس ٹھہرایا۔

جب حضرت ابو بکرؓ نے شام پر چڑھائی کے لئے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ تو جناب ہانی بھی یزید بن سفیان کے لشکر میں شامل تھے۔ لشکر تو لوٹ آیا۔ مگر یہ وہیں رہ گئے۔ ابو حاتم رازی کا قول ہے کہ جناب ہانی عبد الرحمن بن ابی مالک کے دادا تھے۔ انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ) (۱۷۲)

المخزومی:- علی بن حرب الطائی نے، ابو ایوب یعلیٰ بن عمران البجلی سے (جو جریر کی اولاد سے تھے) انہوں نے مخزوم بن ہانی الطائی سے، انہوں نے اپنے والد سے (جن کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو برس تھی) سنا، کہ جس رات کو حضور اکرمؐ کی ولادت ہوئی۔ ایوان کسری میں زلزلہ آگیا، اور اس کے چوڑے کنگرے گر گئے۔ ساوہ کی جھیل خشک ہو گئی، وادی سعادہ میں سیلاب آگیا۔ اور فارس کے آتش کدے کی آگ، جو گذشتہ ہزار برس سے نہیں بجھی تھی، بجھ گئی۔ نیز موبدوں نے خواب میں ایک سرکش اونٹ کو دیکھا، جو عربی نسل کے گھوڑوں کی رونمائی کر رہا تھا، انہوں نے دجلہ کو عبور کیا اور تمام ایران میں پھیل گئے۔

جناب ہانی نے یہ حدیث تفصیل سے بیان کی۔ ابن دباغ نے اسے ابن اسکن سے بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں۔ جس سے راوی کی صحبت ثابت ہو۔ واللہ اعلم

(سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ) (۱۷۳)

بن نیار بن عمرو بن عبید بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کابل بن ذہل بن بلی ابو بردہ بلوی جو انصار کے حلیف تھے۔ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ وہ اپنی کیفیت سے زیادہ مشہور تھے۔ اور براء بن عازب کے مامول تھے۔ نیز وہ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ اسی طرح تمام غزوات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے۔

ابو جعفر عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکر سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بیعت عقبہ بیان کیا، کہ ابو بردہ کا نام ہانی بن نیار بن عمرو بن عبید بن عمرو بن کلاب بن دہمان بن غنم بن ذبیان بن ہمیم بن کاہل بن ذہل بن ہنی بن ملی ہے اور اسی اسناد سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر ابن اسحاق نے جو بنو حارث بن خزرج کا حلیف ہے۔ بیان کیا۔ کہ ابو بردہ بن نیار کا نام ہانی تھا، اور وہ لا ولد تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی، اور ان سے براء بن عازب نے اور تابعین کی ایک جماعت نے روایت کی۔

اسماعیل بن علی بن عبید اور ابراہیم بن محمد الفقیہ وغیرہ نے اس اسناد سے جو محمد بن عیسیٰ تک پہنچتا ہے بیان کیا، کہ ہم سے قتیبہ نے۔ ان سے یزید بن ابی حلیب نے۔ ان سے بکر بن عبد اللہ بن اشج نے ان سے سلیمان بن یسار نے، ان سے عبد الرحمن بن جابر بن عبد اللہ نے۔ ان سے ابو بردہ بن نیار نے بیان کیا، کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ کسی شخص کو دس دروں سے زیادہ نہ مارے جائیں، سوائے حدود اللہ کے۔ کہتے ہیں انہوں نے ۴۵ ہجری میں وفات پائی، ایک دوسری روایت میں ۴۳ یا ۴۲ ہجری مذکور ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، ہانی رضی اللہ عنہ) (۱۶۴)

بن یزید بن نہیک بن ورید بن سفیان بن ضباب ان کا نام سلمہ بن حارث بن ربیعہ بن حارث بن کعب الحارثی تھا، ایک روایت میں ہانی بن یزید بن کعب المذحجی حارثی آیا ہے۔ یہ ابو عمرو وغیرہ کا قول ہے ابن مندہ نے انہیں النخعی لکھا ہے، لیکن اول الذکر روایت زیادہ درست ہے۔ اگرچہ نخع بھی بنو مذحج کی ایک شاخ ہے لیکن ہانی کا تعلق بنو نخع سے نہیں ہے۔ بلکہ وہ حارث بن کعب کی اولاد سے ہیں۔ جو بنو مذحج سے ہیں۔ ان کی کنیت بڑے بیٹے کی وجہ سے ابو شریح تھی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے سے پہلے ان کی کنیت ابو الحکم تھی۔ عبد الوہاب بن علی نے باسنادہ ابو داؤد بن اشعث سے، انہوں نے ربیع بن نافع سے، انہوں نے یزید بن مقدم بن شریح سے۔ انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے اپنے دادا شریح سے، انہوں نے اپنے والد ہانی سے سنا کہ جب وہ اپنی قوم کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے سنا کہ ان کی قوم کے آدمی انہیں ابو الحکم کہہ کر مخاطب کر رہے تھے حضور نے انہیں طلب فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ ان کی کنیت ابو الحکم ہے حضورؐ

نے فرمایا، حکم تو اللہ کا صفاقی نام ہے۔ اس لئے تم ابوالحکم نہ کہلو اوڑ۔ انہوں نے عرض کیا، جب میری قوم میں کوئی جھگڑا اٹھ کھڑا ہوتا ہے، تو یہ لوگ میرے پاس آتے ہیں۔ میں ان کے مناقشات کا فیصلہ ایسے طریقے پر کرتا ہوں، کہ مدعی اور مدعا علیہ دونوں مطمئن ہو جاتے ہیں۔ حضور اکرمؐ نے ان کی تحسین فرمائی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تمہارے کتنے بیٹے ہیں، انہوں نے عرض کیا، شریح، مسلم اور عبد اللہ، اور اول الذکر سب بڑا ہے۔ آپؐ نے فرمایا، پس آج سے تم ابوشریح ہو۔

بجی بن محمود نے باستادہ جو ابن ابوعاصم تک جاتا ہے۔ بتایا، کہ انہوں ابوبکر بن ابی شیبہ سے انہوں نے یزید بن مقدم بن شریح سے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! وہ کون سا عمل ہے، جس سے میں لازمی طور پر جنت حاصل کر سکوں۔ فرمایا، حسن کلام اور خدا کے نام پر محتاجوں کو کھانا کھلاتا تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۵) (سیدنا، ہبیار رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قصی القرشی، ان کی والدہ کا نام فاختہ دختر عامر بن قرظہ قشیریہ تھا اور ان کے دو اخیانی بھائی، ہبیرہ اور حزن تھے۔ اور ان کے والد کا نام ابودہب مخزومی تھا جناب حزن مشہور تابعی سعید بن مسیب کے دادا تھے، اور انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت میسر آئی۔ یہ ہبیار وہی آدمی ہے، جس نے ایک اور بدقماش کے ساتھ حضرت زینب دختر رسول کریمؐ کا اس وقت تعاقب کیا تھا۔ جب ان کے شوہر ابوالعاص نے انہیں مدینے روانہ کیا تھا۔ اس دوران میں ہبیار ان پر لپکا، ان کے کجاوے پر حملہ کیا، اور اذنتی کو دو چار ڈنڈے لگائے۔ چونکہ جناب زینب حاملہ تھیں، زمین پر گرنے سے ان کا حمل ساقط ہو گیا۔ حضورؐ کو جب اس زیادتی کا علم ہوا۔ تو فرمایا، اگر ہبیار تمہارے ہتھے چڑھ جائے، تو اسے آگ میں ڈال دینا۔ فرمایا نہیں۔ اللہ کے بغیر اور کوئی ایسی سزا دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اس لئے اگر قابو آجائے، تو قتل کر دینا۔ لیکن وہ کسی کے قابو نہ آیا۔ آخر جب مکہ فتح ہوا۔ تو اس سلام لا کر تعزیر سے جان بچا لے گیا۔

محمد بن جبرین مطعم نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ میں جبرائیل سے واپسی پر حضورؐ اکرمؐ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ ہبیار بن اسود، دروازے کے سامنے آکھڑا ہوا۔ حاضرین نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہبیار بن اسود، فرمایا، ہاں میں نے دیکھ لیا ہے۔ اتنے میں ایک آدمی اس سے نمٹنے کو اٹھا۔ فرمایا

ملیٹھے رہو۔ اس دوران میں ہمارے حضور کے قریب آ گیا، اور سلام عرض کر کے کلمہ شہادت پڑھا۔ پھر گزارش کی۔ یا رسول اللہ میں آپ کے ڈر سے گھبرا کر ادھر ادھر بھاگتا پھرا، اور ارادہ کیا، کہ کسی دوسرے ملک میں چلا جاؤں لیکن پھر مجھے آپ کے حسن خلق کا خیال آیا، کہ کس فراخ حوصلگی سے آپ نے ہماری حماقتوں اور جہالتوں سے درگزر فرمایا ہے، یا رسول اللہ! ہم مشرک تھے۔ اللہ نے ہمیں آپ کے طفیل ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں تباہی اور بربادی سے بچالیا۔ التجا کرتا ہوں۔ کہ آپ میری نقصیات سے درگزر فرمائیں اور جو کچھ آپ نے میرے بارے میں سنا ہے۔ اسے فی سبیل اللہ بھول جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی یہ گفتگو سنی۔ تو فرمایا۔ میں نے تجھے معاف کیا۔ اور اللہ کا تجھ پر کتنا کرم ہے کہ تجھے قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔ اور اسلام زمانہ جاہلیت کے گناہوں سے درگزر فرماتا ہے۔

حسن بن محمد بن سبتہ اللہ شافعی نے ابوالعشائر محمد بن خلیل بن فارس القیس سے انہوں نے قاسم بن علی بن محمد بن علی بن ابوالعلماء مصیصی سے، انہوں نے ابو محمد عبدالرحمن بن عثمان بن ابوالنصر سے، انہوں نے ابوالسحاق ابراہیم بن محمد بن ابوثابت سے، انہوں نے عبدالحمید بن مہدی سے، انہوں نے معافی سے، انہوں نے محمد بن سلمہ سے، انہوں نے فرزاری سے، انہوں نے عبداللہ بن ہبار سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ جناب ہبار نے اپنی لڑکی کی شادی کی۔ تو انہوں نے اس کی شادی پر ڈھول اور دف بجاوایا جب رسول اکرم کو اس کا علم ہوا۔ تو آپ نے فرمایا، یہ کیا حرکت ہے۔ اُسے بتاؤ۔ پھر فرمایا۔ یہ نکاح ہے، بدکاری تو نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۶۶) (سیدنا ہبار رضی اللہ عنہ)

بن سفیان بن عبدالاسد بن بلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم القرشی مخزومی؛ وہ ابوسلمہ بن عبدالاسد کے بھتیجے اور قدیم الاسلام تھے، اور ہجرت حبشہ میں شریک تھے۔

ابوجعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ مہاجرین حبشہ از بنو مخزوم، اور ہبار بن سفیان اور ان کے بھائی عبداللہ بن سفیان کا ذکر کیا ہے۔ ایک روایت کے رو سے وہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے۔ ابو عمر کے نزدیک یہ روایت مخدوش ہے۔ کیونکہ ابن عقبہ اور ابن اسحاق میں سے کسی نے بھی ان کا نام مقتولین موتہ میں شمار نہیں کیا۔ جبکہ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ وہ جنگ اجنادین میں، جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں واقع ہوئی تھی۔ شہید ہوئے تھے۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا

ذکر کیا ہے۔

(۱۶۷) (سیدنا، ہبیار رضی اللہ عنہ)

بن صیفی، ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ لیکن اس میں شبہ ہے۔ ابو عمر نے مختراً ان کا ذکر کیا ہے

(۱۶۸) (سیدنا، ہبیب رضی اللہ عنہ)

بن مفضل الغفاری ابو نعیم نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: ہبیب بن عمرو بن مفضل بن واقعہ بن حرام بن غفار الغفاری۔ ان کے والد کو مفضل اس لئے کہتے تھے، کہ انہیں اپنے اونٹ کو داغ دینا بھول گیا تھا۔ انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ابو الفضل بن ابوالحسن مخزومی نے باسنادہ جو احمد بن علی تک پہنچتا ہے۔ بتایا، کہ ہارون بن معروف نے عبد اللہ بن وہب سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے یزید بن ابی حبیب سے انہوں نے اسلم بن ابوعمران سے، انہوں نے ہبیب بن مفضل سے سنا، کہ انہوں نے محمد بن علقمہ القرشی کو دیکھا، کہ وہ اپنی ازار (دھوتی) کو زمین پر گھیٹ رہے تھے۔ ہبیب نے ان سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں نے رسول اکرم کو یہ فرماتے سنا، کہ جو شخص اپنی ازار تکیر سے زمین پر گھیٹتا ہے۔ وہ لے جہنم میں گھیٹا ہے۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۱۶۹) (سیدنا، ہبیرہ رضی اللہ عنہ)

بن سبل بن عجلان بن عتاب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الشقیفی: ابو موسیٰ نے کتابتہ ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم سے، انہوں نے ابوالعباس احمد بن محمد بن یوسف البغوی سے، انہوں نے ابن سعد سے، انہوں نے ابوبکر بن محمد بن ابومیسرہ سے یا مرقہ الملکی سے، انہوں نے مسلم بن خالد سے۔ انہوں نے ابن جریر سے یا ابن جریر سے روایت کی کہ جب رسول اکرم نے فتح مکہ کے بعد طائف پر چڑھائی کی۔ تو آپ نے مکہ میں ہبیرہ بن سبل بن عجلان کو اپنا قائم مقام مقرر فرمایا۔ اور جب آپ طائف سے واپس تشریف لے آئے۔ اور مدینے جانے کا ارادہ فرمایا۔ تو حضور نے عتاب بن اسید کو مکہ کا والی مقرر فرمایا، اور اسی طرح آٹھویں سال ہجرت کا امیر حج بھی۔

یحییٰ بن محمود نے ابونصر محمد بن احمد بن عبد اللہ تکمینی سے، انہوں نے ابو مسلم محمد بن علی بن محمد بن مہرازیذ سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن ابراہیم بن علی بن عاصم سے، انہوں نے ابو عمرو بہ حمرانی سے، انہوں نے سلمہ بن شیب سے، انہوں نے عبد الرزاق سے، انہوں نے ابن جریر سے روایت کی،

کہ فتح مکہ کے بعد جس شخص نے مکے میں اول از ہمہ مسلمانوں کو نماز پڑھائی، وہ، بیریہ بن بسل بن عجلان تھے۔ ان کا تعلق بنو ثقیف سے تھا۔ اور صلح حدیبیہ کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو گئے تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے

ابن اثیر کہتے ہیں کہ میرے نزدیک یہ امر محذوش ہے، کہ فتح مکہ کے بعد وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی۔ کیونکہ فتح مکہ کے بعد، جب تک حضور اکرمؐ مکے میں قیام فرما رہے آپ ہی امامت فرماتے رہے۔ ہاں البتہ یہ کہتا درست ہو گا۔ کہ فتح مکہ کے بعد وہ پہلے حاکم شہر تھے کہ جن کی اقتدا میں مسلمانوں نے نماز ادا کی۔

(۱۷۰) (سیدنا، بیریہ رضی اللہ عنہ)

بن مغاضتہ العامری۔ جب حضور اکرمؐ کی وفات کے بعد، فتنہ ارتداد نے زور باندھا، تو انہوں نے بنو سلیم کو کہلا بھیجا، کہ وہ اسلام پر قائم رہیں۔ ابن اسحاق سے دشیمہ نے یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ ابن الدباغ کا بیان ہے۔

(۱۷۱) (سیدنا، بسیل رضی اللہ عنہ)

بن کعب کا تعلق بنو ربیعان سے تھا۔ جس عہد میں حضور اکرمؐ نے سکاسک اور سکون کے درمیان قیام فرمایا تھا۔ تو معاذ بن جبل اور مازن بن خلیثمہ نے انہیں حضورؐ کی خدمت میں روانہ کیا تھا۔ اور آپؐ نے ان دو قبیلوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی تھی۔ اسے صفوان بن عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خلیثمہ نے بیان کیا ہے۔

(۱۷۲) (سیدنا، بسیل رضی اللہ عنہ)

بن وبرة الانصاری۔ جن کا تعلق بنو عوف بن خزرج سے ہے، جو عصمہ بن وبرة انصاری کے بھائی تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق یہ دونوں بھائی حصین بن وبرة بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عوف بن خزرج بن ثعلبہ کے بیٹے ہیں۔ ہم عصمہ کا ترجمہ بیان کر آئے ہیں۔ بقول عروہ دونوں بھائی غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ) (۱۴۳)

بن قیس: ابو بکر بن ابو علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور انہوں نے باسنادہ شیم سے انہوں نے عبد الرحمن بن یحییٰ سے، انہوں نے یحییٰ بن قیس سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس آدمی کے دل میں یہ خواہش ہو۔ کہ وہ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ جناب مریم علیہما السلام کی زیارت سے فیض یاب ہو۔ اسے ابو ذرؓ کو دیکھ لینا کافی ہوگا۔ ابن ابو حاتم کہتے ہیں کہ جناب یحییٰ، حضرت علیؓ سے اور ابراہیم نخعی سے مرسل حدیث بیان کرتے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ہداج (رضی اللہ عنہ) (۱۴۲)

الحنفی: ان کا تعلق بنو عدی بن حنیفہ سے تھا۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔ کہ ایک شخص حضور اکرمؐ کے پاس آیا۔ جس کی ڈاڑھی زرد رنگ کی تھی۔ آپ نے فرمایا، یہ سلامی خضاب ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد ایک اور آیا۔ جس کی ڈاڑھی کارنگ سرخ تھا، فرمایا۔ یہ ایمانی خضاب ہے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت کو بھی پایا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں، اس حدیث کا اسناد قوی نہیں۔

(سیدنا) ہدار (رضی اللہ عنہ) (۱۴۵)

الکنانی: ان کا شمار اہل حمص میں ہوتا ہے۔ محمد بن عوف بن سفیان نے اپنے والد سے انہوں نے شقیہ حضرت عباسؓ کے آزاد کردہ غلام سے سنا، وہ کہتے ہیں، کہ میں نے جناب ہدار کو سنا۔ جب وہ عباس بن ولید کو میدے کی روٹی کھانے پر ناراض ہو رہے تھے۔ کہہ رہے تھے، کہ حضور اکرمؐ نے زندگی بھر ایک دن بھی گندم کی روٹی پیٹ بھر نہ کھائی۔ کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبل نے یہ حدیث محمد بن عوف سے سنی۔

تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے اختصار سے کام لیا۔ اور صرف اتنا لکھا ہدار الکنانی کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔

(سیدنا) ہدم (رضی اللہ عنہ) (۱۴۶)

بن مسعود: ابن ماکولانے ان کا نام ہدم یہ کسرۃ اولیٰ و سکون دوم لکھا ہے۔ اور ان کا نسب ہدم بن

مسعود بن عدی بن بجاد بن عبد بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عبس العبسی ہے یہ ان نو آدمیوں میں شامل تھے۔ جو ان کے قبیلے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ ابن کلیبی کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۷) (سیدنا ہدیل رضی اللہ عنہ)

جعفر کہتے ہیں، یہ ابو المرید بن نبوی کا نام ہے۔ انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی انہوں نے ابو العباس محمد بن عبد الرحمن الدغولی سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۱۷۸) (سیدنا ہدیل رضی اللہ عنہ)

ابن ابی الدنیاء نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کے بعد ذکر کیا ہے۔ کہ دو معذور میاں بیوی کا ایک لڑکا تھا وہ مر گیا۔ حضور اکرم کو معلوم ہوا، تو فرمایا۔ اگر کسی آدمی کو کسی دوسرے آدمی کی وجہ سے چھوڑ دیا جاتا۔ تو اس لڑکے کو معذور والدین کی خاطر چھوڑ دیا جاتا۔ اس کے بعد ابن ابی الدنیاء نے کہا کہ یعقوب بن عبید نے قبیلہ سے انہوں نے ابو السوداء سے، انہوں نے ابن سابط سے روایت کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر کسی کو کسی ضرورت کے پیش نظر یا کسی کی مفلسی کی خاطر چھوڑ دیا جاتا۔ تو ہدیل کو اس کے والدین کی خاطر زندہ رہتے دیا جاتا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۷۹) (سیدنا ہدیم رضی اللہ عنہ)

التعلبی: ایک روایت میں ادیم مذکور ہے۔ ان سے ضبی بن معبد نے روایت کی ہے ادیم کے ترجمے میں ہم پہلے ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ مگر ہدیم زیادہ مشہور ہے۔

(۱۸۰) (سیدنا ہدیم رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبد منات۔ یہ اور ان کے بھائی جنادہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔ حضور سے ان کی صحبت مذکور نہیں۔ ابن اثیر کہتے ہیں، بلاشبہ انہیں یہ شرف حاصل ہوا۔ کیونکہ ابو عمر نے ان کے بھائی جنادہ کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انہیں جنگ یمامہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ اور ابو عمرو دونوں نے ان کے والد عبد اللہ کا ذکر کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو نیقہ تھی۔ اور حضور اکرم نے انہیں خیبر میں جاگیر عطا کی تھی۔ اس سے ان کے اسلام اور شرف صحبت کا علم ہوتا ہے۔ نیز فتح مکہ کے بعد قریش میں کوئی ایسا آدمی نہیں رہ گیا تھا۔ جو مسلمان نہ ہو گیا ہو۔ علاوہ انہیں حضور اکرم کی وفات اور

جنگ یمامہ کے درمیان زیادہ عرصہ نہیں، تاکہ کہا جاسکے کہ جناب ہذیم حضور کے بعد اسلام لائے ہوں گے۔
واللہ اعلم۔ ابو عمر نے ان کا نام ہریم لکھا ہے۔

(۱۸۱) (سیدنا ہرم رضی اللہ عنہ)

بن حبان العبدی: کم عمر صحابہ میں سے تھے۔ خلیفہ نے ولید بن ہشام سے، انہوں نے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی کہ عثمان بن ابوالعاص نے ہرم بن حبان کو ۶ ہجری میں، قلعۃ الشیوخ کو فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ پھر ۸ ہجری میں ابوشہر کی تسخیر ان کے سپرد ہوئی۔ دوران محاصرہ حاکم شہر نے ایک عورت کو دیکھا، کہ بھوک کی شدت کی وجہ سے اپنے بیٹے کو کھا رہی تھی۔ حاکم شہر نے یہ دل دوز متظر دیکھ کر صلح کر لی۔ اور شہر مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۲) (سیدنا ہرم رضی اللہ عنہ)

بن خنیس: ایک روایت میں وہ ب مذکور ہے۔ شعبی نے ان سے روایت کی، کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ ایک خاتون نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! میں عمرہ کس مہینے میں ادا کروں، فرمایا، رمضان میں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۳) (سیدنا ہرم رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ انصاری۔ ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اور یہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جن کے بارے میں قرآن حکیم کی یہ آیت اتزی، تو لو ادا منیم تفیض من الدمع، ابو عمر نے ان کا نام ہرم تحریر کیا ہے۔ لیکن ان کے علاوہ اور لوگوں نے ہرمی تحریر کیا ہے۔

(۱۸۴) (سیدنا ہرم رضی اللہ عنہ)

بن قطبۃ الفزاری: یہ وہ صاحب ہیں، جنہوں نے عیینہ بن حصن کو، فتنۃ ارتداد کے دوران میں ثابت قدم رہنے کا مشورہ دیا تھا۔ وشمیر نے ابن اسحاق سے یہ قول بیان کیا ہے، جسے ابن الدباغ نے ذکر کیا ہے۔

(۱۸۵) (سیدنا ہرم رضی اللہ عنہ)

بن مسعدہ: ابو حفص بن شاہین نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور باسناد ہشام بن محمد سے، انہوں نے ابوالتقیب العسبی سے روایت کی، کہ بنو عیس کے نو آدمی حضور اکرم کی خدمت میں بہ صورت

وفد حاضر ہوئے۔ ان میں ہرم بن مسعدہ بھی شامل تھے۔ ان سب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے ہدم کے ترجمے میں ان کا ذکر کرنے کے بعد دوبارہ ہرم کے تحت بھی ان کا ذکر کیا ہے، جو غلط ہے، کیونکہ ابن ماکولانے جو اس فن کے امام ہیں۔ ان کا نام ہدم ہی لکھا ہے۔ نیز ہشام بن محمد الکلبی نے الجہرہ میں ہدم ہی تحریر کیا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ تصحیف ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۸۶) (سیدنا ہرم مائل رضی اللہ عنہ)

بن زیاد بن مالک بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن غنم بن قتیبہ الباہلی جو قیس عیلان ہیں۔ ان کی کنیت ابو حذیر تھی۔ ایک روایت میں ان کا نام تشریح مذکور ہے۔ ان سے عکرمہ بن عمار نے روایت کی ہے۔ ابن ماکولانے انہیں یامی تحریر کیا ہے۔ اور یامہ کے رہنے والے سب بنو حنیفہ سے ہیں۔

ابوالفرج عیسیٰ بن محمود نے سحامی سے، انہوں نے ابوسعید جردوسی سے، انہوں نے ابو عمرو بن ہمدان سے، انہوں نے ابوالعلیٰ موصلی سے، انہوں نے عید اللہ بن یکار سے، انہوں نے عکرمہ بن عمار سے، انہوں نے ہرماس بن زیاد سے روایت کی، کہ انہوں نے رسول کریم کو حجۃ الوداع کے موقعہ پر اونٹ کی پیٹھ سے لوگوں کو خطاب کرتے دیکھا

یعیش بن صدقہ بن علی نے باسنادہ احمد بن شعیب سے، انہوں نے عبدالرحمان بن محمد بن سلام سے انہوں نے عمر بن یونس سے، انہوں نے عکرمہ بن عمار سے، انہوں نے ہرماس بن زیاد سے روایت کی۔ کہ میں ابھی لڑکا ہی تھا۔ کہ میں نے اپنے ہاتھ حضور اکرم کی طرف بیعت کے لئے پھیلائے۔ لیکن حضور نے انکار کر دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۷) (سیدنا ہرم مائل رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے رو سے ان کا نام کیسان تھا، اور حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ عطا بن سائب سے مروی ہے۔ کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ انہوں نے فرمایا۔ کہ مجھے ہرمز یا کیسان نے بتایا۔ کہ حضور اکرم نے فرمایا، کہ ہم صدقات کا مال نہیں کھاتے۔ ایک روایت میں ان کا نام مہران یا میمون بھی بیان ہوا ہے۔

ابو احمد مسکری نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ حضور کے آزاد کردہ غلام کیسان، ہرمز ہی

تھے۔ ابن ابی خلیثمہ وغیرہ نے ان کا ترجمہ اسی طرح بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں، کہ کیسان آل ابی طالب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ اور غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۸۸) (سیدنا ہرمز رضی اللہ عنہ)

بن مہان فارسی محمد بن عمر بن ابوسعیدانہ نے والد سے، انہوں نے دادا سے، انہوں نے ہرمز بن مہان سے جو ایرانی تھے، سنا کہ وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے اور آپ نے انہیں خالد بن ولید کے لشکر میں شامل فرما دیا۔ وہ پھر حاضر خدمت ہو کر ملتجی ہوئے، کہ انہیں صدقہ سے کچھ رقم عطا فرمائی جائے۔ فرمایا۔ صدقہ نہ تو میرے لئے حلال ہے اور نہ میرے اہل بیعت کے لئے۔ اس کے بعد حضور نے انہیں ایک دینار عطا فرمایا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ ابن مندہ نے اس سے پہلے ترجمے میں بیان کیا ہے کہ ہرمز حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ابن موسیٰ نے اسی ترجمے کو بیان کیا ہے۔ اور اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ ان دونوں کے خیال میں یہ دو آدمی ہیں۔ لیکن ابن اثیر کی رائے یہ ہے، کہ دونوں ایک ہیں۔ ہرمز ایرانی نام ہے اور حدیث کا مضمون بھی ایک ہی ہے۔ اور دونوں تراجم میں انہیں حضور اکرم کا آزاد کردہ غلام کہا گیا ہے۔ اگر یہ صاحب غلام نہ ہوتے۔ تو حضور انہیں صدقہ دینے سے کیوں انکار کرتے، اور کیوں فرماتے کہ صدقہ میرے لئے اور میرے اہل بیعت کے لئے حرام ہے۔ اور اگرچہ اس ترجمے میں مولیٰ کا لفظ مذکور نہیں۔ لیکن فحوائض کلام سے یہ سمجھا جاسکتا ہے۔

(۱۸۹) (سیدنا ہرمی رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن رفاعہ بن نجدہ بن مجدعم بن عامر بن کعب بن واقف، ان کا نام مالک بن امرؤ القیس بن مالک بن اوس انصاری اوسی واقفی ہے جناب ہرمی قدیم الاسلام ہیں، اور ان لوگوں میں شامل تھے، جو غزوہ تبوک کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سواری کے لئے حاضر ہوئے تھے، اور جب خواہش پوری نہیں ہوئی تھی۔ تو دو تے واپس ہوئے تھے۔ یہ ابو عمر کلیبی ابو نعیم کا قول ہے ہاں اتنا فرق ضرور ہے کہ ابو عمر کے نزدیک ان کا نام ہرم انصاری ہے۔ اور ابو عمر بن عوف سے ہیں کیونکہ ابو واقف ان کے حلیف تھے۔ اس لئے جناب ہرم کو بھی ابو عمر بن عوف سے سمجھ لیا گیا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں۔ کہ ہرمی بن عبداللہ واقفی کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ لیکن بغیر ثبوت کے اور

عبدالملک بن عمرو الخطمی اور عمرو بن شعیب نے روایت کی۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام ہرم تھا۔ انہیں بنو واقف سے شمار کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔ اور ان لوگوں میں شامل تھے، جو حضور اکرم سے سواری مانگتے گئے تھے۔ نیز انہوں نے غزیمہ سے روایت کی ہے۔

وہ آگے چل کر لکھتے ہیں، کہ وہ ہرمی جنہوں نے غزیمہ سے روایت کی، وہ ال واقفی سے جو غزوہ خندق میں موجود تھے۔ اور حضور سے سواری مانگتے گئے تھے۔ مختلف آدمی ہیں۔ اگر ابن ماکولا، ان اقوال کو ذمہ داری سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی امام کی طرف منسوب کر دیتے، کیونکہ ان کے ہاں ایسے اختلاف کی کمی نہیں تو ان سے ذمہ داری کا بوجھ اتر جاتا۔ لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ واللہ اعلم۔

(۱۹۰) (سیدنا ہرم حکیم رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن علقمہ بن مطلب بن عبدمناف قرشی مطلبی؛ اپنے بھائی جنادہ کے ساتھ جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ ابن ماکولانے ان کا نام ہذیم تحریر کیا ہے

(۱۹۱) (سیدنا ہزرا ل رضی اللہ عنہ)

بیعت رضوان میں شریک تھے۔ معاویہ بن قرہ نے ان سے روایت کی۔ انہوں نے کہا، تم لوگ بعض اوقات ایسے گناہ کر بیٹھتے ہو۔ جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی باریک ہوتے ہیں۔ حالانکہ ہم انہیں گناہوں کو حضور اکرم کے زمانے میں ہلاکت انگیز گردانتے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ان سے اس کے علاوہ اور کوئی حدیث نہیں سنی گئی۔

(۱۹۲) (سیدنا ہزرا ل رضی اللہ عنہ)

بن مرہ الشجعی: اذرق نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو عمر نے اختصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۳) (سیدنا ہزرا ل رضی اللہ عنہ)

بن ذئاب بن یزید بن کلیب بن عامر بن خزیمہ بن مازن بن حارث بن سلاماں بن اسلم بن اقصی الاسلمی: ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے مطابق ان کا نسب یوں ہے: "ہزرا ل بن یزید الاسلمی"؛ شعبہ نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن منکر سے، انہوں نے ابن ہزرا ل سے، انہوں نے اپنے والد ہزرا ل سے روایت کی، کہ جس دن ہم نے ماعز کو رجم کیا۔ حضور اکرم نے فرمایا، اگر تم ماعز کی میت کو اپنے کپڑے ہی سے ڈھانپ دیتے، تو کتنا اچھا ہوتا۔

یحییٰ بن ابی کثیر نے ابی سلمہ سے، انہوں نے نعیم بن ہزال سے روایت کی، کہ ہزال کے پاس ایک لونڈیا تھی، جو ان کی بکریاں چراتی تھی۔ ماعز نے اس سے جماع کیا، تو ہزال نے اسے فریب دیا اور کہا، آؤ تمہیں حضور اکرمؐ کے پاس لے چلیں۔ آپ کو اصل واقعہ بتائیں، شاید قرآن کا کوئی حکم نازل ہو۔ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ بیان کیا، تو آپ نے فرمایا کہ اس کی سزا رجم ہے۔ چنانچہ ماعز کو رجم کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ نے فرمایا: "ہزال! اگر تم ماعز کی میت کو اپنے کپڑے سے ڈھانپ دیتے، تو اس پر تمہیں ثواب ملتا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔"

(۱۹۴) (سیدنا ہزال رضی اللہ عنہ)

بن عمرو: ابن اسحاق نے یہ سلسلہ شکر کائے بدر از بنو سالم بن عوف بن عمرو بن عوف بن خزرج، ہزال بن عمرو بن قریوس بن غنم بن سالم کا نسب تحریر کیا ہے۔ یہ جعفر کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۵) (سیدنا ہزربل رضی اللہ عنہ)

بن شرجیل، کوفہ کے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے زمانہ جاہلیت کو بھی پایا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر اختصار سے کیا ہے۔

(۱۹۶) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن حبیش بن خالد بن اشعر: یحییٰ بن یونس کہتے ہیں۔ مجھے اس کا علم نہیں کہ آیا انہیں حضورؐ کی صحبت میسر آئی یا نہ۔ لیکن ابو حاتم بن حبان کہتے ہیں، کہ جناب ہشام کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عمر سے سماع کیا۔ اور یہ سب کچھ جعفر المستغفری کا بیان ہے۔

عبداللہ بن یزید نے ابو ادریس سے انہوں نے عزام بن ہشام بن حبیش بن اشعر نے اپنے والد سے سنا، کہ ایک دفعہ حضور اکرمؐ نے ایک وادی میں ایک بادل کو آتے دیکھا، تو فرمایا کہ یہ بادل نصر بن کعب کی لبتی پر برسے گا۔

ایک روایت میں ہے، کہ اشعر بنو عزام کا لقب ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور حضور اکرمؐ نے نصر بن کعب کا نام اس وقت لیا تھا۔ جب عمرو بن سالم الخزاعی نے حضور اکرمؐ سے اہل مکہ کی شکایت کی تھی۔ اس کا ذکر ہم عمرو بن سالم کے ترجمے میں کر آئے ہیں ابو نعیم نے اس کا متن ہنیدہ بن خالد کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔

(۱۹۷) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن ابو حذیفہ: اور ابو حذیفہ کا نام ہشام بن میسرہ مخزومی تھا۔ اور ان کی والدہ ام حذیفہ اسد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم کی دختر تھیں۔ اور جناب ہشام مہاجرین حبشہ سے تھے اور ان لوگوں کے ساتھ واپس مدینہ آئے تھے۔ جو حبشہ سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر آئے تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ، یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ مہاجرین حبشہ از بنو مخزوم، ان کا نام ہشام بن ابی حذیفہ لکھا ہے۔ واقدی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے۔ لیکن انہوں نے ان کا نام ہاشم بن ابو حذیفہ تحریر کیا ہے (جو دہم ہے) زبیر نے ان کا نام ہشام لکھا ہے اور مہاجرین حبشہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ اور ابو معشر نے انہیں مہاجرین حبشہ میں شمار نہیں کیا تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۱۹۸) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن حکیم بن حزام بن خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ میں قصبی، قرشی، اسدی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ ان کے والد کی چھوٹی تھیں۔ بقول ابو عمرو وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور اپنے والد سے پہلے وفات پا گئے۔ ابن مندہ کہتے ہیں، کہ ہشام بن حکیم بن حزام مخزومی بن خویلد بن اسد قرشی تھے اور ان کی والدہ ام ہشام، بنو فزاس بن غنم سے تھیں۔ ایک روایت میں ان کی والدہ کا نام بلیکہ دختر مالک از بنو حارث بن فہر مذکور ہے۔ ان کی وفات اپنے والد سے پہلے ہوئی۔ اور بروایت وہ جنگ اجنادین میں شہید ہوئے تھے۔ عیاض بن غنم کے ساتھ انہیں جو واقعہ پیش آتا تھا۔ وہ ہم عیاض کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے، جو اوامر کا حکم دیتے اور نواہی سے روکتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے سامنے جب کسی ناپسندیدہ کام کا ذکر ہوتا، تو فرماتے، جب تک میں اور ہشام زندہ ہیں۔ ایسی بات نہیں ہو سکتی۔

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسناد ہم ابو عیسیٰ ترمذی سے بیان کیا کہ ہم سے حسن بن علی کے علاوہ اور کئی لوگوں نے بیان کیا۔ کہ ان سے عبد الرزاق نے، ان سے معمر نے ان سے زہری نے ان سے عروہ نے، ان سے مسور بن محترمہ اور عبد الرحمن بن عبد القاری نے بیان کیا، کہ انہوں نے حضرت عمرؓ کو کہتے سنا۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کے حین حیات میں ایک ایسے مقام سے گزرے۔ جہاں جناب

ہشام نماز پڑھا رہے تھے۔ اور سورہ فرقان کی قرأت کر رہے تھے۔ اس کے دوران میں انہوں نے بعض آیات کی قرأت ایسے طریقے پر کی۔ جو اس قرأت کے خلاف تھی، جو حضرت عمرؓ نے آپ سے سنی تھی۔ وہ اثنائے نماز ہی میں ان پر جھپٹنا چاہتے تھے۔ لیکن انہوں نے نماز کے ختم کرنے کا انتظار کیا۔ جب وہ فارغ ہوئے، تو حضرت عمرؓ نے ان کی چادر کو کھینچا۔ اور دریافت کیا، کہ تمہیں یہ آیات کس نے پڑھائی ہیں۔ انہوں نے رسول اکرمؐ کا نام لیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا تم غلط کہتے ہو، کیونکہ میں نے بھی یہ سورت آپ ہی سے پڑھی ہے وہ انہیں گھسیٹ کر حضورؐ کے پاس لے گئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ! ہشام نے سورہ فرقان کی کچھ آیات کی تلاوت ایسے طریقے پر کی ہے، کہ جس طریقے پر حضورؐ نے مجھے پڑھائی تھیں۔ اس کی تلاوت اس سے مختلف ہے، آپ نے جناب ہشام سے فرمایا، اچھا تم وہ آیات پڑھو۔ انہوں نے وہ آیات پڑھیں۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہاری قرأت درست ہے۔ بعدہ آپ نے حضرت عمرؓ کو ان آیات کی تلاوت کا حکم دیا، انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ تو آپ نے فرمایا۔ تمہاری قرأت بھی درست ہے۔ اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ قرآن حکیم عرب کے سات لہجوں کے مطابق نازل ہوا ہے۔ تمہیں جو قرأت آسان معلوم ہو۔ وہ اپنالو۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابن مندہ نے ہشام بن حکیم بن حزام مخزومی کو خولید بن اسد کی اولاد سے شمار کیا ہے۔ یہ بات ایک عالم سے بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے، کہ وہ ایک آدمی کو مخزومی لکھ کر اس کے سلسلہ نسب کو بنو اسد تک نے جائے۔ حالانکہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں، کہ وہ اسدی ہیں۔ اور جن لوگوں نے انہیں مخزومی لکھا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ نیز ابو نعیم کا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ جناب ہشام اجنادین میں شہید ہوئے تھے، کیونکہ ۱۳ ہجری میں جنگ اجنادین میں شہید ہونے والے ہشام بن عاص تھے۔ نیز ہشام بن حکیم بن حزام کا قصہ جو عیاض بن غنم کے ساتھ پیش آیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ جنگ اجنادین میں شہید نہیں ہوئے تھے۔ کیونکہ ابو نعیم نے باسنادہ بیان کیا ہے کہ جناب ہشام نے حمص میں عیاض بن غنم کو یہ دیکھا کہ وہ بظیلوں کے ایک گروہ سے وصولی جزیہ میں سختی سے پیش آ رہے تھے۔ جب جناب ہشام نے دیکھا، تو کہنے لگے، اسے عیاض! کیا تمہیں معلوم نہیں، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جو شخص دنیا میں کسی کو دکھ دیتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں عذاب دے گا۔ اور حمص کی فتح۔ اجنادین کی فتح سے بہت بعد میں واقع ہوئی۔ مزید تفصیل کے لئے تاریخ الکامل کا مطالعہ کیجئے۔

(۱۹۹) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے ابو الزبیر نے روایت کی، کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں آیا۔ اور کہتے لگا۔ یا رسول اللہ! میرے پاس ایک ایسی عورت ہے جو کسی چھونے والے ہاتھ سے بدکتی نہیں۔ فرمایا۔ اسے طلاق دے دو۔ اس نے عرض کیا، میں اسے پستد کرتا ہوں۔ اور وہ مجھے چاہتی ہے۔ فرمایا۔ اسے استعمال کر۔ بقول ابن اثیر اس میں اختلاف ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۰) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن صباہ بن حزن بن سیار بن عبد اللہ بن کلیب بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد مناہ بن کنانہ الکنانی لیشی، ان کے بھائی کا نام مقیش بن صباہ تھا۔ ابو صالح نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی، کہ مقیش کے بھائی ہشام کو کسی نے بنو نجار میں سے قتل کر دیا۔ مقیش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں معاملہ پیش کیا حضور نے زہیر بن عیاض فہری کو مقیش کے ساتھ بنو نجار کے پاس روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا، کہ اگر ہشام بن صباہ کے قاتل کو جانتے ہو تو اسے مقیش کے حوالے کر دو۔ اور اگر نہیں جانتے، تو خون بہا ادا کرو۔ بنو نجار نے باہم مل کر خون بہا جمع کیا۔ اور مقیش کے حوالے کر دیا جب مقیش خون بہا وصول کر چکا، تو اس نے زہیر کو قتل کر دیا۔ اور مرتد ہو کر بھاگ گیا، اس موقع پر اس نے کچھ اشعار کہے، جن میں سے ایک شعر درج ذیل ہے۔

فادرت ثاری واضطجعت وسادة - وکنت من الاسلام اول راجع

(ترجمہ) میں نے انتقام لے لیا، اور بستر پر آرام سے لیٹ گیا۔ اور میں اسلام سے پہلے ہی منحرف ہو چکا تھا۔

ابو عمر لکھتے ہیں، کہ جناب ہشام غزوہ ذی قرد میں ۶ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔ انہیں غلطی سے عبادہ بن صامت کے قبیلے سے ایک شخص نے کافر سمجھ کر قتل کر دیا تھا۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، کہ وہ غزوہ بنو مصلح میں ۶ ہجری میں قتل ہوئے تھے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبد اللہ بن

ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے روایت کی، کہ ہشام بن صباحہ (جو بنو فلال بن عوف بن عامر بن لیث بن بکر سے تھے) نے غزوہ مرسیع میں لڑائی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور یہ بڑے جوشیلے مسلمان تھے۔ میدان جنگ میں بنو عوف بن غزرج کے ایک آدمی سے ان کا آمتا سامنا ہو گیا۔ وہ جناب ہشام کو کافر سمجھا اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۱) (سیدنا، ہشام رضی اللہ عنہ)

بن عاص بن وائل بن ہاشم بن سعید بن سہم بن عمرو بن مصیض بن کعب بن لؤئی قرشی بھی ان کی والدہ کی کنیت ام حرمہ دختر ہشام بن مغیرہ تھی۔ یہ عمرو بن عاص کے بھائی اور قدیم الاسلام تھے حضور اکرمؐ ا بھی مکے ہی میں تھے، کہ جناب ہشام ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ حضورؐ ہجرت کر کے مدینے چلے گئے ہیں، تو جناب ہشام مکے آئے۔ تو ان کے قبیلے نے انہیں روک لیا اور پھر غزوہ خندق کے بعد دوبارہ ہجرت کر کے مدینے آئے۔ ہشام بڑے پارسا اور فاضل آدمی تھے اور عمرو بن عاص کے چھوٹے بھائی تھے۔ ایک روایت میں مذکور ہے۔ کہ حضور اکرمؐ ا بھی مکے ہی میں تھے کہ ان کے قبیلے نے انہیں روک لیا تھا۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابن عمر سے انہوں نے اپنے والد سے سنا۔ کہ جب ہم ہجرت کے لئے جمع ہوئے، تو میں عیاش بن ابی ربیعہ اور ہشام بن عاص نے بنو غفار کے حوض کے پاس اکٹھا ہونے کا وعدہ کیا۔ اور طے یہ پایا۔ کہ جو شخص مقررہ صبح کو وہاں نہ پہنچ سکا۔ تو یہ سمجھ لیا جائے گا۔ کہ اسے روک لیا گیا ہے، اور اس کے دوسرے دوسا تھیوں کو جانے کی اجازت ہوگی۔ چنانچہ مقررہ صبح کو میں اور عیاش تو مقام موعود پر پہنچ گئے۔ مگر ہشام نہ پہنچ سکے۔ ہم سمجھ گئے کہ وہ کسی مصیبت میں پھنس گیا ہے۔ اور اسی لئے نہیں آسکا۔

ہم نے مدینے کا رخ کیا۔ ہم دل میں یہ سوچتے چلے آ رہے تھے، کہ اللہ تعالیٰ اس قوم کی توبہ کو کیسے قبول کرے گا۔ جنہوں نے اللہ کو پہچانا، رسول پر ایمان لائے، اور دنیا کے مصائب سے ڈر کر دین سے رجوع کر لیا۔ اور ہم لوگ ان خیالات کا اظہار اپنے یارے میں کر رہے تھے۔ اس پر قرآن حکیم کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔

”قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسہم، فلا تقنطوا من رحمۃ اللہ“

الی آخرہ -

جب میں نے یہ آیت سنی، تو اپنے ہاتھ سے لکھ کر ہشام بن عاص کو بھجوائی۔ ہشام کہتے ہیں، جب یہ آیت مجھے موصول ہوئی۔ تو میں وادی ذی طوسی کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ چنانچہ اس آیت پر غور و غوض کرتا چلا آیا۔ تاکہ میں اس کے مفہوم تک رسائی حاصل کر سکوں۔ اس سے میں سمجھ گیا۔ کہ اس آیت کا نزول ہمارے بارے میں ہوا ہے۔ کیونکہ یہ خیال بار بار ہمارے ہی دلوں میں آ رہا تھا۔ پس میں اپنے اونٹ پر سوار ہوا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ایک روایت میں آیا ہے، کہ ہشام حضرت ابو بکرؓ کے دورِ خلافت میں جنگِ اجنادین میں ۱۳ ہجری میں شہید ہوئے۔ ایک دوسری روایت میں ہے، کہ وہ جنگِ یرموک میں شہید ہوئے۔ جناب ہشام نے عنان کے ایک آدمی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اس پر عنانیوں نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ پھر سواروں کا دستہ ان کی میت کو کچلتا ہوا گزر گیا۔ اور ان کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر ان کے بھائی جنگ سے فراغت کے بعد لوٹ کر آئے اور ان کے جسم کے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو جمع کر کے دفن کر دیا۔

خالد بن معدان سے مروی ہے کہ جب جنگِ اجنادین میں رومیوں کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ تو اس اثنا میں وہ ایک ایسے تنگ درے کے دہانے پر چاہنچے۔ جہاں سے ایک دقت میں صرف ایک آدمی گزر سکتا تھا۔ رومیوں نے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ جناب ہشام نے بڑھ کر ان پر حملہ کیا، اور وہ شہید ہو گئے۔ درہ بند ہو گیا۔ اور ایک ایک کر کے دشمن کا سارا لشکر ان کی میت کے اوپر سے گزر گیا۔ جب اسلامی لشکر رومیوں کے تعاقب میں اس مقام پر پہنچا۔ اور ان کی میت کو وہاں پڑا ہوا پایا۔ تو انہوں نے گوارا نہ کیا۔ کہ وہ خود یا ان کے گھوڑے ان کے جسم کے اوپر سے گزریں لشکر کا یہ توقف دیکھ کر حضرت عمرو بن عاص نے انہیں یوں مخاطب کیا، برادرانِ اسلام! میرے بھائی کو خدا نے شہادت کی نعمت سے سرفراز فرمایا، اور اس کی روح کو اپنی طرف اٹھالیا۔ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، یہ اس کا جسم ہے، اس لئے اسے روندنے میں کوئی عرج نہیں چنانچہ انہوں نے سواروں کے دستے کو گزرنے کا حکم دیا۔ پھر خود گزرے۔ اور ان کے بعد لشکر گزرا۔ جب دشمنوں کا تعاقب ختم ہوا۔ تو عمرو بن عاصؓ اس آئے۔ بھائی کے گوشت، ہڈیوں اور اعضاء کو جمع کیا۔ اور چمڑے کے ایک ٹکڑے میں ڈال کر زمین

میں دفن کر دیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث مروی ہے۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا۔ کہ عاص کے دونوں بیٹے مومن ہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۲) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن عاص بن ہشام بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی: ان کی والدہ کا نام عاتکہ تھا، جو ولید بن مغیرہ کی بیٹی اور خالد کی ہمیشہ تھیں۔ اور ہشام ابو جہل بن ہشام کے بھتیجے تھے۔ ان کا باپ عاص غزوہ بدر میں کفر کی حالت میں مارا گیا تھا۔ یہ روایت انہیں حضرت عمر بن خطاب نے قتل کیا تھا۔ اور عاص حضرت عمرؓ کا مامول تھا۔

ہشام فتح مکہ کے دن حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ کی پیٹھ سے کپڑا اتارا اور مہر نبوت پر ہاتھ رکھ لیا۔ آپ نے ان کے ہاتھ کو ہٹا کر تین دفعہ ان کے سینے پر ہاتھ مارا، اور فرمایا۔ اے خدا تو اس کے دل سے کینہ اور حسد دور فرما۔ اور ان میں ایک آدمی جس کی گردن ٹیڑھی تھی۔ اور جس کا نام محمد بن عبد الرحمن بن ہشام بن یحییٰ بن ہشام بن عاص تھا۔ کہا کرتے، کہ حضور اکرمؐ کی دعا کی وجہ سے ہم میں بغض اور کینہ کم ہے۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۳) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن امیہ بن زید بن حجاج بن مالک بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار الانصاری جاہلیت میں ان کا نام شہاب تھا، جو حضورؐ نے بدل کر ہشام کر دیا۔ ان کے والد عامر غزوہ احد میں شریک تھے جناب ہشام نے بعد میں بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ سعد بن ہشام کے والد ہیں، جنہوں نے حضرت عائشہؓ سے حضور اکرمؐ کے وتروں کے بارے میں دریافت کیا تھا۔ انہوں نے بصرے میں وفات پائی۔ ابو الربیع سلیمان بن ابوالبرکات، محمد بن محمد بن حمیس نے اپنے والد سے، انہوں نے ابوالنضر احمد بن عبد الباقی بن حسن بن طوق سے، انہوں نے ابوالقاسم نصر بن احمد بن المرجمی سے، انہوں نے ابو یعلیٰ موصلی سے، انہوں نے شیبان بن فروخ سے، انہوں نے سلیمان بن مغیرہ سے، انہوں نے حمید بن ہلال سے، انہوں نے ہشام بن عامر سے سنا، کہ انصار غزوہ احد کے بعد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی، یا رسول اللہ! ہم تمہوں اور تمہکان سے چور ہیں۔ شہدا کی تعداد اتنی زیادہ ہے۔ اب حضورؐ کا کیا

حکم ہے۔ قبریں تیار کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ فرمایا۔ ایک ایک قبر میں دو دو تین تین آدمی دفن کرتے جاؤ اور قبروں کو ذرا کشادہ اور گہرا کر دو۔ انہوں نے پھر پوچھا، کہ تقدیم و تاخیر میں کس قاعدے کو پیش نظر رکھیں۔ فرمایا۔ قرآن کو معیار بناؤ جسے دوسروں کے مقابلے میں قرآن زیادہ یاد ہو۔ اسے ترجیح دو، چنانچہ میرے والد نے دو انصار کو میرے سامنے حوالہ قبر کیا۔ شاید ایک انصار ہی کہا ہو۔

(۲۰۴) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد الشمس القرظی عیشمی؛ یہ معاویہ کے ماموں تھے، کنیت ابو حذیفہ اور نام ہشیم تھا۔ ایک روایت میں ہشیم مذکور ہے۔ وہ اور ان کے آزاد کردہ غلام سالم اور بحری میں جنگ یمامہ میں موجود تھے۔ نیز وہ غزوہ بدر کے مجاہدوں میں بھی شامل تھے۔ چونکہ وہ کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ اس لئے ہم ان کا ذکر وہاں زیادہ تفصیل سے لکھیں گے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۵) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ربیعہ بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوسی؛ اور جذیمہ نصر بن مالک کے بھائی مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں غنائم حنین سے سو کے لگ بھگ اونٹ عطا فرمائے تھے۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ رسول اکرم نے کئی آدمیوں کو سو کے لگ بھگ اونٹ دیئے تھے۔ ان میں سے ہشام بن عمرو بھی تھے، جو بنو عامر بن لوسی کے بھائی تھے۔ یہ وہی صاحب ہیں، جنہوں نے اس صحیفے کو جسے قریش نے بنو ہاشم سے مقاطعہ کے متعلق لکھ کر کیسے میں ٹھکا دیا تھا۔ اور جس میں تحریر تھا۔ کہ نہ بنو ہاشم کو کوئی چیز بیچیں گے اور نہ خریدیں گے اتار کر پھینک دیا تھا۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ اس صحیفے کے خلاف جس میں بنو ہاشم کے خلاف تمام قریش مکہ نے ایک عہد نامہ مرتب کیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد قریش کے کئی آدمی اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ لیکن اسے مسوخ العمل قرار دینے کے لئے جو کہ دار ہشام بن عمرو نے ادا کیا تھا، اس کی تعریف نہیں کی جاسکتی۔ کیونکہ وہ نضد بن ہاشم بن عبد مناف کے بھتیجے تھے اور نضد اور عمرو بھائی تھے۔ اور چونکہ ہشام اپنے قبیلے میں معزز اور محترم شمار ہوتے اس لئے وہ بنو ہاشم سے شعب

ابی طالب میں غلے چلے جایا کرتے تھے۔ جناب ہشام نے اس عہد نامے کے خاتمے اور اس میں اپنے کردار کا ذکر کیا ہے۔

تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ البتہ ابو عمر نے بہت اختصار سے کام لیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مجھے اس سے زیادہ کا علم نہیں، کہ ہشام بن عمرو مولفہ القلوب میں سے تھے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابن سہاق نے ان کا نسب نامہ اسی طرح بیان کیا ہے اور اس میں جذیمہ بن نصر بن مالک کا اضافہ کر دیا ہے۔ لیکن باقی لوگ اس کے خلاف ہیں۔ ابن کلبی نے ان کا نسب اس طرح لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتدائے ترجمہ میں درج کیا ہے۔ اسی طرح زبیر بن یحیٰ اور ابن ماکولا وغیرہ نے تخریر کیا ہے۔

(۲۰۶) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن قتادہ الرباوسی: انہوں نے رہا میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یہ لغوی کا قول ہے۔ ابو نعیم اور یحییٰ نے ان کا تتبع کیا ہے۔ جناب ہشام نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ اور ان سے قتادہ بن فضیل نے روایت کی۔

ابو موسیٰ نے اذنا ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یوسف سے انہوں نے نعیمی سے، انہوں نے ابو بکر بن زنجویہ سے، انہوں نے علی بن بحر سے، انہوں نے قتادہ بن فضیل بن عبد اللہ بن قتادہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے چچا ہشام بن قتادہ سے روایت کی، کہ جب حضور اکرم نے مجھے اپنی قوم کا سردار مقرر فرمایا۔ تو میں نے حضور اکرم کا ہاتھ پکڑ لیا اور آپ سے دعا کی التجا کی، اور حضور سے رخصت ہوا۔ آپ نے فرمایا، تقویٰ تیرا زاد سفر ہو۔ اللہ تیرے تصور معات فرمائے۔ اور تو جہاں بھی ہو۔ بھلائی تیرا استقبال کرے اور یہ روایت ہشام بن قتادہ نے اپنے والد سے بیان کی ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۰۷) (سیدنا ہشام رضی اللہ عنہ)

بن مغیرہ بن عاص: ابن ابی مریم نے ابو عثمان سے، انہوں نے ابی حازم سے، انہوں نے عمر بن ہشام سے، انہوں نے عمرو اور ہشام ریدہ دونوں ان کے بزرگ تھے، سے روایت کی، حضور اکرم نے فرمایا۔ قرآن خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے۔ اور قرآن حکیم کی بعض آیات دوسری آیات کی تصدیق کرتی ہیں۔ جن آیات کے مفہوم تک تمہاری رسائی ہو جائے (یعنی آیات محکمات، ان پر عمل کرو۔ اور جو آیات

تمہاری ذہنی گرفت میں نہ آسکیں (یعنی مشابہات، ان پر ایمان لاؤ۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(۲۰۸) (سیدنا، ہشام رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، کہ یہ ایک اور ہشام ہیں۔ اور جعفر نے ان کا نام لیا ہے اور باسنادہ عمران القطان سے، انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوفیٰ سے، انہوں نے سعد بن ہشام سے، انہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک آدمی، کہ جس کا نام شہاب تھا، کا ذکر آیا۔ تو آپ نے فرمایا، کہ آج سے تمہارا نام ہشام ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے، ممکن ہے، وہ ہشام بن عامر ہوں، جو سعد کے والد تھے۔

(۲۰۹) (سیدنا، ہشام رضی اللہ عنہ)

بن ولید بن مغیرہ مخزومی: خالد بن ولید کے بھائی اور مولفہ القلوب سے تھے، لیکن اس میں اشتباہ پایا جاتا ہے۔ ابو عمر نے اختصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۰) (سیدنا، ہشام رضی اللہ عنہ)

ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس قرشی عیشمی: ابن شاہین نے محمد بن سعد سے یہی نام بیان کیا ہے۔ ہم کنیتوں کے عنوان کے تحت پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۱) (سیدنا، ہلال رضی اللہ عنہ)

اسلمی: ان کی بیٹی ام ہلال نے ان سے روایت کی۔ ابو فرہانس بن عیاض نے محمد بن ابی یحییٰ اسلمی سے، انہوں نے اپنی والدہ سے سنا، کہ انہیں ام ہلال دختر ہلال نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا۔ کہ بھڑکا بچہ قربانی کے لئے جائز ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۲) (سیدنا، ہلال رضی اللہ عنہ)

بن امیر بن عامر بن قیس بن عبد الاعلم بن عامر بن کعب بن واقف: اور ان کا نام مالک امرؤ القیس بن اوس الصاری واقفی ہے۔ معرکہ ہائے بدر اور احد میں موجود تھے قدیم الاسلام تھے اور بنو واقف کے بت انہوں ہی نے توڑے تھے۔ فتح مکہ کے موقع پر ان کی قوم کا ٹھنڈا ان کے پاس تھا۔ ان کی والدہ کا نام انیسہ تھا، جو ہدم کی بیٹی اور کلثوم بن ہدم کی بہن تھیں ہدم وہی صاحب ہیں

جن کے پاس حضور اکرمؐ نے ہجرتِ مدینہ کے موقع پر قیام فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنی بیوی سے لعان کیا تھا۔ اور اسے شریک بن سحاء سے مطعون کیا تھا۔ اور یہ ان تین حضرات میں شامل تھے جو کاہلی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں شامل نہ ہو سکے تھے۔ ان کے علاوہ کعب بن مالک اور مرارہ بن ربیع تھے۔ جن کے بارے میں "و علی الثلاثة الذین خلفوا" آیت نازل ہوئی تھی۔ لعان کا واقعہ ہم نے شریک بن سحاء کے ترجمے میں اور ان کے تخلف کا ذکر کعب بن مالک کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ) (۲۱۳)

بن حارث ابو الجمل :- ہم ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان کریں گے کیونکہ یہ اپنی کنیت کی وجہ سے مشہور تھے۔ وہ شامی تھے۔ ابو عمر نے مختصراً اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن یہ ابو عمر کا وہم ہے۔ کیونکہ ان کی کنیت ابو الجمراء تھی۔

ابو الجمل کے ترجمے میں ہم اسے بیان کریں گے۔

(سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ) (۲۱۴)

بن الجمراء: ایک روایت کے رو سے ان کا نام ہلال بن حارث ابو الجمراء ہے اور یہی درست ہے اور ایک روایت میں ان کا نام ہانئ بن حارث ابو الجمراء خادم رسول اکرمؐ مذکور ہے۔ انہوں نے حمص میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ امام بخاری لکھتے ہیں، انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن ان کی حدیث درست نہیں۔

ابو اسحاق بسعی نے، ابو داؤد القاص سے، انہوں نے ابو الجمراء سے روایت کی، کہ وہ ایک مہینہ مدینے میں ٹھہرے رہے، انہوں نے دیکھا، کہ رسول اکرمؐ ہر روز صبح کو حضرت علیؓ کے مکان پر تشریف لاتے۔ الصلوٰۃ، الصلوٰۃ فرماتے اور پھر آیت تطہیر کی تلاوت کرتے، واللہ اعلم۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے ان کا نام ابن الجمراء ابو الجمراء لکھا ہے اور یہی درست ہے۔

(سیدنا ہلال رضی اللہ عنہ) (۲۱۵)

بن حکم (اگر ثابت ہو) فلح بن سلیمان نے ہلال بن علی سے، انہوں نے عطاء بن یسار سے، انہوں نے ہلال بن حکم سے روایت کی، کہ جب وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور آپؐ سے دینی امور

کی تعلیم حاصل کی، تو ان میں ایک بات یہ بھی تھی، کہ جب پھینک آئے تو الحمد للہ کہنا چاہیے، اور اگر دوسرے آدمی کو پھینک آئے، تو اس کے الحمد للہ کے جواب میں یہ حکم اللہ کہنا چاہیے۔

حضور اکرمؐ ایک دن نماز پڑھا رہے تھے، دوران نماز میں ایک شخص کو پھینک آئی، تو میں نے بلند آواز میں یہ حکم اللہ کہہ دیا، اس پر تمام نمازیوں نے مجھے گھورنا شروع کر دیا۔ میں نے ان سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے، کہ مجھے گھور رہے ہو۔ جب نماز ختم ہوئی، تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ نماز میں کون بول رہا تھا صحابہ نے میرا نام لیا۔ حضورؐ نے مجھے اپنے پاس بلایا۔ اور فرمایا۔ دیکھو میاں اعرابی! نماز میں قرآن کی قرأت کی جاتی ہے اور اللہ کو یاد کیا جاتا ہے۔ جب تم نماز پڑھنے لگو، تو تمہیں بھی یہی کچھ کرنا چاہیے۔ ہلال بن حکم کہتے ہیں، کہ میں نے آپ سے بڑھ کر کوئی معلم نرمی سے بات کرنے والا نہیں دیکھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ اس واقعہ کا انتساب معاویہ بن حکم سے کیا گیا ہے۔ لیکن یہ وہم ہے۔

(سیدنا، ہلال (رضی اللہ عنہ) (۲۱۶)

بن ابی خولی: اور ابو خولی کا نام عمرو بن زہیر بن خلیثمہ بن ابی حمران نعمان تھا (اور ابو حمران نعمان کا نام: حارث بن معاویہ بن حارث بن مالک بن عوف بن سعد بن عوف بن حرم بن جعیفی الجعفی تھا۔ جو عدی بن کعب اور خطاب حضرت عمرؓ کے والد کے حلیف تھے) بقول موسیٰ بن عقبہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں۔ کہ خولی اور مالک دونوں ابو خولی کے بیٹے تھے۔ سب بدر میں شریک تھے۔ ہشام بن کلیبی لکھتے ہیں۔ کہ خولی بن ابو خولی، مع اپنے بھائیوں ہلال اور عبداللہ کے غزوہ بدر میں موجود تھے لیکن انہوں نے مالک بن خولی کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، ہلال (رضی اللہ عنہ) (۲۱۷)

بن ربیعہ: انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن ان کی حدیث مرسل ہے۔ عبدالرحمان بن بشیر نے محمد بن اسحاق سے، انہوں نے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے انہوں نے ہلال بن ربیعہ سے روایت کی۔ کہ نبو عائدہ مخزومی کی تلوار غزوہ بدر میں ان کے ہاتھ لگ گئی۔ جب رسول اکرمؐ نے مال غنیمت کی واپسی کا حکم دیا۔ تو میں نے اسے مال غنیمت کے ڈبھیر میں پھینک دیا جسے ارقم بن ابی ارقم نے پہچان لیا۔ چنانچہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے مانگ لی اور آپ نے انہیں عطا

فرمادی۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔

ابونعیم نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ بعض متاخرین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے ابونعیم لکھتے ہیں، کہ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ لیکن ان کی حدیث مرسل ہے، جسے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کیا ہے۔ نیز وہ مالک بن ربیعہ ابواسید الساعدی تھے، جنہیں اس نے ہلال بن عامر بنادی اور حدیث کی روایت ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق سے کی ہے۔ اور مالک بن ربیعہ کا نام لیا اور یہی صحیح ہے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبید اللہ سے انہوں نے نبوساعدہ کے بعض لوگوں سے، انہوں نے ابی اسید سے سنا، کہ ہلال بن ربیعہ نے کہا کہ مجھے نبوعائد کی تلوا سن گئی اور واقعہ کو اسی طرح بیان کیا۔ اور تلوار کا نام مرزبان تھا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۱۸) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن سعد۔ انہوں نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں شہد بطور تحفے کے پیش کیا۔ جو آپ نے قبول کر لیا۔ دوبارہ اسی طرح شہد پیش کیا۔ اور کہا کہ یہ صدقہ ہے۔ حضورؐ نے حکم دیا کہ اسے صدقات میں شامل کر دیا جائے، اس سے علماء نے استنباط کیا، کہ شہد سے بھی زکات وصول کی جاسکتی ہے۔ لیکن یہ حدیث منقطع الاسناد ہے۔ ابو عمر اور ابوموسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۲۱۹) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

سمعان نے بیان کیا۔ کہ انہیں عبید الوہاب بن علی نے باسنادہ، سلیمان بن اشعث سے انہوں نے احمد بن شعیب حرانی سے، انہوں نے موسیٰ بن اعیین سے، انہوں نے عمرو بن حارث المصری سے انہوں نے عمرو بن شعیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ نبوسمعان کے ایک آدمی، جن کا نام ہلال تھا، حضورؐ کی خدمت میں شہد کا عشرے کر آئے۔ اور درخواست کی، کہ وادی سلیمہ ان کی تحویل میں دے دی جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ جب حضرت عمرؓ کا دور خلافت آیا، توسفیان بن وہب نے خلیفہ سے اس وادی کے بارے میں دریافت کیا۔ خلیفہ نے لکھا، کہ اگر ہلال تمہیں بھی وہ مواجبات ادا کرتا رہے جو حضورؐ کو ادا کرتا

تھا، تو وادی کو اس کی تحویل میں رہنے دو۔ ورنہ اسے شہد کی مکھی سمجھو جو چاہے، اس سے فائدہ اٹھانے
اصحاب ابو حنیفہ نے اس واقعہ کو کتب فقہ میں نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(۲۲۰) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن عامر از بنو نیر :- ان کی کنیت ابن سحیم تھی۔ ان کے والد کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، یہ ابن
مندہ کا قول ہے۔ اور انہوں نے با ستادہ وہب سے، انہوں نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابہ سے
انہوں نے قبیبہ سے روایت کی، اور ان کے سوا باقی لوگوں نے ہلال بن عامر سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ
کے زمانے میں ایک دفعہ سورج کو گرہن لگا۔ اور حدیث بیان کی۔ اور ایک دوسرے اسناد سے، جریر بن
حازم سے روایت کی، کہ ایک آدمی مجلس ایوب میں بیٹھا ہوا تھا، کہ مجھ سے قرہ بن عمرو نیری نے بیان
کیا۔ کہ رسول اکرمؐ نے، صخاک بن قیس کو صدقات جمع کرنے کو روانہ کیا۔ جب وہ واپس آئے، تو حضورؐ نے
فرمایا تم نیر بن عامر، ہلال بن عامر اور عامر بن ربیعہ کے ہاں گئے ہو۔ اور ان کے بہترین جانور ہانک
لائے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں نے آپ کو جہاد کا ذکر کرتے سنا۔ اس لئے میں نے
مناسب جانا۔ کہ بہترین جانور لے کر جاؤں۔ تاکہ ان سے سواری اور بار برداری کا کام لیا جاسکے حضور
اکرمؐ نے فرمایا، واپس جاؤ، اور ان کے اعلیٰ جانور واپس کر کے معمولی درجے کے جانور لے آؤ۔
ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ ہلال بن عامر بن قبیبہ الہلالی کا ذکر اور ان کا ترجمہ جو عمر نے اسی طرح لکھا ہے
اور کسوف شمس کی حدیث بیان کی ہے، لیکن یہ وہم ہے اور ہمیں صحیح بات ابو العباس احمد بن حسین بن
ابو ذر صالحانی نے اپنے دادا سے، انہوں نے ابو الیشخ حانق سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن رستہ سے
انہوں نے معاویہ بن عمران بن واہب بن سوار الجرمی سے، انہوں نے انیسہ بن سوار الجرمی سے، انہوں
نے ایوب سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے ہلال بن عاصم بن قبیبہ ہلالی سے روایت کی، کہ
حضور اکرمؐ کے عہد میں ایسا زبردست سورج گرہن لگا۔ کہ دن کو تار سے نمودار ہو گئے تھے۔ اس روایت
میں عاصم بن قبیبہ کا نام مذکور ہے۔ حالانکہ ہوتا چاہیے۔ "ہلال بن عاصم بن قبیبہ" ابو موسیٰ اور ابن
مندہ ہر دو نے یہ واقعہ بیان کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ پر ابو موسیٰ کے استدراک کی کوئی وجہ نہیں معلوم
ہوتی۔ اور حالانکہ انہیں غلط بات لکھنے کی عادت نہیں۔

(۲۲۱) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن عامر المزنی، محمد بن عبید اللہ ثقفی نے ابو فزارہ کے شیخ سے، جس نے ہلال بن عامر المزنی وغیرہ سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک سفید خچر یا ادنٹ پر سوار دیکھا ابو موسیٰ نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ نیز وہ لکھتے ہیں کہ ہم ہلال بن عامر کا ذکر نمبر بن عامر کے ترجمے میں کر آئے ہیں

(۲۲۲) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن علقہ، جنگ قادسیہ میں شہید ہوئے۔ حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے دریائے دجلہ کو عبور کیا۔ وہ ہلال بن علقہ تھے۔ شعبی کہتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے دریائے دجلہ میں گھوڑا ڈالا۔ وہ سعد تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق دریا کو عبور کرنے والے ابو عبید القیس کے ایک آدمی تھے۔ ابو عمر نے ہلال بن علقہ کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ مجھے ان سے کوئی روایت نہیں پہنچی۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ عبور دجلہ کا واقعہ جنگ قادسیہ کے موقع پر پیش نہیں آیا۔ کیونکہ دریائے دجلہ اور قادسیہ میں بڑا فاصلہ حائل ہے۔ ان دونوں کے درمیان جو نہر میں حائل ہیں۔ ان میں سے ایک تو وہ نہر ہے جو اس قرب و جوار کی زمینوں کو سیراب کرتی ہے۔ جن میں قادسیہ، حیرہ اور آس پاس کے علاقے شامل ہیں۔ نیز دریائے فرات اور دریائے نیل بھی درمیان میں حائل ہیں (تہ معلوم دریائے نیل سے ابن اثیر کی کیا مراد ہے۔ کیونکہ نیل تو براعظم افریقہ میں ہے اور قادسیہ ایشیا میں مترجم) اور مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو اس وقت عبور کیا۔ جب وہ ایرانیوں کو قادسیہ میں شکست دے چکے تھے اور نیز مدائن کا مغربی حصہ بھی فتح کر چکے تھے۔ دریائے دجلہ کو عبور کرنے کی نوبت اس وقت آئی۔ جب مسلمانوں نے مدائن کے مشرقی حصے کو جس میں کسری کے محلات واقع تھے۔ فتح کرنے کے لئے چڑھائی کی۔ اس موقع پر مسلمانوں نے دریائے دجلہ کو گھوڑوں پر عبور کیا تھا۔ (مزید تفصیل کے لئے علامہ کی الکامل فی التاریخ کا مطالعہ کیجئے۔)

(۲۲۳) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ یا ہلال بن مروان اشجعی، بروع دختر و اشق کے شوہر تھے۔ انہیں ہم نے ان لوگوں میں ذکر کیا ہے۔ جن کا نام جراح تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(۲۲۳) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن معلیٰ بن لوزان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن عبدمنہ بن جلیب بن عبد رثہ بن مالک بن غصیب بن ہشتم بن خزرج الصاری خزرجی۔ ان کا تعلق نبی ہشتم بن خزرج سے تھا۔ غزوہ بدر میں اپنے بھائی رافع کے ساتھ شریک تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں، کہ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق کی بھی یہی رائے ہے۔ ابو حاتم بن حبان نے اپنی تاریخ میں یہی لکھا ہے۔

(۲۲۵) (سیدنا) ہلال (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ہلال اسلمی ان سے ان کی بیٹی ام ہلال نے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھڑکے بچے کی قربانی کو جائز قرار دیا تھا۔ اس حدیث کی راویہ ان کی لڑکی ہے اور حدیث میں ان کے والد کا ذکر نہیں آیا۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۶) (سیدنا) ہلب (رضی اللہ عنہ)

بن وکیع بن بشر بن عمرو بن عدس بن زید بن عبد اللہ بن دارم الیمینی دارمی؛ جنگ جمل میں حضرت عائشہ کے لشکر میں تھے۔ میدان جنگ میں مارے گئے۔ ابو عمر نے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۲۲۷) (سیدنا) ہلب (رضی اللہ عنہ)

طائی قبیلہ کے والد تھے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری نے زید بن قنافہ اور ایک اور روایت کے رو سے ان کا نام زید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی ابن احزم آیا ہے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ الکلبی کہتے ہیں، ان کا نام سلافہ بن زید بن عدی بن قنافہ بن عدی بن عبد شمس بن عدی بن احزم ہے۔ وہ اور عدی بن احزم طائی عدی بن احزم میں اکٹھے ہو گئے ہیں۔

انہیں ہلب اس لئے کہتے تھے، کہ گننے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد ان کے سر پر بے تحاشا بال آگ آئے۔ چنانچہ ان کا لقب ہلب پڑ گیا۔ وہ کوئی ہیں۔ ان کے بیٹے قبیلہ نے ان سے روایت کی کہ کئی آدمیوں نے اپنے اپنے اسناد سے جو محمد بن علی تک پہنچتا ہے، قتیبہ سے، انہوں نے ابو الاحوص سے، انہوں نے سماک بن حرب سے، انہوں نے قبیلہ بن

ہلب سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ جب رسول کریمؐ وضو فرماتے، تو بائیں ہاتھ کو دائیں سے پکڑ لیتے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۸) (سیدنا، ہلو اب رضی اللہ عنہ)

اسم بن ساعدہ کے دادا تھے۔ ہم نے اسم کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اسے مختصراً بیان کیا ہے۔

(۲۲۹) (سیدنا، ہمام رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن صمرہ، غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ مجھے ان سے کسی روایت کا علم نہیں۔

(۲۳۰) (سیدنا، ہمام رضی اللہ عنہ)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے ابو الزبیر نے روایت کی، کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، یا رسول اللہ میری ایک بیوی ہے، جو کسی چھوٹے والے کے ہاتھ کو پاس نہیں آنے دیتی ابو موسیٰ نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔ اور یہی الفاظ بسم ہشامؓ مولائے رسول کریمؐ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہم یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بلاشبہ یہ لفظ اول الذکر کی تصحیف ہے،

(۲۳۱) (سیدنا، ہمام رضی اللہ عنہ)

بن زید بن والیہ، ابو یوسف یعقوب بن محمد صیدلانی نے سہل بن عمار سے انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن محمد سے روایت کی، کہ جب ہمام بن زید بن والیہ کوفے میں داخل ہوئے، تو جس آدمی کے پاس سے گزرتے، سلام کہتے۔ مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بچہ، اور کہتے، کہ حضور اکرمؐ نے ہمیں سلام کو پھیلانے کا حکم دیا ہے۔ ہمام کہتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک چادر اور ڈھائی تھی اور لکڑی کا ایک پیالہ عطا فرمایا تھا۔ لوگ اس پیالے میں پانی پیتے، اور اس چادر کو تبر کا پھوتے ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو عبد اللہ حاکم نے انہیں ان صحابہ میں شمار کیا ہے۔ جو خراسان چلے گئے تھے۔

(۲۳۲) (سیدنا، ہمام رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن معاویہ عبیدی، ہم ان کا نسب مزیدہ بن مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں

وہ اور ان کے بھائی عبیدہ دونوں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ یہ کلیبی کا قول ہے۔

(۲۳۳) (سیدنا، ہمیشہ) (رضی اللہ عنہ)

بن دمن بن عبید بن مالک: یہ اپنے بھائی قبیبہ کے پاس آئے، اور دونوں نے آپؐ کی بیعت کی۔ اور حضورؐ نے دونوں کو طائف میں اتارا۔ اور دونوں بنو ثقیف میں ٹھہرے، ابونصر اور ابن ماکولہ دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳۴) (سیدنا، ہمیشہ) (رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ بن ہند: ایک روایت کے مطابق ان کا نسب ہند بن حارثہ بن سعید بن عبد اللہ بن غیاث بن سعد بن عمرو بن عامر بن ثعلبہ بن مالک بن اقصیٰ و مالک بن اقصیٰ ہے۔ بقول ابو عمر ہند اسم حجازی کے بھائی تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کے خیال میں ان کا نسب یوں تھا۔ ہند بن اسماء بن حارثہ بن ہند اسلمی۔ ابو نعیم لکھتے ہیں، کہ ایک روایت میں ہند بن حارثہ مذکور ہے ابن کلیبی نے ان کے بھائی کا نام اسماء بن حارثہ لکھا ہے۔ اور ابو عمر کی طرح ہند کو اسماء بن حارثہ کا بھائی لکھا ہے۔ اور یہ وہی صاحب ہیں، جنہیں حضور اکرمؐ نے حکم دیا تھا۔ کہ اپنی قوم کو کہو کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھیں۔ اور ابن مندہ نے ان کے بھائی اسماء کا نسب ابو عمر کی طرح تحریر کیا تھا۔ اور سب نے انہیں اسمی قرار دیا ہے حالانکہ وہ مالک بن اقصیٰ کے قبیلے سے ہیں۔ جو اسم بن اقصیٰ کے بھائی تھے، اور اسم کی شہرت کی وجہ سے مالک کا خاندان بھی اسمی کہلاتا تھا۔ جناب ہند سے ان کے بیٹے حبیب نے روایت کی کہ وہ آٹھ بھائی تھے، اور سب نے اسلام قبول کر لیا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوتے رہے۔ چنانچہ بیعت رضوان کے موقع پر یہ سب بھائی موجود تھے۔

ان کے نام حسب ذیل تھے (۱) اسماء (۲) ہند (۳) خراش (۴) ذؤب (۵) حمران (۶) فضالہ (۷) سلمہ (۸) مالک۔ ان میں سے ہند اور اسماء عرسے تک حضور اکرمؐ کی خدمت سے بہرہ ور ہوتے رہے دونوں بھائی اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے، کہ وہ ایک لمبے عرسے تک ان بھائیوں کو حضورؐ کی خدمت گزاروں میں مصروف دیکھتے رہے۔ یہ ہند۔ ہند بن ہند کے والد ہیں جن سے عبد الرحمان بن حرمہ نے درج ذیل حدیث روایت کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یعقوب بن ابراہیم

سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے عبد اللہ بن محمد سے انہوں نے حبیب بن ہند بن اسماء سلمی سے، انہوں نے اپنے والد ہند سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے مجھے اپنے قبیلے بنو اسلم کی طرف یہ حکم دے کر روانہ فرمایا، کہ آج عاشورہ کا دن ہے، اس لئے سب لوگ روزہ رکھیں۔ اور جن لوگوں نے صبح کو کچھ کھا پی لیا ہے انہیں چاہئے کہ اس کے بعد کچھ نہ کھائیں پئیں۔

امام احمد بن حنبل نے، اپنے مجموعہ احادیث میں ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے، جس طرح کہ ابن مندہ اور ابو نعیم نے کیا ہے۔ لیکن ابن ماکولانے ان کا نام ہند بن حارثہ کی بجائے ہند بن جاریہ تحریر کیا ہے، اور ان کا نسب نہیں لکھا۔ اور صرف اتنا لکھنے پر اکتفا کیا، کہ جناب ہند اسماء ام غیرہ کے بھائی ہیں، اور اس باب میں اختلاف ہے، عجب تر انیکہ جناب ہند کو تو حارثہ کا بیٹا نہیں لکھا۔ لیکن ان کے بھائی اسماء کو حارثہ کا بیٹا لکھ دیا ہے۔ غالباً انہوں (ابن ماکولا) نے ہند کے بجائے ان کے بھائی اسماء کا نام لکھنا کافی سمجھا۔ اگر صورت حال یہ ہے، تو اس صورت میں ہند بن جاریہ اس ہند سے مختلف ہوگا۔ جو اسماء کا بھائی ہے۔ اور اگر جاریہ کے بارے میں علماء میں اختلاف پایا جاتا ہے، تو کیا اسی لئے ابن ماکولانے اسماء کے والد کا نام حارثہ لکھا اور ہند کے والد کا نام جاریہ۔ لیکن یہ غلط ہے۔ اور یہ ان کی عادت ہے، کہ ایک ہی جگہ پر دو مختلف باتیں لکھ دیتے ہیں۔ کیونکہ صحیح بات یہ ہے، کہ دونوں کے والد کا نام حارثہ تھا۔ واللہ اعلم

(۲۳۵) (سیدنا ہند رضی اللہ عنہ)

بن ابی ہالہ: ہم ان کا نسب پہلے بیان کر آئے ہیں۔ وہ تمیمی ہیں، اور بنو اسید بن عمرو بن تمیم سے ہیں۔ جناب ہند رسول اکرمؐ کے ربیب تھے۔ اور ان کی والدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ تھیں، جو بعد میں آپؐ کی زوجیت سے مشرف ہوئیں حضرت زینبؓ، رقیہؓ۔ ام کلثومؓ اور فاطمہؓ ان کی اخیانی بہنیں ہیں اور ان کے والد بنو عبد الدار کے حلیف تھے۔

ابو ہالہ کے نام کے متعلق علماء میں اختلاف ہے۔ ایک روایت میں نباش بن زرارہ بن وقدان ایک دوسری میں مالک بن زرارہ بن نباش اور تیسری میں مالک بن نباش بن زرارہ مذکور ہے یہ ابن الزبیر کا قول ہے۔ لیکن علمائے نسب کا ان کے نام میں اختلاف ہے۔ ابن کلیبی نے ابو ہالہ

ہند بن نباش بن ذرارہ تحریر کیا ہے۔ حضرت خدیجہ کے لطن سے ہند پیدا ہوئے۔ جو غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ان کے بیٹے اور پوتے کا نام بھی ہند تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ غزوہ احد میں بھی موجود تھے۔ اور جنگ جمل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے اور اس جنگ میں مارے گئے۔ ایک اور روایت میں مذکور ہے، کہ ہند بن ہند بصرہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جہاں وہ لا ولد فوت ہو گئے۔ جناب ہند بن ابی ہالہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا علیہ مبارک درج ذیل حدیث میں بیان کیا تھا ابو العباس احمد بن عثمان بن ابی علی اور حسین بن یوحنا بن اتویہ بن نعمان البیادری نے فضل بن محمد بن عبد الواحد بن عبد الرحمن نسبی سے، انہوں نے ابو القاسم احمد بن منصور الحکلی البلیخی سے، انہوں نے ابو القاسم علی بن احمد بن محمد خزاعی سے، انہوں نے ابو سعید البیہشم بن کلیب بن شریح بن معقل الشاشی سے، انہوں نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے سفیان بن وکیع سے، انہوں نے جمیع بن عمر بن عبد الرحمن عجمی سے (انہوں نے اپنی کتاب سے املا کرائی) اور بیان کیا۔ کہ انہیں ایک شخص نے جو بنو تمیم سے ابو ہالہ کی پشت سے تھا۔ اور جس کی کنیت ابو عبد اللہ تھی، ابن ابو ہالہ سے انہوں نے حسن بن علی سے روایت کی کہ میں نے اپنے ماموں ہند بن ابو ہالہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیے مبارک کے بارے میں دریافت کیا۔ میری خواہش تھی، کہ وہ مجھے حضور اکرم کے متعلق ایسی باتیں بتائیں جو میں یاد رکھوں چنانچہ انہوں نے بتایا۔

کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوبصورت اور پُر رعب شخصیت کے مالک تھے، آپ کا چہرہ اس طرح چمکتا تھا۔ جس طرح چودھویں کی رات کو چاند چمکتا ہے۔ آپ ٹھکنے والے سے لمبے اور طویل قامت سے پھوٹے تھے (آپ کا قد درمیانہ تھا) سر بڑا تھا۔ بالے ایسے تھے۔ کہ اگر درمیانے میںے مانگ نکالے جاتے، تو علیحدہ علیحدہ رہتے، ورنہ نہ۔ بالے بڑھ جاتے، تو کانوں کے لوڑے تک پہنچ جاتے۔ رنگ سفید تھا، اور پیشانی کشادہ تھی بھریے لمبے اور کشادہ تھیں۔ اور درمیانے میںے پیوستہ نہ تھیں۔ دونوں بھوڑوں کے درمیانے ایک رگ تھی جو

غصے کی حالت میں پھر کے لگ جاتی۔ ناک سیدھی (ستوانہ) تھی، جس سے چمک سی، اٹھتی معلوم ہوتی۔ ڈاڑھی گھنی سے، رخسار ہموار، دہانہ ذرا چوڑا اور ہونٹ باہم پیوستہ، دانتوں میں باہم فاصلہ تھا۔ گردن لمبی اور چاندی کے طرح سفید تھی بدن کسا ہوا، پیٹ اور سینہ ہموار تھے۔ سینہ چوڑا تھا، اور دونوں کندھوں کے درمیان کافی فاصلہ تھا، آپ کے جوڑ مضبوط تھے، ریشہ اور صاف۔ سینے سے ناف تک بالوں کے ایک تیلے سے لکیر تھی پیٹ اور پستان بغیر بالوں کے تھے۔ بازوؤں اور کندھوں پر کافی بالے تھے، سینہ اٹھا ہوا تھا، بازو لمبے، ہتھیلی چوڑی، ہاتھ اور پاؤں گداز تھے۔ پونچا بڑا تھا۔ بازو لمبے تھے، آپ کے پاؤں کے تلوے زمیں سے اٹھے ہوئے نہ تھے۔ دونوں برابر تھے۔ اور ان سے پانی بہ جاتا۔ آپ زمیں پر آہستہ قدم رکھتے۔ چلتے تو یوں معلوم ہوتا۔ گویا اترائی سے اتر رہے ہیں۔ تیز قدم اٹھاتے، جب مڑتے، تو پوری طرح مڑتے۔ زیادہ تر نگاہیں زمیں پر لگی رہتیں۔

(۲۳۶) (سیدنا) ہمد (رضی اللہ عنہ)

بن ہند بن ابی ہالہ۔ یہ مذکورہ بالا صحابی کے بیٹے تھے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے ترجمے میں سری بن یحییٰ کی حدیث، جو انہوں نے مالک بن دینار سے، انہوں نے ہند بن خدیجہ ام المؤمنین سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مروان بن حکم کے پاس سے گزرے وہ آپ کی توہین کر رہا تھا۔ اور انگلی سے آپ کی طرف اشارہ کر رہا تھا۔ حضور نے اس کے حق میں یدد عافرائی، "اے خدا، تو اسے لڑے میں مبتلا کر" چنانچہ وہیں اس کے جسم پر ریشہ طاری ہو گیا۔ اس حدیث کا ہند بن ہند سے کوئی تعلق نہیں، بلکہ یہ ان کے والد نے بیان کی ہے۔ زبیر بن بکار کہتے ہیں، کہ ہند بن ہند اور مصعب بن زبیر اس دن قتل ہوئے۔ جس دن مختار ثقفی، ۶ ہجری میں قتل

ہوا۔ زبیر کہتے ہیں کہ ہند بن ہند لبرے میں طاعون سے فوت ہوئے لوگوں نے اپنے جنازے چھوڑ دیئے۔ اور ان کے جنازے پر ہجوم کر کے آگئے۔ کیونکہ وہ حضور اکرمؐ کے ربیب تھے۔

ابو عمر باسنادہ محمد بن حجاج سے، انہوں نے بنو تمیم کے ایک آدمی سے روایت کی۔ کہ اس نے ہند بن ہند ابی ہالہ کو لبرے میں دیکھا۔ وہ طاعون سے فوت ہوئے تھے۔ ان کے جسم پر کورتہ نہ تھا۔ اور سبز رنگ کی چادر سے ان کی میت ڈھانپی گئی تھی۔ چونکہ لوگ کثرتِ اموات کی وجہ سے اپنے اپنے مردوں کی تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اس لئے جنازہ اٹھانے کے لئے صرف چار آدمی مل سکے تھے۔ ایک عورت نے یہ حال دیکھا۔ تو اس نے دہائی دی۔ "لوگو! ہند حضور اکرمؐ کے ربیب ہیں۔ اور ان کی بے کسی کا یہ عالم ہے۔" لوگوں نے سنا۔ تو اپنے اپنے مردوں کو چھوڑ کر سب ان کے جنازے کے ساتھ ہو لئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳۷) (سیدنا، ہشیدہ رضی اللہ عنہ)

بن خالد الخزاعی: ایک روایت میں نخعی مذکور ہے۔ اس امر میں اختلاف ہے، کہ آیا انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی یا نہ۔ ان کی والدہ حضرت عمرؓ کی زوجیت میں تھیں، یہ کوفے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔

ان سے ابواسحاق سلیمی نے روایت کی، کہ ایک دفعہ ایک بادل اٹھا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ یہ گھٹا نصر بنو کعب پر بر سے گی۔ نیز ان سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ آپؐ نے فرمایا، کون ہے جو اس تلوار کا حق ادا کرے گا۔ اس جماعت میں سے ایک شخص نے اٹھائی۔ دشمن کی صفوں میں گھس گیا اور شہید ہو گیا۔ ذیل کا مصرع اسی نے کہا تھا۔

انا الذی عاهدنی خلیلی :- میں ہی وہ آدمی ہوں جس سے اس کے دوست نے وعدہ کیا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۸) (سیدنا، ہوشیحہ رضی اللہ عنہ)

بن بجز بن عامر بن سفیان بن اسید بن زائدہ بن حصین بن عیاش بن شیب بن عبد قیس بن غلباء بن قیس بن عائدہ بن مالک بن یکم بن سعد بن خبیبہ البضی: ہجرت کر کے حضور اکرمؐ کے پاس آئے اور وہاں مقیم ہو گئے۔ انہوں نے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے

آپ نے فرمایا۔ انصاف کی بات کر۔ اور لوگوں سے بھلائی کر۔ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ! مجھے اس کی استطاعت نہیں۔ حضور نے دریافت فرمایا۔ کیا تمہارے پاس کچھ مال ہے؟ انہوں نے جواب دیا، ہاں یا رسول اللہ! میرے پاس اونٹ ہیں۔ فرمایا۔ ان اونٹوں میں سے ایسا اونٹ جو پانی لا سکے، تو اسے ایسے خاندان کے سپرد کر دے، جنہیں پینے کا پانی تیسرے دن ملتا ہے۔

ابو محمد بن ابی القاسم علی بن عساکر دمشقی نے اجازت اپنے والد سے، ہویجہ بن بکیر کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ جیسا کہ پیشتر تحریر کیا جا چکا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ جناب ہویجہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے، لیکن ان کی لاش میدان جنگ میں نہیں مل سکی تھی۔ احمد بن یحییٰ بن جابر البلاذری نے بھی اتنا ہی ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن کلیب لکھتے ہیں، کہ جناب ہویجہ جنگ موتہ میں شہید ہوئے تھے، اور ان کی لاش نہ مل سکی تھی۔

(۲۳۹) (سیدنا) ہوزہ (رضی اللہ عنہ)

بن اجمل حادثی: بنو سدوس کے وفد کے ہمراہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ابو موسیٰ نے اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(۲۴۰) (سیدنا) ہوزہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عجرہ بن عبد اللہ بن نقطہ بن عصبہ بن خفاف بن امرؤ القیس بن بہشہ بن سلیم بن منصور سلمیٰ اسلام لائے۔ اور فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ یہ وہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے اپنے عمزاد سے علم کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اور حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا۔

لقد دار هذا الامر في غير اهله - الا فابصروا الامرايين سيدي
(ترجمہ) یہ معاملہ ان لوگوں تک جا پہنچتا ہے۔ جو اس کے اہل نہیں ہیں۔ بہر حال اس معاملے پر نگاہ تو ڈالو، کہ وہ کدھر جانا چاہتا ہے۔

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۱) (سیدنا) ہوزہ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الکنانی: علماء کا خیال ہے کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کی حدیث کو ابوالزبیر نے جابر بن عبد اللہ سے مع اس واقعہ کے جو معاویہ کے ساتھ پیش آیا، ذکر کیا ہے۔

نہ معلوم یہ صاحب وہی ہیں یا کوئی اور۔ ہم بعد میں پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔ میرے خیال میں جو حضورؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ وہ ہیں۔ جن کا ذکر ابن مندہ نے کیا ہے۔ اور صرف اتنا لکھا۔ کہ انہیں حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ مگر ان کا نسب نہیں لکھا۔ ہاں ابو احمد عسکری نے ہوذہ کتانی کے ترجمے میں ان کے والد کا نام خالد لکھا ہے۔ اور وہ حدیث بھی بیان کی ہے۔ جو ابن مندہ نے ان کے ترجمے میں لکھی ہے کہ معاویہ نے ان سے دریافت کیا۔ آیا تم غزوہ بدر میں شریک تھے۔ انہوں نے جواب اثبات میں دیا۔ کہ نہ ان کے خلاف کوئی بات ہوئی، اور نہ حق میں۔ ابو موسیٰ لکھتے ہیں۔ میں انہیں نہیں جانتا۔ اور نہ جانتا ہوں کہ انہیں حضورؐ کی صحبت میسر آئی، یا نہ

(۲۲۲) (سیدنا، ہوذہ رضی اللہ عنہ)

بن عرفطہ حمیری: حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ ان سے کوئی حدیث مذکور نہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۳) (سیدنا، ہوذہ رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن یزید بن عمرو بن رباح بن عوف بن عمیرہ بن ہون بن اعجب بن قدامہ بن حرم بن ریان: بروایت کلیبی و طبری، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن ماکولانے ترجمہ رباح میں ان کا نسب ہوذہ بن عمرو بن یزید بن عمرو بن رباح لکھا ہے۔ نیز یہ تحریر کیا ہے، کہ یہ بنو حرم بن ریان سے تھے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ ابن حبیب کا قول ہے۔

(۲۲۴) (سیدنا، ہوذہ رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن عبادہ بن وہیم بن عطیہ بن زید بن قیس بن عامر بن مالک بن ادس النزاری: ان کے نسب میں اختلاف ہے۔ عبدالوہاب بن ہبہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن ثابت سے، انہوں نے عبدالرحمان بن نعمان بن ہوذہ النزاری سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے سوتے وقت خوشبودار سر مرہ استعمال کرنے کا حکم دیا۔ یہ روایت صالح بن ازین نے علی بن ثابت سے۔ انہوں نے عبدالرحمان بن معبد بن ہوذہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے بیان کی۔ ایک

روایت میں عبدالرحمان بن نصر بن ہوذہ آیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(۲۲۵) (سیدنا، ہوذہ رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب مذکور نہیں۔ انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ مجالد نے شعبی سے روایت کی، کہ معاویہ کے پاس ایک آدمی جس کا نام ہوذہ تھا آیا، معاویہ نے دریافت کیا۔ اے ہوذہ کیا تم غزوہ بدر میں شامل تھے۔ اس نے جواب دیا۔ نہ نقصان نہ فائدہ۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے ابو نعیم کہتے ہیں کہ بقول بعض متاخرین انہیں حضور کی صحبت نصیب نہ ہو سکی۔ کیا یہ آپ کی وفات کے بعد مشرف بہ اسلام ہوئے۔

(۲۲۶) (سیدنا، ہیبان رضی اللہ عنہ)

الاسلمی: ایک روایت میں ہیبان مذکور ہے۔ عبداللہ بن زبیر نے یزید بن ابی منصور سے انہوں نے عبداللہ بن ہیبان سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے فرمایا، کہ ایک مسلمان جسے وسعت و مقدرت حاصل ہے۔ اگر فی سبیل اللہ صدقہ کرے، تو خالص کستوری کی طرح اس کی خوشبو ایک دن کی مسافت پر سونگھی جاسکتی ہے۔ لیکن اگر کوئی غریب اور فاقہ زدہ مسلمان صدقہ کرے، تو خالص کستوری کی طرح اس کی خوشبو ایک سال کی مسافت پر سونگھی جاسکتی ہے۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے۔

(۲۲۷) (سیدنا، ہیبان رضی اللہ عنہ)

یہ وہ محنت ہے۔ جس کا نام مائع تھا اور جو کبھی کبھی ازواج مطہرات کے حجروں میں چلا جاتا تھا اور جسے بوجہ محنت ہونے کے بے ضرر سمجھا جاتا تھا۔ ایک دن حضور باہر سے تشریف لائے، تو یہ محنت حضور کی ازواج مطہرات میں سے کسی بی بی کے سامنے کسی خاتون کی تعریف کر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا اسے سامنے سے دیکھو۔ تو چار جینی اور تیچے سے دیکھو، تو آٹھ جینی معلوم ہوتی ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا۔ میں نہیں سمجھتا تھا، کہ یہ ان باتوں کو سمجھتا ہے۔ آئندہ اسے اندر مت آنے دو۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے صحرا میں بھیج دیا۔ ہر جمعہ کو آتا۔ کھاتا کھاتا اور پھر لوٹ جاتا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۲۸) (سیدنا، ہیبان رضی اللہ عنہ)

بن دہر۔ منذر بن جہم نے ان سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرم کے نچلے ہونٹ اور ٹھوڑی کے

درمیان (بچہ، ریش) اور آپ کی پیشانی پر چند سفید بال دیکھے، جو بہ مشکل تیس ہوں گے۔ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۹) (سیدنا، ہیشتم رضی اللہ عنہ)

ابو قیس سلمیٰ: محمد بن سلام نے عبد القاہر بن السری بن قیس بن ہیشتم سے روایت کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے دادا ہیشتم کو اپنے قبیلے کے صدقات جمع کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ انہوں نے یہ رقم حضرت ابو بکر کو پوری پوری ادا کر دی۔ اور زبیر بن عوف نے بھی رقم ادا کر دی۔ اس پر حضرت ابو بکر نے کہا کہ زبیر بن عوف نے صدقات کی رقم تکراراً ادا کی اور ہیشتم نے تخریجاً تنگی سے یا تبرعاً خوشی سے ادا کی۔ اس پر محمد بن سلام نے عبد القاہر سے دریافت کیا، کہ آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟ تھوڑا سا سوچنے کے بعد کہنے لگے۔ کہ حمید نے حسن سے سنا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

اور اس ہیشتم سے مراد ابن قیس بن صلت بن حبیب السلمی ہیں، جو قیس بن ہیشتم کے والد اور عبد اللہ بن حازم بن اسماء بن صلت السلمی کے چچا تھے انہوں نے خراسان میں فتنہ برپا کیا تھا

(۲۵۰) (سیدنا، ہیشتم رضی اللہ عنہ)

بن ابو معقل اسدی: ابو نعیم کا قول ہے، کہ ابو معقل کا نام ہیشتم ہے زیر عنوان کنیت بھی ان کا ذکر کیا جائے گا۔ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۱) (سیدنا، ہیکل رضی اللہ عنہ)

بن جابر: حماد بن عمرو انصیبی نے عطات بن حسن سے، انہوں نے ہیکل بن جابر سے روایت کی۔ کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مسجد حرام کا طواف کراتے دیکھا۔ اور وہ اس دوران میں خدا سے مخاطب ہو کر کہہ رہے تھے، اے خدا، اس مبارک گھر کے واسطے سے بھی تو نے میرے گناہ معاف نہیں کئے۔ حضور نے سنا تو فرمایا۔ تیرا بھلا نہ ہو۔ کیا تیرے گناہ زمین و آسمان سے زیادہ ہیں، انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! معاملہ کچھ ایسا ہی ہے، مجھے اللہ نے کافی مال و دولت سے نوازا ہے۔ لیکن میری حالت یہ ہے، کہ جب بھی کوئی سائل مجھ سے کچھ مانگتا ہے، تو میرے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ تو فرمایا، مجھ سے دُور ہٹ کر کھڑا ہو خدا تجھ سے سمجھے۔ اس کے بعد آپ نے بخل کی مذمت میں ایک حدیث بیان کی۔

ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب واؤ و الف:

(۲۵۲) (سیدنا) والیصہ (رضی اللہ عنہ)

بن معید بن مالک بن عبید الاسدی (جن کا تعلق بقول ابو عمر، اسد بن خزیمہ سے ہے) ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: والیصہ بن معید بن عقبہ بن حارث بن مالک بن حارث بن لیش بن کعب بن سعد بن حارث بن ثعلبہ بن دودان بن اسد بن خزیمہ اسدی ان کی کنیت ابو سالم تھی۔ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اولاً کوفہ میں سکونت اختیار کی پھر رقبہ چلے گئے اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے حضور سے کئی احادیث روایت کیں ہیں۔ ان سے ان کے دو بیٹوں عمرو اور سالم، نیز شعبی، زیاد بن ابوالجعد وغیرہ نے روایت کی۔

کئی راویوں نے باسناد ہم جو ابو علی ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ انہوں نے ہناد سے، انہوں نے ابوالاحوص سے، انہوں نے حصین سے، انہوں نے ہلال بن سیات سے روایت کی، کہ زیاد بن جعد نے جب ہم رقبہ میں تھے میرا ہاتھ پکڑا، اور مجھے ایک عمر رسیدہ آدمی کے پاس جس کا نام والیصہ بن معید تھا۔ لے گیا۔ اور کہا۔ کہ ایک شخص نے حضور کے پیچھے نماز ادا کی، اور وہ صفت کے پیچھے اکیلا کھڑا تھا۔ حضور نے اسے نماز دہرانے کا حکم دیا۔ کئی راویوں نے اس حدیث کو ابوالاحوص کی روایت کی طرح زیاد بن جعد سے بواسطہ والیصہ روایت کیا ہے۔ اور حصین کی حدیث میں مذکور ہے کہ ہلال کو والیصہ سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔

محدثین میں اس حدیث کے بارے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک عمرو بن مرہ کی حدیث جو ہلال نے عمرو بن اسد سے اور انہوں نے والیصہ سے روایت کی اصح ہے اور بعض کہتے ہیں، کہ حصین بن ہلال کی حدیث جو زیاد سے اور انہوں نے والیصہ سے روایت کی ہے اصح ہے۔ چنانچہ ابو علی ترمذی کے خیال کے مطابق یہ اسناد پہلے سے بہتر ہے۔

جناب والیصہ نے رقبہ میں وفات پائی۔ اور ان کا مزار جامع مسجد کے مینار کے پاس رافقہ میں واقع ہے۔ جناب والیصہ بڑے رقیق القلب تھے۔ اور اکثر روتے رہتے تھے۔ ان کی اولاد میں سے ہیں عبدالرحمان

بن صخر جو رتہ کے قاصی ہیں تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۳) ریدنا، وائلہ رضی اللہ عنہا

بن اسقع بن عبدالعزی بن عبدیاللیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبدمنہ بن کثانہ
الکنانی البیہقی ایک روایت میں وائلہ بن عبداللہ بن اسقع ہے۔ ان کی کنیت ابو شداد یا ابوالاسقع یا ابو
قرصافہ تھی۔ یہ اس عہد میں ایمان لائے۔ جب حضور اکرمؐ غزوہ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ ایک روایت
میں ہے کہ جناب وائلہ اصحاب صفہ میں شامل تھے۔ اور تین سال آپ کی خدمت میں رہے۔

واقدی لکھتے ہیں کہ جناب وائلہ، مضافات مدینہ میں فردکش تھے، کہ ایک دن حضور ادھر کو تشریف فرما
ہوئے۔ اور انہوں نے صبح کی نماز آپ کی اقتدا میں ادا کی حضور اکرمؐ کی عادت تھی، کہ بعد از نماز صبح، منہ
صحابہ کی طرف پھیر لیتے، اور غور سے ہر آدمی کا چہرہ ملاحظہ فرماتے آپ نے انہیں دیکھا۔ تو اجنبیت کی وجہ
سے نہ پہچان سکے۔ دریافت فرمایا، کون ہو، اور کیوں آئے ہو۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! بیعت
کرنے کے لئے آپ نے پوچھا کیا تو ہر مہم میں شریک ہوگا۔ خواہ تجھے پسند ہو یا ناپسند، عرض کیا، ہاں
یا رسول اللہ! پھر دریافت فرمایا، بشرط استطاعت عرض کیا، ہاں یا رسول اللہ!

حضور اکرمؐ ان دنوں غزوہ تبوک کی تیاری میں مصروف تھے۔ لیکن جناب وائلہ کے پاس سواری
نہ تھی۔ چنانچہ انہوں نے منادی کوادی، کہ جو مجھے سواری فراہم کرے گا۔ میں اپنا حصہ مال غنیمت سے اسے
دوں گا۔ کعب بن عجرہ نے انہیں بلایا۔ وائلہ! میں تمہیں رات کو اپنے پیچھے اونٹ پر بٹھالیا کروں گا
اور تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ کے تابع ہوگا۔ اور اس کے بدلے میں مال غنیمت میں سے جو حصہ تمہیں ملے گا
وہ میں لے لوں گا۔ اس پر معاہدہ ہو گیا۔

جناب وائلہ کہتے ہیں، خدا سے جزائے خیر دے۔ اس نے مجھے پیچھے بٹھالیا۔ اور اپنے راشن سے
مجھے باقاعدہ حصہ ادا کرتا رہا۔ بایں ہمہ میرا احترام کرتا۔ جب حضور اکرمؐ نے خالد بن ولید کو اکید رکندی
کے خلاف، دو مہینوں کے لئے روانہ فرمایا۔ تو وائلہ اور کعب بن عجرہ بھی اسی لشکر میں شامل تھے
اس مہم میں چھ اونٹنیاں، جناب وائلہ کے ہاتھ لگ گئیں۔ وہ انہیں اپنے رفیق کعب کے پاس لے آئے
اور کہا، آؤ، اور اپنی اونٹنیاں سنبھالو، وہ ہنستے ہوئے باہر نکلے۔ کہنے لگے، اللہ تجھے اپنے فضل و کرم
سے نوازے۔ میں نے کسی لالچ کی وجہ سے تجھ سے یہ مروّت نہیں کی تھی۔ میں ان سے کوئی بھی بطور

معاوضہ قبول نہیں کروں گا۔

جناب وائلہ نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ جہاں ان کا ایک مکان بھی تھا۔ پھر وہاں سے وہ شام آگئے۔ اور دمشق سے تین میل کے فاصلے پر یہ مقام بلاط مقیم ہو گئے، فتح دمشق کی مہم میں شریک تھے، اور ان مہموں میں بھی شریک رہے، جو دمشق اور حمص سے مختلف سمتوں میں روانہ کی جاتی رہیں۔ بعدہ وہاں سے فلسطین آگئے۔ اور بیت المقدس یا بیت جبرین میں ٹھہر گئے۔

ان سے ابو ادیس خولانی، شداد بن عبد اللہ ابو عمار، ربیعہ بن زید القصیر، عبد الرحمن بن ابی قسیم اور یونس بن میسرہ نے روایت کی۔

جناب وائلہ نے ۸۳ھ میں جب بروایت سعید بن خالد ان کی عمر ۱۶۵ برس تھی وفات پائی ابو مسہر کہتے ہیں۔ کہ انہوں نے ۸۵ھ میں، جب وہ ۹۸ برس کے تھے۔ انتقال کیا۔ ایک روایت کے رو سے وہ بیت المقدس میں یا دمشق میں فوت ہوئے۔ وہ ڈاڑھی کو مہندی لگاتے تھے اور آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے۔

تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وائلہ (رضی اللہ عنہ) (۲۵۴)

بن خطاب القرشی العدوی؛ حضرت عمر کے قبیلے سے تھے۔ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی وہ دمشق میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ جہاں ان کا ایک مکان تھا۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ اسماعیل بن عیاش نے مجاہد بن فرقد سے، انہوں نے وائلہ بن خطاب قرشی سے روایت کی، کہ ایک شخص مسجد نبوی میں داخل ہوا، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وہاں تنہا تشریف فرما تھے۔ جب آپ نے اسے دیکھا۔ تو آپ تھوڑا سا اپنے مقام سے ہلے، اس نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جگہ تو کافی ہے۔ آپ نے کیوں زحمت فرمائی۔ فرمایا۔ مسلمان پر مسلمان کا حق ہے، جب وہ اسے دیکھے، تو اس کی خاطر ادھر ادھر تھوڑا بہت سر کے ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

یہ روایت اسماعیل سے مروی ہے اور ایک روایت کے مطابق مجاہد سے مروی ہے جنہوں نے ربیعہ سے روایت کی۔

(۲۵۵) (سیدنا) وائلہ (رضی اللہ عنہ)

لیثی۔ جو ابوالطفیل عامر بن وائلہ کے والد تھے۔ عمر بن یوسف ثقفی نے ابوالطفیل عامر بن وائلہ سے، انہوں نے اپنے والد یاداد سے روایت کی کہ انہوں نے حجر اسود کو دیکھا کہ وہ سفید تھا۔ اور زمانہ جاہلیت میں زیارت کے لئے آنے والے، جب اپنے قربانی کے جانوروں کو ذبح کرتے، تو ان کا خون اور گوبر حجر اسود پر مل دیتے تھے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اسے حدیث غریب قرار دیا ہے۔ (اگر یہ پتھر ابتدا میں سفید تھا۔ تو پھر اسے اسود کیوں کہتے تھے۔ مترجم)

(۲۵۶) (سیدنا) وائز (رضی اللہ عنہ)

بن زارع ابو بکر بن علی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور ان سے کسی بات کا ذکر نہیں کیا ہاں ان کے بھائی کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۷) (سیدنا) وائز (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولانے، وائز ابو ذریح لکھا ہے۔ انہیں آپؐ کی صحبت نصیب ہوئی اور حضورؐ سے روایت بھی کی۔ ان کے بیٹے ذریح نے ان سے روایت کی۔

(۲۵۸) (سیدنا) وائز (رضی اللہ عنہ)

بن زراکلبی۔ یحییٰ بن یونس لکھتے ہیں کہ وائز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے لیکن مجھے کوئی سند یاد نہیں۔ محمد بن یزید بن زبان بن واسع بن علی بن وائز بن زراکلبی نے روایت بیان کی۔ کہ وائز حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور انہوں نے عائشہ بنت سعد کے بارے میں ایک طویل حدیث بیان کی۔ ابن ماکولانے بھی یحییٰ سے اسی طرح روایت کی ہے اور اسی طرح جعفر نے۔ ابن ماکولانے ان کا نام ودان بن زراکلبی ہے۔ اور محمد بن یزید کی حدیث میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کی بعض روایات میں اختلاف کا بھی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۹) (سیدنا) واسع (رضی اللہ عنہ)

بن حبان بن منقذ الانصاری ہم ان کا نسب ان کے والد اور دادا کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ بغوی نے الوحدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے مدینہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ لیکن ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔

ابو موسیٰ نے اذنا ابو علی سے، انہوں نے ابو نعیم سے، انہوں نے احمد بن محمد بن یوسف سے انہوں نے عبد اللہ بن محمد البغوی سے، انہوں نے ہاشم بن ولید سے، انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے عمرو بن حارث سے روایت کی کہ حبان بن واسع نے اپنے والد سے انہیں یہ روایت سنائی کہ انہوں نے آپ کو دیکھا، کہ حضور نے سر پر اسی پانی سے مسح کیا، جس سے ہاتھ تر تھے۔ ہاشم بن ولید بن طالب نے ابن وہب سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے حبان سے اور علی بن خنسم نے ابن وہب سے روایت کی۔ کہ حبان نے اپنے والد سے اور انہوں نے عبد اللہ بن زید سے روایت کی۔ اور یہ اسناد اصح ہے۔

عدوی لکھتا ہے، کہ جناب واسع بیعت رضوان میں موجود تھے اپنے بھائی سعد بن حبان کے ساتھ۔ اسی طرح بعد کے غزوات میں شریک رہے۔ اور یوم الحمرہ کو قتل ہوئے یہ ابن دباغ کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۰) ریدنا، واصلہ (رضی اللہ عنہ)۔

بن جناب القرشی، ابو بکر بن ابو علی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح قتیبہ بن ابو عبد الرحمن مہران نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے مجاہد بن فرقہ سے انہوں نے واہلہ بن جناب القرشی سے روایت کی، کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور پھر ساری حدیث اس طرح بیان کی جس طرح ہم وائلہ بن خطاب کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یا تو اس راوی سے اور یا اوپر کے کسی راوی سے، جناب واصلہ اور ان کے والد کے نام کے بارے میں غلطی ہو گئی ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ بلاشبہ اس نام میں تصحیف ہوئی ہے۔ چنانچہ حافظ ابو القاسم بن عساکر دمشق نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے کہ صحیح نام وائلہ بن خطاب ہے۔

(۲۶۱) ریدنا، واصلہ (رضی اللہ عنہ)۔

بن حارث الانصاری، انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ اور ان کا شمار اہل مصر میں ہوتا ہے۔ قیس بن رافع نے ان سے روایت کی۔ کہ رسول اکرم کے صحابہ حضرت عباس کے پاس جمع ہوئے انہوں نے گزرے ہوئے اچھے دنوں کی یاد تازہ کی۔ جس سے حاضرین پر رقت طاری ہو گئی۔ واقعہ بن حارث

خاموش بیٹھے رہے، حاضرین نے کہا۔ اے ابوالمحارت آپ کیوں نہیں بولتے انہوں نے جواب دیا
 آپ لوگ بول رہے ہیں۔ اور میں خیال کرتا ہوں۔ کہ اس پر اضاغے کی گنجائش نہیں۔ حاضرین نے
 اصرار کیا۔ کہ آپ بھی گفتگو کریں۔ کیونکہ آپ کسی سے چھوٹے نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا۔ میں بات یوں
 سنتا ہوں۔ گویا مجھے اس سے خوف آتا ہے، میں کام کو یوں دیکھتا ہوں، گویا اس سے مجھے سکون ملتا
 ہے تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے

(۲۶۲) (سیدنا، واقد رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان سے زاذان نے روایت کی۔ کہ حضور اکرم نے فرمایا جس
 نے اللہ کی اطاعت کی۔ خواہ اس نے نماز اور روزے کی ادائیگی اور تلاوت میں کوتاہی کی ہو۔ اسے
 ذکر الہی شمار کیا جائے گا۔ اور جس نے خدا کی نافرمانی کی اور اس سے کثرت سے نمازیں پڑھیں۔
 اور روزے رکھے اور تلاوت کی اس کی نمازیں اور روزے رائیگاں جائیں گے۔ تینوں نے اس
 کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۳) (سیدنا، واقد رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن عبد مناف بن عزی بن ثعلبہ بن یویع بن حنظلہ بن مالک بن زید مناہ بن
 تمیم التیمی حنظلی یویعی، حلیف بنو عدی بن کعب۔ یہ ابو عمر کا قول ہے ابن مندہ نے انہیں واقد بن
 عبد اللہ الحنظلی لکھا ہے۔ ابو نعیم نے بھی انہیں حنظلی لکھا ہے۔ ایک روایت میں یویعی مذکور ہے،
 یہ وہی صاحب ہیں جنہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن حبش کے سر پرے میں
 روانہ فرمایا تھا۔ انہوں نے اسلام، اس وقت قبول کیا تھا۔ کہ حضور اکرم ابھی دار ارقم میں منتقل
 نہیں ہوئے تھے۔ اور آپ نے بعد میں ان کے اور بشر بن براہین معرور کے درمیان دستہ
 مواخات قائم کیا تھا۔

ابو جعفر بن سمین نے باسنادہ، یونس بن بکر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ
 انہیں زید بن رومان نے اور انہوں نے عروہ بن زبیر سے روایت کی کہ حضور اکرم نے عبد اللہ بن
 حبش کو نخلہ کی طرف روانہ فرمایا۔ اور حکم دیا کہ تم وہاں کھڑنا اور قریش کی نقل و حرکت کے بارے
 میں ہمیں اطلاع دینا۔ مگر آپ نے لوطائی کا حکم نہیں دیا تھا اور یہ واقعہ شہر حرام میں پیش آیا تھا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔

تعمیل ارشاد میں یہ لوگ نخلہ کو چل دیئے۔ وہاں پہنچے، تو عمرو بن ہضری، حکم بن کیمان اور عثمان اور مغیرہ فرزند ان عبداللہ وہاں سے گزرے۔ جب مسلمانوں نے ان لوگوں کو دیکھا، تو واقد بن عبداللہ پوچھنے لگے کہ تمہیں کوئی خطرہ نہیں۔ کیونکہ سر کا منڈانا، یا تو نہ یارت کعبہ سے پہلے، معمول تھا، یا بعد از یارت اور ایسی حالت میں لڑنا بالخصوص ماہِ حرام میں سخت ناپسندیدہ امر تھا۔

رجب کی آخری تاریخ کو مسلمان دستہ فوج نے ان کے بارے میں مشورہ کیا۔ چنانچہ طے پایا کہ ابن ہضری اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کر دیا جائے۔ چنانچہ واقد بن عبداللہ کے تیرے سے عمرو بن ہضری مارا گیا بعد ازاں انہوں نے عثمان اور حکم کو پکڑ لیا۔ اور مغیرہ بھاگ گیا۔ اور اونٹوں کو ہانک کر حضور اکرمؐ کے پاس لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ میں نے ماہِ حرام میں لڑنے کی اجازت نہیں دی تھی جب قریش نے حضور اکرمؐ پر ماہِ حرام کی بے حرمتی کا الزام لگایا۔ تو قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی۔ یسئوبک عن الشهر الحرام قتال فیہ۔ قل قتال فیہ کبیر الخ۔

جناب واقد پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے ایک کافر کو قتل کیا۔ اور عمرو بن ہضری پہلا مشرک ہے۔ جو ایک مسلمان کے ہاتھوں مارا گیا۔ واقد غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابو جعفر نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کاٹے غزوہ بدر از بنی عدی، جناب واقد کا جو ان کے حلیف تھے ذکر کیا ہے۔ یہ لا ولد تھے وہ احد کے علاوہ باقی تمام غزوات میں شریک رہے تھے، اور حضرت عمرؓ کے عہدِ خلافت میں فوت ہوئے۔ واقد اور ابن ہضری کے بارے میں ایک شاعر نے کہا ہے۔

سقینا من ابن الحضرمی رماحنا۔ بنخلۃ لما اوقد الحرب واقد

(توجہ) ہم نے ابن ہضری کے قتل سے اپنے نیزوں کو اس وقت سیراب کیا۔ جب نخلہ کے مقام پر واقعہ نے لڑائی کی آگ بھڑکائی۔

ابن مندہ نے واقد بن عبداللہ کو حنظلی قرار دے کر اس قصے کو اس طرح بیان کیا ہے، جس طرح کہ ہم لکھ آئے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، ابوالنعمیم کا واقد کو حنظلی کہنا اور پھر ایک اور روایت کے رو سے انہیں

یروبعی کہتا مینى برطن ہے، اور اس میں تناقض ہے۔ لیکن صورت حال یوں نہیں ہے کیونکہ نبویربوع
 نبو حنظلہ سے ہیں۔ اور نبو حنظلہ نبو تمیم سے۔ جب کسی کو یروبعی کہا جائے گا تو وہ حنظلی بھی ہوگا، اور
 تمیمی بھی، ابو نعیم کو یہ غلطی اس لئے لگی۔ کہ ابن مندہ نے واقعہ کا ذکر حنظلی کی ذیل میں بھی کیا ہے۔ اور
 یروبعی کے تحت بھی۔ جس سے ابو نعیم یہ سمجھے کہ دونوں ایک ہیں۔ ہم اس پر اگلے ترجمے میں بھی گفتگو
 کریں گے۔

(۲۶۴) (سیدنا) واقدر رضی اللہ عنہ

بن عبداللہ یروبعی، کبار صحابہ میں سے ہیں۔ عبداللہ بن عمر نے اپنے بیٹے کا نام ان کے نام
 پر واقع رکھا تھا۔ حضور اکرمؐ نے انہیں قریش کے قافلے کی تلاش میں عبداللہ بن حبش کے ساتھ بھیجا تھا
 ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور اس کے بعد کلبی کی وہ حدیث بیان کی ہے۔ جو ابوصالح نے روایت
 ابن عباس ثبیان کی ہے کہ حضورؐ نے واقعہ کو عبداللہ کو عبداللہ بن حبش کے ساتھ قریش کے قافلے
 کی تلاش میں روانہ فرمایا تھا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ مقام تعجب ہے، کہ ابن مندہ نے ایک ہی حدیث کو دو تراجم واقدین عبداللہ
 حنظلی اور واقدین عبداللہ یروبعی کے تحت بیان کیا ہے۔ حالانکہ دونوں تراجم کے تحت ایک ہی آدمی
 کا ذکر کیا ہے۔ حنظلی، یروبعی کی شاخ ہے۔ ایسی معمولی بات کو نہ سمجھنا حد درجہ حیران کن ہے۔ امیر البصر
 وغیرہ سے بھی یہ غلطی صادر ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بڑے آدمیوں سے بڑی غلطیاں سرزد
 ہوتی ہیں۔

(۲۶۵) (سیدنا) واقدر رضی اللہ عنہ

ان کی کنیت ابو مرواح تھی۔ ابو داؤد سجستانی کہتے ہیں۔ کہ ان کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے عروہ بن زبیر اور زید بن اسلم نے روایت کی۔

ربیعہ بن عثمان نے زید بن اسلم سے، انہوں نے واقدین مرواح لیشی سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم
 نے فرمایا، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے مال اس لئے اتارا، کہ لوگ نماز قائم کریں۔ اور زکات
 ادا کریں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم ہر دو نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں کہ بعض متاخرین مثلاً ابن
 مندہ نے واقعہ کا ذکر بحوالہ، ابو داؤد سجستانی کے کیا ہے۔ اور ان کی صحبت کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے

اسی پر اکتفا کیا ہے۔

(سیدنا) واقدر رضی اللہ عنہ (۲۶۶)

بشرطیکہ صحیح ہو۔ لیث بن سعد نے یزید بن ابی حبیب سے، انہوں نے یزید بن محمد سے انہوں نے جعفر بن عبداللہ بن واقد سے روایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم عورتوں کو مساجد میں آنے سے نہ روکو۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ یہ درہم ہے۔ اور یہ صاحب واقد بن عبداللہ بن عمر سے زیادہ مشابہہ ہیں۔

(سیدنا) وائل رضی اللہ عنہ (۲۶۷)

بن حجر بن ربیعہ بن وائل بن لعیر الحضرمی۔ یہ ابو عمرو کا قول ہے۔ ابو القاسم بن عساکر الدمشقی نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: وائل بن حجر بن سعد بن مسروق بن وائل بن ضعیج بن وائل بن ربیعہ بن وائل بن نغان بن زید بن مالک بن زید اور ایک اور روایت کے رو سے ان کا نسب یوں تھا: وائل بن حجر بن سعید بن مسروق بن وائل بن نغان بن ربیعہ بن حارث بن عوث بن سعد بن عوف بن عدی بن مالک بن شرییل بن مالک بن مرہ بن حمیر بن زید الحضرمی۔ ابو ہنیدہ حضرمی، حضرموت کے سرداروں سے تھے، اور ان کا والد وہاں کے ملوک سے تھا۔ یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے ان کے آنے سے کئی دن پیشتر ہی صحابہ کرام کو ان کے آنے کی بشارت دے دی تھی کہ عنقریب حضرموت کا حاکم اللہ اور رسولؐ کی خوشنودی کی خاطر حلقہ اسلام میں شامل ہونے کے لئے آنے والا ہے۔

جب وائل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپؐ نے انہیں خوش آمدید کہا، اپنی چادر بچھا کر اس پر انہیں بٹھایا۔ اور ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے دعائے خیر فرمائی پھر حضورؐ نے حضرموت کے سرداروں کا انہیں حاکم اعلیٰ مقرر فرما دیا۔ اور وہاں انہیں جاگیر عطا کی اور معاویہ بن ابوسفیان کو ان کے ساتھ روانہ کر دیا۔ اور حکم دیا، کہ یہ جاگیر معاویہ بن سفیان کو دے دینا۔

معاویہ بن سفیان نے وائل سے کہا کہ چونکہ گمی سخت ہے۔ اس لئے مجھے اپنے پیچھے بٹھالو وائل نے کہا۔ تم بادشاہوں کے حاشیہ نشینوں میں سے نہیں ہو۔ انہوں نے کہا۔ اپنے جوتے ہی

مجھے دے دو۔ وائل نے کہا۔ اونٹنی کے سایے سے کام لو۔ انہوں نے کہا یہ ناکافی ہے۔
 وائل نے حضور اکرمؐ کی خدمت میں گزارش کی۔ کہ جب میرے اہل قبیلہ کو علم ہوا۔ کہ میں مسلمان
 ہو گیا ہوں، تو وہ مجھے نکال باہر کریں گے۔ حضورؐ نے فرمایا، گھبراؤ مت۔ میں تمہیں اس سے ڈگنا
 دوں گا

قبول اسلام کے بعد وائل کو فے میں قیام پذیر ہو گئے اور امیر معاویہ کے عہد حکومت تک وہیں
 ٹھہرے رہے، اس دوران میں امیر معاویہ کے دربار میں حاضر ہوئے۔ تو انہوں نے جناب وائل کو اپنے
 ساتھ تخت پر جگہ دی۔ اس وقت انہیں خیال آیا۔ کاش میں نے انہیں اس موقع پر، اونٹنی پر اپنے
 آگے بٹھایا ہوتا۔ جنگ صفین میں وائل حضرت علیؑ کے لشکر میں تھے اور اپنے قبیلے کا جھنڈا ان
 کے پاس تھا۔

ان کے دونوں بیٹوں علقمہ اور عبد الجبار نے ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ایک روایت کے رو
 سے عبد الجبار نے اپنے والد سے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ بلکہ کلیب بن شہاب جرمی اور ان
 کی بیوی ام یحییٰ کے علاوہ ابراہیم بن محمد وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے بندار سے۔ انہوں نے
 یحییٰ بن سعید اور عبد الرحمن بن مہدی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے سلمہ بن کہیل سے،
 انہوں نے حجر بن عیس سے انہوں نے وائل بن حجر سے روایت کی کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ
 وسلم کو سورہ فاتحہ پڑھتے سنا، چنانچہ آپؐ نے غیر المعصوب علیہم والصالین کے بعد آمین کہی۔ اور وہ
 پڑھتے وقت اپنی آواز کو اونچا کیا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وائل (رضی اللہ عنہ) (۲۶۸)

بن ابی القیس :- ایک روایت میں وائل بن افلح مذکور ہے، جو ابو القیس کے بھائی تھے اور
 ایک روایت میں اخو افلح بن ابو القیس مذکور ہے۔ اس میں اختلاف ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے عم کو
 سے روایت کی کہ قیس کے بھائی وائل بن افلح نے حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت
 طلب کی۔ حکم بن عیینہ نے عراق بن مالک سے روایت کی۔ کہ افلح حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر
 ہوئے، تو ام المومنین نے پردہ کو لیا۔ حالانکہ وائل بن ابی القیس کی بیوی نے حضرت عائشہؓ کو دودھ
 پلایا تھا۔ نیز مروی ہے کہ افلح ابو القیس نے بتایا، کہ انہیں ترمذی نے انہیں حسن بن علی نے انہیں

ابن نمیر نے، انہیں ہشام بن عروہ نے، انہیں ان کے والد نے، انہیں حضرت عائشہ نے بتایا کہ ام المومنین کے رضاعی چچا ان سے ملنے آئے تو انہوں نے حضور اکرمؐ کی اجازت کے بغیر ملنے سے انکار کر دیا حضور نے فرمایا، وہ تمہارا رضاعی چچا ہے، اس لئے اس سے مل لو۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! میں نے دودھ تو عورت کا پیا ہے۔ مرد کس طرح میرا رشتہ دار بن گیا ہے۔ حضور نے فرمایا، عائشہ وہ تمہارا چچا ہے، اس لئے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں کہ بعض متاخرین نے ان کا ذکر تو کیا ہے۔ لیکن ان کی صحبت اور اسلام کا کسی کو علم نہیں۔

(۲۶۹) (سیدنا، وائل رضی اللہ عنہ)

القیل، ابن شاہین نے انہیں غیر معروف لوگوں میں شمار کیا ہے، اور باسنادہ ایراہیم بن یوسف بن ابواسحاق سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابواسحاق سے، انہوں نے عاصم بن کلیب سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وائل القیل سے روایت کی۔ کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں دیکھا، کہ آپ نے دائیاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا ہوا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ بلاشبہ اس سے مراد وائل بن حجر ہیں۔ یہ عجیب معلوم ہوتا ہے کہ بایں انداز ان کا ذکر کیا جائے، اور اس سے وائل بن حجر نہ سمجھے جائیں۔ کیونکہ ان کی ریاست کا ہر آدمی کو علم ہے۔ اسی طرح یہ بھی ضروری ہے۔ کہ جب خزیمہ بن ثابت کا ذکر آئے، تو اس سے ذوالشہادتین سمجھے جائیں، خواہ یہ لقب ان کے نام کے ساتھ نہ لکھا گیا ہو۔

(۲۷۰) (سیدنا، ویرم رضی اللہ عنہ)

بن مشہر: ایک روایت میں ویرم مذکور ہے۔ یحییٰ بن محمود نے اجازت باسنادہ ابو بکر بن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن اسماعیل بخاری سے، انہوں نے عبدالرحمن بن شیبہ سے، انہوں نے ابن ابی ندیک سے، انہوں نے موسیٰ بن یعقوب سے، انہوں نے حاجب بن قدامہ (جو عبدالرحمان بن قدامہ کے سوتیلے بھائی تھے) اور عبدالحمید سے جو عبداللہ بن سعید بن نوفل بن مباحق کے اخیانی بھائی تھے، انہوں نے عیسیٰ بن خلیثم الحنفی سے انہوں نے ویرم بن مشہر الحنفی سے روایت کی کہ سعیدہ کذاب نے انہیں، ابن نواحہ اور ابن شعات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں روانہ کیا۔ آخر الذکر دونوں جناب و بر سے عمر میں بڑے تھے، انہوں نے حضور کی مجلس میں حاضر ہو کر اقرار کیا، کہ حضور کا مقام نبوت میں پہلا ہے۔ اور آپ کے بعد سلیمہ کا نمبر آتا ہے اس کے بعد آپ نے میری طرف توجہ فرمائی۔ اور پوچھا، کہ تمہارا کیا خیال ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ، جس چیز کو آپ درست کہتے ہیں، وہ درست ہے، اور جس کو غلط کہتے ہیں وہ غلط ہے۔ آپ نے فرمایا، کہ میں صحراؤں اور دریاؤں کی ریت کے ذرات کی تعداد کے برابر اتنی بار شہادت دیتا ہوں، کہ سلیمہ جھوٹا ہے۔ میں نے عرض کیا، کہ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔

دوسرے دو آدمیوں کے بارے میں حکم دیا، کہ انہیں بند کر دو۔ اس پر وہاں موجود ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ، انہیں میرے حوالے فرما دیجئے چنانچہ وہ انہیں اپنے ساتھ لے گیا جناب و بر یہ عرض تعلیم قرآن رک گئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک وہیں ٹھہرے ہیں و بر بن مجلس الخزاعی :- ایک روایت میں و بر آ یا ہے۔ نعمان بن بربزخ نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے انہیں فرمایا۔ اگر کبھی تم صنعا کی اس مسجد میں جو جبل صنیل میں ہے جا نکلو تو وہاں ضرور نماز ادا کرنا۔ ابو عمر کہتے ہیں، کہ یہ وہ صاحب ہیں، جنہیں حضور اکرم نے ذاذو یہ فیروز دہلی اور حبشیش الدہلی کے پاس اسود العسی کو جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ قتل کرنے کے لئے روانہ فرمایا تھا۔

(سیدنا) و حیر (رضی اللہ عنہ) (۲۴۱)

بن غالب بن عمرو ابو قبیلہ، حضور اکرم کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ یہ ابن کلی کا قول ہے۔ ابن دباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) و حشیشی (رضی اللہ عنہ) (۲۴۲)

بن حرب الحشیشی ابو دسمہ، یہ مکہ کے حبشیوں میں سے تھے اور نطعمہ بن عدی اور یاجعیر بن مطعم کے آزاد کردہ غلام تھے، انہوں نے حضرت حمزہ کو احد میں اور سلیمہ کذاب کو جنگ یمامہ میں قتل کیا تھا۔ اور کہا کرتے کہ میں نے بجا لیت کفر خیر الناس کو اور بجا لیت اسلام شر الناس کو قتل کیا ہے عبد اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے اس نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ عبد اللہ بن

فضل نے سلیمان بن لیث سے، انہوں نے جعفر بن امیہ القمیری سے بیان کیا، کہ میں اور عبید اللہ بن عدی امیر معاویہ کے عہدِ امارت میں گھومنے پھرنے کو نکلے، جب ہم واپسی پر جمص میں، جہاں وحشی بن حرب حضرت حمزہؓ کے قاتل سکونت پذیر تھے۔ وارد ہوئے۔ تو میرے رفیق سفر نے کہا: قاتل حمزہؓ وحشی یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ آؤ ان سے دریافت کریں کہ قتل حمزہؓ کس طرح وقوع پذیر ہوا ہم نے ایک آدمی سے وحشی کے متعلق پوچھا۔ تو اس نے بتایا، کہ وہ اکثر اپنے گھر کے صحن میں بیٹھا رہتا ہے، اور شراب سے مخمور رہتا ہے۔ اگر اس نے شراب پی رکھی ہو، تو اس سے متعرض نہ ہونا اور اگر ہوش میں ہوا، تو تم سے ایک خوش اخلاق اور بامردت عرب کے روپ میں جلوہ گرہ ناپاؤ گے جب ہم ان کے مکان پر پہنچے، تو وہ صحن میں بیٹھے تھے۔ ہم نے سلام کہا تو انہوں نے سراٹھا کر ہماری طرف دیکھا۔ اور کہنے لگے، کیا تم عدی بن خیبار کے بیٹے ہو۔ عبید اللہ نے کہا، ہاں آپ کا اندازہ درست ہے۔ کہنے لگے۔ میں نے جب بچپن میں تجھے تیری دودھ پلائی سعدیہ کے سپرد کیا تھا۔ اس کے بعد سے آج تک پھر نہیں دیکھا تھا۔ اس دن تجھے میں نے ہی اس کے حوالے کیا تھا۔ اور جب تجھے وادی ذی طوی میں اس کے سپرد کیا تھا۔ تو تیرے پاؤں چمک رہے تھے۔ آج تم جو ہنی میرے سامنے آئے، میں نے تمہیں پہچان لیا۔

بعدہ ہم نے اسے کہا، کہ ہم تم سے یہ پوچھنے آئے ہیں، کہ تم نے حمزہ بن عبدالمطلب کو غزوہ احد میں کیسے قتل کیا۔ اس نے جواب دیا، کہ میں تم سے یہ واقعہ اسی طرح بیان کروں گا۔ جیسا کہ میں نے حضور اکرمؐ کے سامنے بیان کیا تھا۔

میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ اور اس کا چچا طعیمہ بن عدی، غزوہ بدر میں مارا گیا تھا۔ جب لشکر قریش احد کی طرف روانہ ہوا۔ تو جبیر نے مجھ سے کہا، کہ اگر تم حمزہؓ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاؤ، تو تم آزاد ہو۔ چنانچہ میں بھی اور لوگوں کے ساتھ ہو لیا۔ میں میدان جنگ میں اسے ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ دیکھا کہ بدست اونٹ کی طرح لوگوں کی صفوں کو تلوار سے چیرتا پھرتا تھا۔ اور کوئی اس کے سامنے نہیں ٹھہرتا تھا میں اس کی تاک میں تھا۔ اور پتھروں اور درختوں کی اوٹ میں چھپتا پھرتا تھا۔ کہ مجھے دیکھ نہ لے چنانچہ سباع بن عبدالعزی نے، مجھے حمزہؓ کے آمنے سامنے کر دیا۔ جب اس نے مجھے دیکھا تو مال کی گالی دی۔ کیونکہ وہ قاحشہ عورت تھی۔ پھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دی۔ اور جو ہنی موقعہ

ملا، میں نے نیزہ اس انداز سے پھینکا، کہ اس کی ناک پر لگا۔ اور دونوں ٹانگوں کے درمیان سے باہر نکل گیا۔ میں نے نیزے کو اسی حالت میں رہنے دیا۔ تا آنکہ حمزہ کا انتقال ہو گیا۔ پھر میں نے اپنا نیزہ نکالا۔ اور چونکہ مجھے اور کسی سے کوئی پر خاش نہ تھی۔ اس لئے اپنے لشکر میں واپس آ گیا اور جب واپس کے پہنچا، تو مجھے آزادی مل گئی۔

جب مکہ فتح ہو گیا۔ تو میں بھاگ کر طائف چلا گیا۔ جب چند دنوں کے بعد اہل طائف کا وفد قبول اسلام کے لئے حضور اکرمؐ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ تو زمین کی وسعتیں مجھ پر تنگ ہو گئیں اور ارادہ کیا، کہ شام، یمن یا اور کہیں چلا جاؤں۔ اس پر ایک آدمی نے مجھے کہا، ارے احمق! کیا تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں، کہ جو شخص اسلام قبول کر لے حضورؐ اسے معاف کر دیتے ہیں۔ وحشی نے مدینے کا رخ کیا۔ اور حضورؐ کو اس وقت اس کی موجودگی کا علم ہوا۔ جب وہ حضور اکرمؐ کے سر پر جا کھڑا ہوا، اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ مجھے دیکھ کر فرمایا۔ وحشی ہو، میں نے عرض کیا۔ ہاں، یا رسول اللہ! فرمایا، بیٹھو، اور قتل حمزہ کا واقعہ بیان کرو۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صورتِ حال بیان کی، تو فرمایا، تیرا بھلا نہ ہو۔ آئندہ مجھے اپنا منہ نہ دکھانا۔ اس کے بعد حضورؐ کی وفات تک میں آپ سے چھپتا پھرا۔

حضورؐ کے بعد جب اسلامی لشکرِ مسیلمہ کذاب کے خلاف روانہ ہوا۔ تو میں بھی اپنے اسی نیزے کے ساتھ جس سے میں نے حمزہ کو قتل کیا تھا، لشکر میں شامل ہو گیا۔ میدانِ جنگ میں۔ میں نے مسیلمہ کذاب کو دیکھا، کہ ہاتھ میں تلوار لئے کھڑا تھا۔ چنانچہ میں اس پر حملہ آور ہونے کو تیار ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک انصاری بھی اس کی ناک میں تھا۔ ادھر میں نے اپنے نیزے کو جنبش دے کر مسیلمہ پر پھینکا۔ جو اس کے پیٹ میں لگا، ادھر انصاری نے تلوار سے اس پر وار کیا۔ اب اللہ ہی جانتا ہے کہ کس کی ضرب سے وہ مرا۔

سیمان بن یسار حضرت عبداللہ بن عمر سے راوی ہیں کہ انہوں نے اس روز ایک شخص کو کہتے سنا، کہ مسیلمہ کو ایک حبشی غلام نے قتل کیا ہے۔ موسیٰ بن عقبہ سے مروی ہے کہ وحشی کی موت شراب سے ہوئی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۳) (سیدنا) و حور (رضی اللہ عنہ)

بن اسلت، اسلت کا نام عامر بن حشتم بن دائل بن زید بن قیس بن عامر بن مرہ بن مالک انصاری تھا۔ و حور ابو قیس شاعر کے بھائی تھے، جو مسلمان نہیں ہوا تھا۔ زبیر نے اپنے چچا سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد بن عمارہ سے روایت کی۔ کہ و حور کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ غزوہ خندق اور بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ اور جب وہ ابو عامر راہب کے ساتھ مکہ کو روانہ ہوئے تو ابو قیس نے ان کے بارے میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(۱) و حوما ادى ولى على بيودة - وكان امرؤ من حضر موت غريب

(ترجمہ) و حور میری محبت کو رو کر کے چلا گیا۔ اور حالانکہ ابو عامر راہب، حضر موت کا ایک اجنبی تھا۔

(۲) كاني امرؤ ولى ولاؤد بيننا - وانت حبيب فى الفواد قريب

(ترجمہ) و حور مجھ سے اس انداز سے علیحدہ ہوا۔ گویا ہم میں محبت تھی ہی نہیں۔ حالانکہ تو میرے دل کے قریب ہے۔

(۳) وان نبى العلات فتوم وانسى - اخوك فلا يكذبك عنك كذوب

(ترجمہ) بلاشبہ قبیلے کے لوگ ہمارے بھائی بتدیں۔ لیکن میں تو تمہارا بھائی ہوں۔ اور کوئی بھی اس کی تکذیب نہیں کر سکتا۔

(۴) اخوك اذا تاتيك يوماً عظيمة - تحملها والتائبات تنوب

(ترجمہ) جب تجھے تکالیف پیش آئیں گی، تو تیرا بھائی ہی انہیں برداشت کرے گا۔ اور تکالیف آتی ہی رہتی ہیں۔

کہا جاتا ہے، کہ ابو قیس بن اسلت حضورؐ سے ملنے کے لئے روانہ ہوا، کہ اسے رئیس المنافقین عبداللہ

بن ابی نے کہا۔ بخدا تو نے بنو خزرج کی تلواروں کو رسوا کر دیا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا، واللہ میں اس سال اسلام قبول نہیں کروں گا۔ چنانچہ وہ اسی سال کے دوران میں مر گیا۔ ابو عمر نے و حور کا ذکر کیا ہے۔

(۲۴۴) (سیدنا) و داعم (رضی اللہ عنہ)

بن جذام: جعفر مستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ ان سے مروی حدیث کے اسناد

میں کچھ اشتباہ ہے، اور انہوں نے باسنادہ یحییٰ بن سعید اموی سے انہوں نے کلبی سے، انہوں نے ابوالح
 سے، انہوں نے ابن عباس سے روایت کی، کہ ابولبابہ بن عبد المنذر، وداعہ بن جذام یا حرام اور
 اوس بن ثعلبہ، غزوہ تبوک میں آپ کا ساتھ نہ دے سکے۔ جیہ انہیں اس باب میں ان آیات
 کا علم ہوا، جو ایسے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں، تو ان لوگوں نے اپنے آپ کو مسجد کے
 ستونوں کے ساتھ باندھ لیا۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو بتایا گیا
 کہ ان لوگوں نے قسم کھائی ہے کہ جب تک حضور اکرمؐ خود انہیں نہیں کھولیں گے۔ یہ اسی حالت میں ہیں
 گے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جب تک مجھے جناب باری سے کوئی حکم موصول نہیں ہوگا۔ میں بھی کچھ نہیں
 کروں گا۔

جب قرآن حکیم کی یہ آیت "خَلَطُوا عَمَلًا صَالِحًا وَآخَرَ سَيِّئًا عَسَى اللَّهُ أَنْ يَتُوبَ
 عَلَيْهِمْ" نازل ہوئی، تو آپ نے انہیں کھول دیا۔ بعدہ یہ لوگ اپنا مال و متاع اٹھا کر اس لئے
 آئے کہ آپ اسے مساکین میں تقسیم فرمادیں، کہ اسی مال کی کشش نے انہیں اس مہم میں شرکت سے
 روکا تھا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں اس سلسلے میں بھی خدائی ہدایت کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ اس
 پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ
 بِهَا، وَصَلِّ عَلَيْهِمْ۔ إِنَّ صَلَاتَكَ سَكَنٌ لَهُمْ؛ اس پر آپ نے ان کے لئے
 دعائے مغفرت فرمائی۔ جو فرماتے ہیں کہ یہی قول کلبی کا ہے۔ لیکن محدثین کے یہاں غزوہ تبوک میں
 شریک نہ ہونے والے حضرات کے نام ہلال بن امیہ، مرارہ بن ربیع اور کعب بن مالک ہیں جنہوں
 نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وداعہ (رضی اللہ عنہ) (۲۷۵)

بن ابی زید الانصاری کلبی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جو صحابہ میں سے جنگ صفین
 میں حضرت علیؑ کے لشکر میں شامل تھے۔ اور ان کے والد ابوزید غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے ابو عمر
 نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وداعہ (رضی اللہ عنہ) (۲۷۶)

بن ابی وداعہ سہمی۔ یہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے مروی حدیث میں مجال گفتگو

ہے۔ کلبی نے ابو صالح سے انہوں نے وداعہ سہمی سے روایت کی کہ ایک بار حضور اکرم ایک گرم دن میں طوافِ کعبہ کے لئے تشریف لائے۔ بعد از طواف پانی طلب فرمایا، تو ایک شخص نے پیالے میں نیند پیش کیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔

(۲۷۷) (سیدنا، ودان (رضی اللہ عنہ))

بن زرارہ کلبی: حضور کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کی۔ اور ودان جیسا کہ ان کے والد سے بواسطہ، ان کے دادا کے مردی ہے۔ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ راوی نے یہ حدیث صالح بن عبدالرحمن بن سعد سے سنی۔ اور انہوں نے (ودان نے) ایک حدیث سعد بن ابی وقاص کے بارے میں حضور سے سنی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۸) (سیدنا، ودقہ (رضی اللہ عنہ))

بن ایاس الانصاری: ایک روایت میں ذوقہ ہے۔ ابو ذوقہ یا نے ان کا ذکر کیا ہے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے، یہ سلسلہ شریکائے انصار از بنو لوزان بن غنم، ربیع بن ایاس بن عمرو اور ان کے بھائی ودقہ بن ایاس کا ذکر کیا ہے اور جعفر نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی کہ ودقہ اور ان کے دونوں بھائی ربیع اور عمرو غزوہ بدر میں موجود ہے، ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرق یہ ہے، کہ ابو عمر نے ان کا نام وذوقہ لکھا ہے، اور ذوقہ کے اوپر دکھ دیا ہے۔

تینوں نے لکھا ہے، کہ ودقہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے

(۲۷۹) (سیدنا، ودلیعہ (رضی اللہ عنہ))

بن جذام: عبدالرحمان بن یزید سے مروی ہے۔ کہ ودلیعہ نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا۔ تو لڑکی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی، اور عرض کیا، یا رسول اللہ! میرے والد نے میرا نکاح کر دیا ہے لیکن میں اسے ناپسند کرتی ہوں۔ حضور نے ودلیعہ کو بلایا۔ اور حقیقت حال پوچھی۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! لڑکانیک خواہ لڑکی کا ابن عم ہے۔ حضور نے دریافت کیا۔ کیا تم نے لڑکی سے پوچھا تھا۔ انہوں نے جواب نفی میں دیا۔ تو آپ نے نکاح کو منسوخ فرما دیا۔ اس حدیث میں لڑکے کے نام کے متعلق اختلاف پایا جاتا ہے۔

(۲۸۰) (سیدنا) ودیعہ رضی اللہ عنہ

بن عمرو بن جراد بن یزید بن الجہنی۔ یہ سلسلہ نسب یہ روایت ابو عمر ہے۔ ابن الکلبی نے یوں بیان کیا ہے: ودیعہ بن عمرو بن لیث بن عوف بن جراد بن یزید بن طحیل بن عدی بن رابعہ بن رشان بن قیس بن جہینہ یہ لوگ بنو سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار کے حلیف تھے۔ انہوں نے یہ قول موسیٰ و ابن اسحاق غزوہ بدر میں شرکت کی۔ ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر، ودیعہ بن عمرو الجہنی کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن اسحاق سے یہ بھی مروی ہے کہ وہ بنو اشجع سے تعلق رکھتے تھے۔ لیکن پہلی روایت اصح ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۱) (سیدنا) ورد رضی اللہ عنہ

بن خالد السلمی البجلی، نسب یوں ہے: ورد بن خالد بن حذیفہ بن عمرو بن خلف بن ماتر بن مالک بن ثعلبہ بن ہشیم بن سلیم: فتح مکہ کے دن یہ صاحب اسلامی لشکر کے میمہ میں تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۲) (سیدنا) وردان رضی اللہ عنہ

بن اسماعیل تمیمی، بنو یزید بن (انہ بنو تمیم) کے قیدیوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ۔ مجھ پر ایک بنو اسماعیل کے غلام کو آزاد کرنا لازمی ہے۔ اس لئے ان میں سے ایک غلام مجھے عطا فرمادیجئے۔ تاکہ میں اسے آزاد کر دوں۔ حضور نے فرمایا، یہ غلام بنو غبر سے ہیں، جب وہ آئیں گے، تو میں تمہیں ان سے ایک دے دوں گا۔ تم آزاد کر دینا ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وردان بن محزم کے ترجمے میں ہم پھر ان کا ذکر کریں گے۔

(۲۸۳) (سیدنا) وردان رضی اللہ عنہ

الجہنی، مستمر بن ربیع بن ابوالجوزاء سے، انہوں نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ وہ لیلۃ الحین کو حضور اکرم کے ساتھ تھے، جب مقام حجون پر پہنچے، تو آپ نے میرے اردگرد ایک خط کھینچ دیا۔ اس کے بعد آپ جنوں کے مجمع کی طرف تشریف لے گئے، چنانچہ وہ آپ کے اردگرد جمع ہو گئے۔ اس پر ان کے سردار وردان نے حضور سے درخواست کی، کیا میں ان جنوں کو آپ سے پرے ہٹا دوں، حضور نے

فرمایا۔ مجھے صرف اللہ کی پناہ کی ضرورت ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ) (۲۸۴)

حضور اکرمؐ کے آزاد کردہ غلام۔ ایک کھجور کے درخت سے گر پڑے اور فوت ہو گئے۔ یہ ابن عباس سے عکرمہ کی روایت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے کسی بہوٹن کو تلاش کرو، اتفاق سے ایک آدمی مل گیا، اور آپ نے وردان کا سناؤ سامان اس کے حوالے کر دیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ایک روایت کے مطابق ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب میں یہ واقعہ ابن اصفہانی سے بیان کیا، جنہوں نے مجاہد بن وردان سے سنا۔

(سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ) (۲۸۵)

جو فرات بن یزید بن وردان کے دادا تھے۔ اور وردان عبد اللہ بن ربیعہ بن خریصہ الشقفی کے غلام تھے۔ جو محاصرہ طائف کے موقع پر ایمان لائے، عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکر سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ جب حضور اکرمؐ طائف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ تو اہل بیت جن کا نام مضطجع تھا۔ اور وردان پھپ کر شہر سے نکل آئے اور اسلام قبول کر لیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) وردان (رضی اللہ عنہ) (۲۸۶)

بن مخزم بن محترمہ بن قرظ بن جناب بن حارث بن مخزوم بن کعب بن عیینہ بن عمرو بن تمیم التیمی الغنیری بہ قول طبری انہیں اور ان کے بھائی جیدہ بن مخزم کو حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور دونوں کے لئے آپ نے دعا فرمائی۔ یہ قول ہے ابو عمر اور امیر البصر کا ابن مندہ نے وردان بن اسماعیل تمیمی لکھا ہے۔ ابن اسحاق نے عاصم بن عمر سے انہوں نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! میں نے نبو اسماعیل کا ایک غلام آزاد کرنے کی تمت مانی تھی۔ اس لئے ایک غلام عطا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا بنو عیینہ کے غلام آبنو الیہ ہیں ان سے تمہیں دے دوں گا جب تک غلام حضورؐ کے پاس لائے گئے تو حضور عائشہؓ کو ردائے بن مخزم آزاد کرنے کے دیئے گئے۔ نبو تمیم کا جو وفد، حضورؐ کی خدمت میں آیا تھا۔ ان میں ربیعہ بن رفیع، سیرہ بن مہب، تعقاع بن عمرو، وردان بن محرز، قیس بن عاصم اور اقرع بن حابس شامل تھے ابو نعیم

نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے لکھا ہے کہ بعض متاخرین یعنی ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا اور ان کا نام ترجمے میں وردان بن اسماعیل لکھا ہے۔ اور حسن مقام پر ان سے ایک حدیث نقل کی ہے، وہاں انہیں وردان بن محرز لکھا ہے۔ جو غلط ہے، ابن اثیر کی رائے میں ابو نعیم نے ٹھیک کیا ہے ابن مندہ سے یہ غلطی اس لئے سرزد ہوئی۔ کہ جب حضرت عائشہؓ نے حضور اکرمؐ سے نبو اسماعیل کے ایک غلام کی درخواست کی، تو ابن مندہ یہ سمجھے کہ اسماعیل سے مراد ایسے آدمی ہیں، جو وردان کے سلسلہ نسب میں ان کے قریب ترین والد ہیں۔ اس لئے انہوں نے وردان بن اسماعیل لکھ دیا حالانکہ حضرت عائشہؓ کی مراد اسماعیل بن ابراہیم علیہما السلام تھے۔ واللہ اعلم

ابن مندہ اور ابو نعیم نے وردان بن محرز اور ابو عمر اور ابن ماکولانے وردان بن محترم لکھا ہے۔

(۲۸۷) (سیدنا، ورقہ رضی اللہ عنہ)

بن حالس الیمتی، حاکم ابو عبد اللہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے، کہ وہ احتف بن قیس کے ساتھ نیشاپور آئے، اور انہوں نے یہ بات عباس بن مصعب سے نقل کی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۸۸) (سیدنا، ورقہ رضی اللہ عنہ)

بن نوفل قرشی، یہ ابن مندہ کا قول ہے، وہ لکھتے ہیں کہ ان کے اسلام کے بارے میں اختلاف ہے، انہوں نے بائناہ اعمش سے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے انہوں نے ورقہ بن نوفل سے روایت کی، کہ ورقہ نے حضور اکرمؐ سے دربارہ وحی دریافت کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ جبریلؑ آسمان سے اترتے ہیں۔ ان کے دونوں پروں پر موتی ہیں اور پاؤں کے تلوے سینر رنگ کے ہیں۔

ابو نعیم نے انہیں ورقہ بن نوفل دیلمی اور بروایتہ الصاری لکھا ہے۔ اور ابو موسیٰ نے اذنا حسن بن احمد سے، انہوں نے احمد بن عبد اللہ (ابو نعیم) سے، انہوں نے سلیمان بن احمد سے انہوں نے مقدم بن داؤد سے، انہوں نے اسد بن موسیٰ سے، انہوں نے روح بن مسافر سے، انہوں نے اعمش سے، انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے ابن

عباس سے، انہوں نے ورقہ انصاری سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے جبریل کے بارے میں پوچھا اور آپؐ نے مذکورہ بالا جواب دیا۔ یہ ابو نعیم کی روایت ہے، اور ورقہ کو انصاری لکھا ہے، ابن مندہ نے جن کا ذکر کیا ہے، وہ ورقہ قرشی ہیں۔ اور کئی آدمیوں نے روح بن مسافر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ لیکن انہوں نے نسب نہیں بیان کیا۔ ابو موسیٰ، ابو نعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ورقہ قرشی سے مراد حضرت خدیجہؓ کے ابن عم ہیں۔ جن کے پاس ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ حضور اکرمؐ کو لے گئی تھیں، اور انہوں نے کہا تھا، کہ محمدؐ اس امت کے نبی بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ اور یہ واقعہ مشہور عوام میں ہے۔

اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسناد ہم محمد بن علی سے، انہوں نے ابو موسیٰ انصاری سے انہوں نے یونس بن بکر سے، انہوں نے عثمان بن عبدالرحمان سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے عروہ سے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے سنا، کہ حضور اکرمؐ نے جناب خدیجہ الکبریٰ سے دربارہ ورقہ بن نوفل دریا فرمایا، تو ام المومنین نے جواب دیا، کہ انہوں نے آپؐ کے ظہور سے پہلے آپؐ کی تصدیق کی تھی حضورؐ نے فرمایا، میں نے خواب میں انہیں سفید کپڑوں میں ملبوس دیکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جنتی ہیں، ورنہ ان کے کپڑے کسی اور رنگ کے ہوتے۔

ابو جعفر بن سمین نے باسناد یونس سے، انہوں نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد عروہ سے روایت کی۔ کہ ورقہ کے بھائی نے ایک شخص کو گالی دی۔ اس نے جواب میں ورقہ کو گالی دی۔ حضورؐ کو معلوم ہوا، تو فرمایا، کہ میں نے خواب میں اس کے پاس ایک یا دو باغ دیکھے ہیں۔ اور وہ جنتی ہے چنانچہ آپؐ نے اس قرشی کو برا بھلا کہنے سے منع کر دیا۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، میں دیلمی اور انصاری ورقہ بن نوفل کو نہیں جانتا۔ اور ابو نعیم اور ابن مندہ نے اس مشہور واقعہ کو دیلمی اور انصاری سے منسوب کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ واقعہ ام المومنین کے ابن عم کا ہے۔

(سیدنا) و نزلہ رضی اللہ عنہ (۲۸۹)

بن سدوس طائی، یہ ابن قانع کا قول ہے۔ انہوں نے باسناد علی بن حرب سے انہوں نے ہشام ابو المنذر سے، انہوں نے عبداللہ بن عبداللہ نہانی سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے

روایت کی، کہ زید الخلیل الطائی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کے ساتھ
ذکر بن سدوس اور قبیبہ بن اسود بھی تھے۔ انہوں نے اپنی سواروں کو زمین پر بٹھایا ابن دباغ نے
ان کا ذکر ابو عمر پر استدراک سے کیا ہے۔

(۲۹۰) (سیدنا) و علمہ (رضی اللہ عنہ)

بن زید: ان کا شمار اعراب بصرہ میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کی بیٹی ام زید نے روایت کی، کہ ان
کے والد نے حضور اکرم کو سورہ قاقا اور قتل ہو اللہ پڑھتے سنا اور عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا۔ ابن مندہ
اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۱) (سیدنا) و قرہ (رضی اللہ عنہ)

بن نافر المبعاتی: یہ قول جعفر روح بن زبایع نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بہ اختصار ان
کے حالات لکھے ہیں۔

(۲۹۲) (سیدنا) و قاص (رضی اللہ عنہ)

بن مجز مدیحی: کئی اہل علم کی رائے ہے۔ کہ یہ صاحب اور محرز بن نضد غزوہ ذی قرد میں شہید ہوئے
یہ ابن ہشام کا قول ہے۔ لیکن ابن اسحاق کے مطابق اس دن صرف محرز بن نضد شہید ہوئے تھے۔
ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۳) (سیدنا) و قاص (رضی اللہ عنہ)

بن قمامہ و عبد اللہ بن قمامہ سلیمانی از بنو حارثہ: عمرو بن حزم کی حدیث میں ان کا ذکر ہے ابو موسیٰ
نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۴) (سیدنا) و لید (رضی اللہ عنہ)

بن جابر بن ظالم بن حارثہ بن غیاث بن ابی حارثہ بن جدی بن تدول بن بکر بن عمرو طائی بکری
حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ نے انہیں فرمان لکھ کر دیا جو ان کے پاس محفوظ ہے اور
بنو بکر ابو عبیدہ و لید بن عبید البصری کا قبیلہ ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۵) (سیدنا) و لید (رضی اللہ عنہ)

بن زفر: ہشام بن محمد نے بنو حمینہ کے ایک شخص سے جو شامی تھا اور جو بنو مرہ بن عوف سے تعلق

رکھتا تھا، بیان کیا، کہ نبی صرمہ بن مرہ کا ایک آدمی حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے معاہدہ کیا جب واپس اپنے قبیلے میں آیا، تو معاہدہ توڑ دیا۔ اس پر اس کا چچا زاد بھائی، جس کا نام ساریہ بن اوفی تھا، حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے ایک نیزہ طلب فرمایا۔ اور ساریہ بن اوفی سے معاہدہ فرمایا، ساریہ اپنے قبیلے میں واپس آگئے اور انہیں اسلام پیش کیا۔ لیکن اہل قبیلہ نے ٹال مٹول سے کام لیا، اس پر ساریہ نے انہیں تلوار کی باڑھ پر رکھ لیا۔ جب معاملہ حد سے بڑھ گیا۔ تو اس پاس کے لوگ، جو بنو قیس سے تعلق رکھتے تھے۔ مسلمان ہو گئے، اور ساریہ ایک ہزار سواروں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۲۹۶) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عبادہ بن صامت: ہم ان کا نسب۔ ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ہشام بن عبادہ نے ابو عرزہ لعینوب بن مجاہد سے انہوں نے عبادہ بن ولید بن عبادہ سے روایت کی کہ وہ اکثر اپنے والد کی معیت میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ نیز عبادہ بن ولید نے ابوالمہر کعب بن عمرو سے سنا کہ ولید بن عبادہ حضور اکرمؐ کے آخری ایام حیات میں پیدا ہوئے اور ہشتمین عدی کے مطابق عبد الملک بن مروان کے دور حکومت کے آخری دنوں میں فوت ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۹۷) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد شمس بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم، قرشی مخزومی: قریش کے سردار تھے اور اسماء خدریہ ابو جہل کے شوہر تھے۔ ان کے دادا کی کنیت ابو عبد شمس تھی۔ اور ولید نے جگ میامہ میں خالد بن ولید کی کمان میں شہادت پائی تھی۔ انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا تھا۔

(۲۹۸) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عقبہ بن ابو معیط ان کا نام ابان بن ابو عمرو تھا۔ اور ابو عمرو کا نام ذکوان بن امیہ بن عبد شمس اموی تھا۔ ایک روایت کے رو سے ذکوان بنو امیہ کا غلام تھا۔ ولید کی والدہ کا نام اروی تھا، جو کہ یزید بن ربیعہ بن خبیب بن عبد شمس کی لڑکی تھی۔ اور عثمان بن عفان کی والدہ تھی۔ اس بنا پر ولید عثمان کے بھائی بھائی تھے۔ ولید اور ان کے بھائی فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے۔ ولید کی کنیت ابو وہب تھی ابو عمر کہتے ہیں۔ جب ولید مسلمان ہوئے، تو وہ بالغ ہو چکے تھے۔ ابن ماکولہ کے مطابق ولید نے جب حضورؐ

کو دیکھا تو وہ ابھی بچے تھے۔

ابو احمد بن علی نے باسنادہ، ابو داؤد بختانی سے، انہوں نے ایوب بن محمد رقی سے، انہوں نے عمر بن ایوب سے، انہوں نے جعفر بن برقان سے، انہوں نے ثابت بن حجاج سے، انہوں نے ابو موسیٰ ہمدانی سے روایت کی اور ابو موسیٰ مجہول الحال آدمی ہے، اور اسی بنا پر حدیث بھی مخدوش ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ جس شخص کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبو مصطلق کے پاس تصدیق حالات کے لئے بھیجا ہو۔ وہ فتح مکہ کے موقع پر بچہ ہو۔ اور اہل علم میں باہم اس امر پر کوئی اختلاف نہیں کہ قرآن حکیم کی اس آیت میں اِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبِیٍّ فَتَّبِعُوْا سے مراد ولید بن عقبہ ہے کیونکہ حضور نے انہیں دریافت حال کے لئے نبو مصطلق کے پاس بھیجا تھا۔ انہوں نے واپسی پر رپورٹ کی کہ قبیلہ مذکور مرتد ہو گیا ہے اور ادائے زکات سے انکار کر دیا ہے۔ حالانکہ وہ لوگ ان کے استقبال کے نکلے تھے، ولید نے دیکھا۔ تو ڈر گئے۔ اور بھاگ آئے۔ آپ نے تحقیق حال کے لئے خالد بن ولید کو بھیجا، انہوں نے واپس آ کر حضور کو بتایا تو یہ آیت نازل ہوئی۔

علمائے نسب اور سیرت سے مذکور ہے، کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر، جب ولید اور عمارہ کی بہن ام کلثوم ہدنتہ کو ہجرت کر چلی تھی، تو یہ دونوں بھائی اپنی ہمیشہ کو واپس لانے کے لئے اس کے تعاقب میں گئے تھے۔ اگر فتح مکہ کے موقع پر جناب ولید بچے تھے۔ تو معاہدہ حدیبیہ کے موقع پر انہیں ایسے اہم کام پر کیسے بھیجا جاسکتا تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت عثمان کے عہد خلافت میں جب سعد بن ابی وقاص کو ولایت کوفہ سے معزول کیا گیا، تو ولید بن عقبہ کو ان کی جگہ مقرر کیا گیا۔ جب وہ سعد بن ابی وقاص کے پاس پہنچے، تو کہنے لگے میں سمجھ نہیں سکا۔ کہ ہمارے بعد تم بہت عقل مند ہو گئے ہو یا ہم تمہارے بعد احمق ہو گئے ہیں انہوں نے جواب میں کہا۔ ابو اسحاق! پریشان مت ہو۔ یہ ملک ہے، صبح کو اسے ایک آدمی کھاتا ہے، اور شام کو دوسرا سعد کہنے لگے۔ میرا خیال ہے، کہ تم اسے جلد ہی سلطنت بنا دو گے۔

ولید قریش میں کریم النفس ظریف الطبع، حلیم، بہادر اور ادیب تھے۔ اور پسندیدہ شعراء میں شمار ہوتے تھے۔ اصمعی، ابو عبیدہ اور کلیبی وغیرہ کی رائے ہے، کہ ولید کو شراب کی لت تھی اور وہ اچھے شاعر تھے، چنانچہ عمر بن شعبہ نے ہارون بن معروف سے، انہوں نے صخرہ بن ربیعہ سے انہوں نے

ابن شہود سے روایت کی۔ کہ ولید نے اہل کوفہ کو صبح کی نماز چار رکعت پڑھائی، اور کہنے لگے، کیا اس پر اضافہ کروں۔ عبداللہ بن مسعود کہنے لگے۔ تم ہمارے ساتھ آج تک یہی سلوک کرتے رہے ہو۔

ابو عمر کہتے ہیں، بحالت نشہ نماز پڑھانا اور پھر پوچھنا، کہ کیا میں اس پر اضافہ کروں ایسی خیر ہے، کہ تمام ثقہ لوگ اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ جب ان کے خلاف، حضرت عثمان کے سامنے شہادت گزاری گئی، تو خلیفہ نے حکم دیا کہ انہیں چالیس درے مارے جائیں۔ حد جاری کی گئی، انہیں معزول کر دیا گیا اور سعید بن عاص کو والی مقرر کر دیا گیا۔

ابوالقاسم یعیش بن علی الفقیہ نے ابو محمد یحییٰ بن محلی بن محمد بن طراح سے، انہوں نے شریف ابو الحسن محمد بن علی بن مہندی سے انہوں نے علی بن عمر دارقطنی سے، انہوں نے عبداللہ بن محمد یغوی سے، انہوں نے محمد بن عبد الملک بن ابی الثوارب سے، انہوں نے عبدالعزیز بن مختار سے، انہوں نے عبداللہ بن فیروز الداناج سے، انہوں نے حصین بن منذر الرقاشی سے روایت کی کہ وہ حضرت عثمان کے پاس موجود تھے، کہ ولید کو لایا گیا، اور ان کے خلاف حرام اور ایک اور آدمی نے گواہی دی۔ ایک نے کہا کہ میرے سامنے ولید نے شراب پی، دوسرے نے کہا، کہ میں نے انہیں قے کرتے دیکھا۔ خلیفہ نے کہا، قے جب ہی ہوئی، کہ پہلے اس نے شراب پی تھی۔ اس پر خلیفہ نے حضرت علیؓ کو اجرائے حد کا حکم دیا۔ حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو فرمایا، کہ وہ ولید کو درے لگائیں۔ حضرت حسنؓ نے عرض کیا۔ اس کے شرک اس شخص کے حوالے کیجئے۔ جو اس کی خیر کا کفیل رہا ہو۔ چنانچہ عبداللہ بن جعفر نے حد لگائی۔ امام طبری کی رائے کے مطابق، یہ اہل کوفہ کی شرارت اور سازش کا نتیجہ تھا۔ خلیفہ نے اس موقع پر ولید کو مخاطب ہو کر کہا۔ اے میرے بھائی۔ تم صبر کرو، خدا تمہیں اس کا اجر دے گا، اور ان سازشیوں کو غرق کرے گا۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ محدثین کی رائے میں صحیح واقعہ یہ ہے، کہ ولید نے شراب پی، قے کی، اور نماز صبح میں چار رکعتیں ادا کیں۔

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے، تو ولید نے علیؓ کی اختیار کر لی۔ ایک روایت میں ہے کہ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شامل تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ جنگ میں تو شریک نہ ہوئے، لیکن خط و کتابت اور اشعار کے ذریعے امیر معاویہ کو اکساتے رہتے۔ ابن اثیر نے الکامل فی التاریخ میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے۔

اید میں ولید نے رقم میں سکونت اختیار کر لی تھی، وہیں وفات پائی، اور یہ مقام تلح و فن ہوئے۔

(۲۹۹) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن عمارہ بن ولید بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی، خالد بن ولید کے بھتیجے تھے۔ یہ اپنے بھائی عبیدہ بن عمارہ کے ساتھ خالد بن ولید کی کمان میں واقعہ بطاح میں، جو گیارہ ہجری میں یہ سلسلہ ارتداد پیش آیا تھا، مارے گئے تھے۔

اور ان کا والد عمارہ وہ شخص ہیں، جو عمرو بن عاص کے ساتھ، شاہ نجاشی کے دربار میں مسلمانوں کے خلاف شکایت لے کر گئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۰) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن قاسم: عمرو بن قائد نے، معلی بن زیاد سے، انہوں نے ولید بن قاسم سے روایت کی کہ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میسر ہوئی۔ نیز حضور سے انہوں نے روایت کی۔ آپ نے فرمایا، کہ بدترین لوگ وہ ہیں، جو حرام اعمال کو شبہات پیدا کر کے اور شہوات کی آڑ میں، حلال قرار دے لیں۔ اسی طرح جو لوگ اپنے معاملات میں مبتلائے شبہات ہوں۔ وہ اپنا بوجھ دوسروں پر لاد دیتے ہیں۔ ابن دباغ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور نیز ان کی صحبت کا ذکر کیا ہے۔ جو مخدوش ہے۔

(۳۰۱) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس العامری: ان سے وہب بن عقبہ نے روایت کی۔ کہ انہیں برص ہو گیا تھا۔ حضور نے دعا فرمائی۔ تو شفا یاب ہو گئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۲) (سیدنا) ولید (رضی اللہ عنہ)

بن ولید بن مغیرہ مخزومی: جو خالد بن ولید کے بھائی تھے۔ غزوہ بدر میں لشکر کفار میں تھے انہیں عبد اللہ بن حبش نے گرفتار کر لیا، ایک اور روایت میں ہے، کہ انہیں سلیک مانر نے قید کیا تھا۔ ان کے دونوں بھائی خالد اور ہشام ان کا زرفدیہ لے کر آئے۔ ہشام ان کا سگا بھائی تھا۔ اور خالد سویتلا عبد اللہ بن حبش نے چار ہزار درہم ان کا فدیہ طلب کیا۔ لیکن خالد اتنی رقم کے لئے آمادہ نہ تھے ہشام نے کہا، چونکہ وہ تمہارا سویتلا بھائی ہے۔ اس لئے تم متاثر ہو۔ بخدا اگر مجھے ایسی صورت سے واسطہ نہ پڑتا، تو میں ہرگز ذریعہ نہ کرتا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم نے عبداللہ بن حبش سے فرمایا، کہ ولید کو رہا نہ کرنا۔ جب تک وہ اپنے والد کا "شکہ" بطور فدیہ نہ پیش کرے۔ اور شکہ ایک کھلی زرہ تلواری اور خود پر مشتمل تھا۔ ہشام رضا متد ہو گیا۔ مگر خالد راضی نہ ہوئے۔ آخر کار شکہ کی قیمت سو دینار مقرر ہوئی، جو ادا کر دی گئی، اور عبداللہ بن حبش نے ولید کو آزاد کر دیا۔ اور انہوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔ لوگوں نے کہا تم نے ادا ئے فدیہ سے پہلے کیوں اسلام قبول نہیں کیا، انہوں نے کہا، اگر میں ایسا کرتا، تو لوگ کہتے کہ میں نے قید کے ڈر سے ایسا کیا ہے بعد از رہائی انہیں مکہ میں قید کر دیا گیا یہ ان مجبور لوگوں میں شامل تھے، جن کی رہائی کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے۔ آخر کار وہاں سے بھاگ نکلے اور مدینے میں پہنچ گئے۔ چنانچہ قضا شدہ عمرہ میں موجود تھے۔

ایک روایت میں ہے کہ جب ولید اہل مکہ کی قید سے نکل بھاگے، تو وہ پیدل چلے۔ اہل مکہ نے انہیں تلاش کیا، لیکن وہ نہ ملے، متواتر چلنے سے ان کے پاؤں کی انگلیاں جھڑ گئیں اور وہ مدینے سے ایک میل کے فاصلے پر ابو عقبہ کے کنوئیں کے قریب پہنچ کر فوت ہو گئے۔

مصعب لکھتے ہیں کہ صحیح روایت یہ ہے، کہ وہ عمرہ قضیہ میں موجود تھے جب حضور اکرم انہیں اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے تشریف لائے، تو خالد بن ولید مکہ چھوڑ کر چلے گئے تھے، کہ انہیں مکہ میں مسلمانوں کا داخلہ ایک نظر نہیں بھاتا تھا۔ حضور نے جناب ولید سے فرمایا۔ اگر خالد بن ولید مجھ سے ملنے آتا، تو میں اس سے حسن سلوک سے پیش آتا۔ اور خالد ایسے آدمی کے دل میں اسلام اپنا اثر دکھائے بغیر نہ رہے گا۔ ولید نے خالد کو بذریعہ خط حضور کے ان جذبات سے آگاہ کر دیا۔ چنانچہ اسلام نے اپنا اثر دکھایا، اور وہ ہجرت کر کے مدینے پہنچ گئے۔

جب ولید فوت ہوئے، تو ام سلمہ نے جو ان کی عمزاد تھی۔ ان کی یاد میں مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

(۱) یاعین فایحی للولید - بن الولید بن المغیرہ

(ترجمہ) اے آنکھ تو ولید بن ولید بن مغیرہ کی یاد میں رو۔

(۲) قد کان غیثاً فی السنین - ورحمۃ فینا ومیرہ

(ترجمہ) وہ ایام قحط میں برستا بادل تھا۔ ہمارے لئے باعثِ رحمت تھا اور سردار تھا۔

(۳) ضخم الدسیعة ماجداً - یسوالی طلب الوتیرہ

(ترجمہ) وہ کثیر العطا اور معزز آدمی تھا۔ اور انتقام لینے کے لئے آگے بڑھتا تھا۔

(۳) مثل الولید بن الولید - ابی الولید کفی العشیروہ

(ترجمہ) ولید بن ولید، ابوالولید جیسا آدمی خاندان بھر کے لئے پس کرتا ہے۔

عبدالوہاب بن ہبیتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے محمد بن جعفر سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے محمد بن یحییٰ بن جان سے، انہوں نے ولید بن ولید سے روایت کی، انہوں نے حضور اکرم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں اکثر خواب میں ڈر جاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا۔ جب تم لیٹر پر سونے کے لئے لیٹو، تو ذیل کی دعا پڑھ لیا کرو۔ اگر شیطین وہاں موجود بھی ہوئے، تو تجھے دکھ نہیں دے سکیں گے، اور شرارت کے لئے تیرے قریب نہیں آ سکیں گے۔

”بِسْمِ اللّٰهِ ، اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ وَشَرِّ عِبَادِهِ

وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيْطَانِ“

اس سے ان کی تکلیف رفع ہو گئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۳) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

بن اسود بن عبدالغوث بن وہب بن عبدمنات بن زہرہ قرشی نہہری، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں کے بیٹے تھے، جناب وہب اور حضور اکرم کی والدہ ماجدہ کا نسب وہب بن عبدمنات میں جمع ہو جاتا ہے۔ ان سے زید بن اسلم نے روایت کی ہے، لیکن حضور سے ان کی صحیحیت ثابت نہیں۔ بروایت ان کا نام اسود بن وہب مذکور ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۴) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

بن امیہ بن ابی الصلت بن ربیعہ بن عوف بن عقدہ بن غیرۃ الثقفی۔ حضور اکرم نے انہیں وہب بن ابی خویلد کی میراث سے حصہ عطا کیا تھا۔ اس کا ذکر آگے آئے گا۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے۔

(۳۰۵) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

ابیشانی؛ ليقول جعفر مستغفری یحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا، جس چیز کی کثیر مقدار سے نشہ پیدا ہو۔ اس کی قلیل مقدار بھی حرام ہے۔ ان سے عمرو بن شعیب نے روایت

کی۔ ان کا صحیح نام ابو وہب ہیشانی ہے۔ وہب ہیشانی غلط ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۶) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

بن حذیفہ غفاری: ایک روایت میں مزنی حجازی بھی آیا ہے۔ مدینے میں سکونت تھی۔ واسع بن حبان نے ان سے حدیث روایت کی ہے۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسناد ہم ابو علی سے، انہوں نے قتیبہ سے، انہوں نے خالد بن عبداللہ واسطی سے، انہوں نے عمرو بن یحییٰ بن حبان سے، انہوں نے اپنے چچا واسع بن حبان سے انہوں نے وہب بن حذیفہ غفاری سے روایت کی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ہر آدمی کو اپنی نشست پر حق حاصل ہے مثلاً ایک آدمی ایک نشست پر بیٹھا ہوا ہے، اگر کسی غرض کے لئے اٹھے اور پھر واپس آجائے تو وہ نشست اس کے لئے خالی کر دینا چاہئے۔ بقول ابن ابی عاصم وہب ثقفی تھے۔ واللہ اعلم۔

تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۷) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

بن حمزہ: اہل کوفہ سے ہیں۔ ان کی حدیث یوسف بن صہیب نے رکین سے، انہوں نے وہب بن حمزہ سے سنی۔ کہ وہ ایک موقع پر مدینے سے مکے تک حضرت علیؑ کے رفیق سفر تھے۔ اس دوران میں انہوں نے حضرت علیؑ سے بعض ایسے افعال دیکھے، جنہیں انہوں نے ناپسند کیا۔ اور حضرت علیؑ سے کہہ دیا، کہ وہ حضورؐ سے ان کی شکایت کریں گے۔ واپسی پر انہوں نے حضورؐ سے ذکر کیا۔ تو آپ نے فرمایا ایسا مت کہو۔ وہ میرے بعد تم میں بہترین آدمی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۸) (سیدنا) وہب رضی اللہ عنہ

بن خنیش: ایک روایت میں ہرم آیا ہے۔ اس غلطی کا ارتکاب داؤد الودی نے برنائے روایت شیبی کیا۔ یہ ترمذی، ابن ماکولا اور ابو عمر کا قول ہے۔

یحییٰ بن محمود نے اجازت باسنادہ، ابن ابی عاصم سے، انہوں نے محمد بن عمر اور یعقوب بن حمید سے ان دونوں نے سفیان سے انہوں نے داؤد بن یزید الودی سے، انہوں نے شیبی سے، انہوں نے ہرم سے روایت کی، حضورؐ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے۔

ابن ابی عاصم لکھتے ہیں، کہ بیان اور جابر نے شیبی سے، انہوں نے وہب بن خنیش الطائی سے

انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ابویا سرنے یا ستادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے وکیع سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے بیان اور جابر سے، انہوں نے شعبی سے، انہوں نے وہب بن خنیس سے سنا آپ نے فرمایا، رمضان میں عمرہ ادا کرنا حج کے برابر ہے۔
تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۰۹) (سیدنا، وہب رضی اللہ عنہ)

بن غیلہ بن ظولیم بن عوف بن عقدہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف، ان کی وفات پر ان کی میراث کے بارے میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے وہب بن امیہ بن ابی الصلت کے حوالے کر دی۔ یہ ہشام بن کلثوم کا قول ہے۔

(۳۱۰) (سیدنا، وہب رضی اللہ عنہ)

بن زعمہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبد العزی بن قحی بن کلاب القرشی الاسدی: فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے، وہ عبد اللہ بن زعمہ کے بھائی تھے، زعمہ کا والد اسود ان لوگوں میں تھا، جو حضور اکرم کا مذاق اڑاتے تھے۔ زعمہ قریش کا بڑا سخی تھا، اور اس کا لقب زادا لراکب تھا۔ یہ غزوہ بدر میں بحالت کفر مارا گیا۔

وہب وہ شخص ہے، جس نے حضور اکرم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ زوجہ ابوالعاص کو جنہیں ان کے شوہر بہ تعمیل ارشاد حضور اکرمؐ مدینہ روانہ کر رہے تھے، تلوار سے زخمی کر کے اونٹنی سے گرا دیا تھا اور ان کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ناشائستہ حرکت ان کے چچا ہبیر سے سرزد ہوئی تھی۔

ام المؤمنین ام سلمہؓ سے مروی ہے کہ روز قربانی کی شام کو ایام حج میں رسول اکرمؐ اور ابوامیہ کے قبیلے کا ایک شخص میرے پاس آئے، اور دونوں نے قمیص پہن رکھی تھی۔ حضورؐ نے وہب بن زعمہ سے دریافت فرمایا، اے ابو عبد اللہ! کیا تم نے طواف کر لیا ہے، انہوں نے جواب دیا نہیں۔ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، قمیص اتار دو، انہوں نے وجہ دریافت کی، تو حضورؐ نے فرمایا۔ آج کی رخصت کی شرط یہ ہے، کہ رمی جمرہ کے بعد اگر تم نے قربانی کا جانور ذبح کر دیا۔ اور کبھے کا طواف کر لیا، تو تمہارا اجرام منقح ہو

گیا، اور تمام وہ اشیاء جو حرام تھیں۔ حلال ہو گئیں۔ لیکن اگر طواف کعبہ نہیں کیا، تو احرام باقی رہے گا۔ جب تک کہ تم طواف نہ کرو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۱) (سیدنا، وہیب رضی اللہ عنہ)

وہیب بن ابی سرح بن ربیعہ بن ہلال بن مالک بن ضبہ بن حارث بن فہر بن مالک قرشی فہری بقول موسیٰ بن عقبہ غزوہ بدر میں اپنے بھائی عمرو کے ساتھ شریک تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۱۲) (سیدنا، وہیب رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن ابی سرح بن حارث بن حبیب بن جذیمہ بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی: ان کے بھائی کا نام عبداللہ تھا۔ احد، خندق، حدیبیہ اور خیبر کے غزوات میں شریک تھے۔ ان کی شہادت غزوہ موتہ میں واقع ہوئی۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ وہیب بن سعد جعفر طیار کے ساتھ موتہ کی جنگ میں شریک تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور سوید بن عمرو کے درمیان مواخات قائم کی تھی۔ دونوں ہی اس جنگ میں شہید ہو گئے تھے۔

(۳۱۳) (سیدنا، وہیب رضی اللہ عنہ)

بن سماع العوفی: ابن عباس کی حدیث میں، اعلام النبوة میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۴) (سیدنا، وہیب رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن محسن بن عرثان: ہم ان کا نسب عکاشہ بن محسن اسدی کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں وہ ان کے چچا تھے۔ ان کی کنیت ابوسنان تھی۔ کہتے ہیں۔ یہ پہلے آدمی ہیں، جنہوں نے حضور اکرم سے بیعت رضوان کی۔ شعبی نے نبواسد کے ایک آدمی سے کہا، کہ جس شخص نے سب سے پہلے درخت کے نیچے بیعت کی، وہ تمہارے قبیلے کا آدمی تھا۔ وہ آدمی حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ! میں آپ سے بیعت کرنا چاہتا ہوں۔ حضور نے دریافت فرمایا، کس بات پر؟ اس نے عرض کیا۔ جو بات آپ کے دل میں ہے۔ آپ نے پوچھا۔ میرے دل میں کیا ہے؟ اس نے کہا

فتح یا شہادت۔ اس پر ابولہستان نے بیعت کی۔ اس کے بعد جو بھی آتا۔ وہ یہی کہتا، کہ میں کبھی ابولہستان کی بیعت پر آپ سے بیعت کرتا ہوں۔ این منہ اور ابولنعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۵) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن قارب الثقفی حجازی، انہوں نے اپنے والد کی معیت میں حج کیا۔ اور حضورؐ کی زیارت کی۔

ان سے ابراہیم بن میسرہ نے روایت کی۔ کہ وہ اپنے والد کے ساتھ تھے، کہ انہوں نے حضورؐ کو فرماتے سنا۔ اے اللہ! تو ان لوگوں پر رحم فرما، جنہوں نے اپنے سر منڈوا دیئے۔ ایک شخص نے گزارش کی، یا رسول اللہ! ان لوگوں کو بھی اپنی دعائیں شامل فرما لیجئے۔ جنہوں نے اپنے بال کٹوائے ہیں۔ چنانچہ تیسری آواز پر آپ نے انہیں بھی شامل فرمایا۔ این منہ اور ابولنعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۶) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن مسلم بن جنادہ بن جنذب بن حبیب بن سوأة بن عامر بن صعصقة العامری السوائی ایک روایت میں وہب بن جابر ابو جحیفہ مذکور ہے۔ ان کے نسب کے بارے میں اور روایات بھی ہیں جو کنیتوں کے عنوان کے تحت بیان ہوں گی۔ ان کی کنیت تام سے زیادہ مشہور ہے۔ وہ کوئی تھے۔ جب حضورؐ اکرم فوت ہوئے، تو وہ ابھی بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔ وہ حضرت علیؑ کے قابل اعتماد کار گزاروں میں شامل تھے۔ اور ان کے منبر کے پاس کھڑے ہوتے تھے۔ حضرت علیؑ انہیں وہب الخیر کے نام سے پکارتے تھے۔ نیز حضرت علیؑ نے انہیں خمس میں اپنے حصے کا نگران مقرر کیا تھا۔

جناب وہب سے ان کے بیٹے عون، ابواسحاق مہلبی، اسماعیل بن ابی خالد اور علی بن ارقم نے، ابوموسیٰ اصفہانی سے کتابت، انہوں نے ابوالقاسم غاتم بن ابولنصر محمد بن عبید اللہ المرحی سے جنہیں میرے والد نے پڑھ کر سنایا، اور میں وہاں موجود تھا، انہوں نے ابوعبید اللہ حسین بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن حسن التاجر سے جس کی مجھے اجازت دی گئی، انہوں نے عبداللہ بن جعفر بن احمد بن فارس سے، انہوں نے محمد بن محمد بن صخر سے، انہوں نے خلاد بن یحییٰ سے (ح) عبداللہ کہتے ہیں، ہم نے ابوعبید اللہ محمد بن عمر بن یزید البہزی سے (جو رستہ کے بھائی تھے)، انہوں نے بکیر بن بکار سے، انہوں نے مسعر بن کدام سے، انہوں نے علی بن اقر سے، انہوں نے ابوجحیفہ سے سنا۔ حضورؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تکیہ لگا کر

کھانا نہیں کھاتا۔

ابویاسر بن ابو حبیہ نے یاسنادہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اسماعیل بن ابیہیم سے، انہوں نے منصور بن عبدالرحمن الاشیل سے، انہوں نے شبلی سے، انہوں نے ابو جحیفہ سے، جنہیں حضرت علیؓ وہب الخیر کہتے تھے، سنا، کہ امیر المومنین نے ان سے فرمایا، کیا میں تمہیں بتاؤں، کہ اس امت میں حضور اکرمؐ کے بعد افضل کون ہے؟ میں نے عرض کیا، ضرور بتائیے۔ دل میں خیال آیا، کہ خود امیر المومنین سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا، حضور اکرمؐ کے بعد اول ابو بکرؓ اور دوم عمرؓ ہیں اور تیسرے درجے پر ایک اور صاحب ہیں، جن کا نام امیر المومنین نے نہیں لیا۔ عبداللہ نے منصور بن ابی مزاحم سے، انہوں نے خالد الرباب سے، انہوں نے عون بن ابو جحیفہ سے روایت کی، کہ میرے والد امیر المومنین کے محکمہ پولیس میں تھے۔ اور وہ بشر بن مردان کے عہد امارت تک زندہ رہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۱۷) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

والد عثمان بن وہب، بہ قول جعفران کی صحبت کا احتمال ہے۔ ان کے بیٹے عثمان سے مروی ہے کہ ایک دن بعد از نماز صبح حضور اکرمؐ نے دریافت فرمایا، کیا فلاں قبیلے کا کوئی آدمی موجود ہے، کوئی نہ اٹھا، تو آپ نے پھر دریافت فرمایا۔ اس پر ایک آدمی اٹھا۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ تم پہلی دفعہ کیوں نہیں اٹھے تھے، اس نے جواب دیا۔ مجھے خطرہ پیدا ہو گیا تھا، مبادا ہمارے بارے میں کوئی تہنیہ نازل ہوئی ہو۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں، معاملہ یہ ہے، کہ کل جو آدمی تمہارے قبیلے کا فوت ہوا تھا۔ چونکہ وہ مقروض تھا۔ اس لئے اسے روک لیا گیا ہے۔ اگر ہو سکے، تو اپنے عزیز کو چھڑانے کی کوشش کرو۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۳۱۸) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاسدی الغنمی ان کا تعلق بنو غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے تھا۔ اور ہباجر بن اولین سے تھے۔

ابن مندہ نے یاسنادہ یونس بن بکر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ کچھ عرصے کے بعد ہباجر بن بکر ت آئے لگے۔ بنو غنم بن دودان جو اسلام قبول کر چکے تھے، ان کے مرد اور

عورتیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت پر ٹوٹ پڑیں۔ ان میں وہب بن عمرو بھی تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو نعیم لکھتے ہیں، کہ ابن مندہ نے ان کا نام غلط لکھا ہے۔ صحیح ثقف بن عمرو ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں کہ مغسانی ابن اسحاق میں یونس کے اساد کے علاوہ اور کہیں وہب بن عمرو کا نام میری نظر سے نہیں گذرا۔ ابو نعیم کی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۹) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر القرشی الجحی۔ یہ وہب بن عمیر بن وہب الجحی ہیں۔ ہم ان کے والد کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں ان کے والد کو صفوان بن امیہ بن خلف نے حضور اکرم کو قتل کرنے کے لئے مدینے روانہ کیا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور وہب غزوہ بدر میں کفار کے لشکر میں شامل تھے۔ ہم ان کا واقعہ ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

فتح مکہ کے دن حضور اکرم نے وہب کو صفوان کے پاس بھیجا، کہ اسے امن کی بشارت دیں اور نیز قبول اسلام کی دعوت دیں۔ حالانکہ صفوان ڈر کے مارے بھاگ گیا تھا۔ ہم یہ واقعہ صفوان کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہب نے شام میں وفات پائی۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۳۲۰) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس مزنی۔ یہ اپنے بھتیجے حارث بن عقبہ بن قابوس کے ساتھ مزینہ سے اپنی بکریوں کے ساتھ مدینے آئے۔ مگر شہر کو خالی پایا۔ دریافت پر معلوم ہوا، کہ اسلامی لشکر کفار سے لڑنے کے لئے اعد کو گیا ہوا ہے۔ یہ دونوں مسلمان ہو گئے۔ اور جہاد میں شرکت کے لئے روانہ ہو گئے۔ دونوں خوب جان توڑ کر لڑے اور شہید ہو گئے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۱) (سیدنا) وہب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن ابان الشقیقی۔ سفیان کے بھائی تھے۔ ان کی حدیث کو امیرہ دختر رقیقہ نے اپنی والدہ کی سند سے یوں بیان کیا۔ کہ جب طائف کو فتح کرنے کے لئے حضور اکرم تشریف لائے، تو ان کے گھر بھی تشریف لے گئے۔ اور رقیقہ نے حضور کو ستوپلائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے رقیقہ اہل طائف کے بت کی کبھی عبادت نہ کرتا، اور نہ اس کے سامنے جھکنا۔ اس نے جواب دیا۔ اگر میں ایسا کروں، تو مجھے قتل کر

دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر وہ پوچھیں کہ تیرا رب کون ہے، تو کہنا جو اس بت کا رب ہے، وہی میرا رب ہے۔ اس کے بعد حضور نے طائف کا محاصرہ اٹھالیا۔ اور واپس ہوئے۔

امیمہ کہتی ہیں، کہ جب بنو ثقیف نے اسلام قبول کر لیا، تو ان کے بھائیوں سفیان اور وہب نے اپنی ہمیشہ کو بتایا، کہ جب ہم حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے ہم سے ہماری والدہ کے بارے میں دریافت فرمایا۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ! جس حالت میں آپ اُسے چھوڑ آئے تھے، اسی حالت میں مری ہے۔ فرمایا۔ اگر صورت حال یہ ہے، تو وہ اسلام لا کر مری تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، وہب رضی اللہ عنہ) (۳۲۲)

بن کلدہ از بنو عبد اللہ بن غطفان جو اس کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے جعفر المستغزی نے بائادہ ابن اسحاق سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

عبد اللہ بن غطفان کا نام عبدالعزی تھا۔ جب وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے دریافت کیا، کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا، عبدالعزی سے فرمایا۔ آج سے تم بنو عبد اللہ ہو۔ چنانچہ یہ نام پکا ہو گیا۔

(سیدنا، وہب رضی اللہ عنہ) (۳۲۳)

بن معقل الغفاری، مصر میں سکونت پذیر ہو گئے۔ بقول ابوسعید بن یونس، ان سے ابو قتیل المغفاری نے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(سیدنا، وہب رضی اللہ عنہ) (۳۲۴)

بن صیفی الغفاری: ایک روایت میں اہبان مذکور ہے۔ باب ہمزہ میں ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ وہبان حمزہ ام کی اولاد سے تھے۔ بصرے میں مقیم ہو گئے تھے۔ جہاں ان کا ایک مکان بھی تھا۔ حضور اکرم سے انہیں سماع حدیث کی سعادت حاصل ہوئی۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ بائادہم نے جو محمد بن علی بن ہشام بن علی بن حجر سے، انہوں نے اہما عیل بن ابراہیم بن عبد اللہ بن عبید سے۔ انہوں نے عدلیہ دختر اہبان بن صیفی غفاری سے روایت کی کہ حضرت علی کریم اللہ وجہہ ہمارے گھر آئے اور میرے والد کو اپنے حامیوں میں شامل ہونے کی دعوت دی، میرے باپ نے جواب دیا، کہ میرے دوست اور آپ کے ابن عم نے مجھ سے عہد لیا ہے، کہ جب مسلمانوں

میں اختلافات اٹھ کھڑے ہوں۔ تو میں لاکھڑی کو اپنی تلوار بنا لوں چنانچہ میں نے ایسا ہی کر لیا ہے اگر آپ چاہتے ہیں، تو میں اس تلوار سے جو لکڑی کی ہے۔ آپ کا ساتھ دینے کو آمادہ ہوں۔ اس پر حضرت علیؓ نے انہیں چھوڑ دیا۔

ان کی لڑکی عدلیہ سے منقول ہے، کہ جب میرے والد فوت ہوئے تو ہم نے انہیں کفن دینے کے لئے دو کپڑوں کا انتظام کیا۔ پھر انہیں قمیص پہنا دی، اور اس طرح تین کپڑوں میں ان کی تدفین عمل میں آئی دوسری صبح کو وہ قمیص لکڑی کے ایک کھمبے پر رکھی دیکھی گئی۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ بصرے کے قابل اعتماد لوگوں نے اس خبر کی تصدیق کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الیاء والالف

(۳۲۵) (سیدنا) یاسر رضی اللہ عنہ

بن سوید الجہنی: یہ مسرع کے والد تھے۔ ان سے ان کی اولاد نے روایت کی۔ عبد اللہ بن داؤد بن دہاش بن اسماعیل بن عبد اللہ بن مسرع بن یاسر بن سوید الجہنی نے جو حضور اکرمؐ کے صحابی تھے بیان کیا، کہ میرے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اسماعیل بن عبد اللہ سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے مسرع بن یاسر سے روایت کی۔ کہ جناب یاسر نے انہیں بتایا، کہ حضور اکرمؐ نے انہیں سواروں یا پیدل سپاہ کے ایک جماعت کے ساتھ ایک فوجی مہم پر روانہ فرمایا۔ اور میری بیوی حاملہ تھی اس دوران میں ان کی بیوی نے ایک لڑکا جنا۔ جسے وہ اٹھا کر حضور کے پاس لے گئی۔ اور گزارش کی یا رسول اللہ، اس کا والد کسی فوجی مہم پر گیا ہوا ہے۔ اور اس اثنا میں یہ بچہ پیدا ہوا ہے، اس لئے اس کا نام تجویز فرمادیجئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کو اٹھا لیا۔ اور اپنا مبارک ہاتھ اس پر پھیرا۔ اور دعا فرمائی: اے خدا، تو ان لوگوں میں مردوں کی تعداد کو بڑھا اور عورتوں کی تعداد کو کم کر۔ انہیں محتاج نہ کر۔ اور ان میں کوئی مفلس نہ ہو، اس کے بعد بچے کا نام مسرع تجویز فرمایا، کیونکہ اسلام میں شمولیت کے لئے اس نے جلدی کی تھی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۶) (سیدنا) یاسر رضی اللہ عنہ

بن عامر عیسیٰ: عماران کے بیٹے تھے۔ یمن سے آئے تھے۔ ان کا نسب ہم عمار کے ترجمے میں

بیان کر آئے ہیں۔ بنو مخزوم کے خلیفہ تھے۔ ان کی کنیت ابو عمار تھی۔ ابو حذیفہ بن مغیرہ نے اپنی کنیز سمیہ کو ان سے بیاہ دیا تھا۔ جب عمار پیدا ہوئے، تو ابو حذیفہ نے سمیہ کو آزاد کر دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد ابو حذیفہ فوت ہو گیا۔ جب ظہور اسلام ہوا، تو یاسر کا سارا خاندان مسلمان ہو گیا۔ جس کی وجہ سے انہیں سخت مصائب سے پالا پڑا۔

ابو جعفر نے بائنا دہ یونس بن بکر سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ انہیں غامد بن یاسر کے کئی مردوں نے بتایا۔ کہ ام عمار سمیہ کو بنو مخزوم نے قبول اسلام کی وجہ سے بڑے بڑے دکھ دیئے، تا آنکہ انہوں نے اس خاتون کو قتل کر دیا۔ جب بھی حضور اکرمؐ کا گزر اس خاندان کے پاس سے ہوتا، اور انہیں مکہ کی گرمی میں شکر تیزوں اور کنکروں پر لٹا کر عذاب دیا جا رہا ہوتا تو حضور اکرمؐ فرماتے۔ اے آل یاسر! صبر کرو، کہ تم سے جنت کا وعدہ ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یامین رضی اللہ عنہ) (۳۲۷)

بن یامین :- لبقول ابن مندہ و ابو نعیم یہ اہل کتاب سے تھے۔ اور مسلمان ہو گئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: یامین بن عمیر بن کعب بن عمرو بن جماش۔ ان کا تعلق بنو نضیر سے تھا انہوں نے اسلام قبول کیا، اپنے مال کی حفاظت کی۔ اور اسلام کی خدمت کی۔ ان کا شمار کبار صحابہ میں ہوتا تھا۔ ابو موسیٰ نے انہیں یامین بن عمیر نضیری لکھا ہے، یہ عمرو بن جماش کے عم زاد تھے۔ ابو صالح نے عبد اللہ بن عباس سے اس آیت: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا، آمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ** الی آخر، کے بارے میں روایت کی ہے، کہ یہ آیت عبد اللہ بن سلام، اسد اور اسید پسران کعب، ثعلبہ بن قیس، سلام پسر، ہشیرہ عبد اللہ بن سلام، سلمہ پسر، اور عبد اللہ بن سلام اور یامین بن یامین کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اہل کتاب سے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے۔

یہ لوگ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ، ہم صرف آپ پر حضرت موسیٰ، توریت اور عزیر پر ایمان لاتے ہیں اور باقی کسی پر نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، تم مجھ پر قرآن پر اور تمام آسمانی کتابوں اور انبیاء پر ایمان لاؤ، انہوں نے جواب دیا، ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔

یامین وہ آدمی ہیں جنہوں نے عبد اللہ بن مغفل اور ابولیل کو غزوہ تبوک کے موقع پر اس وقت

سواری کے لئے اونٹ دیا تھا۔ جب یہ لوگ لشکر اسلام میں شامل نہ ہو سکتے پروردہے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا۔ اور ابن منذرہ پر جنہوں نے یامین کے والد کا نام یامین لکھا ہے، استدراک کرتے ہوئے ان کے والد کا نام عمیر لکھا ہے اور بلاشبہ ان کے والد کے نام کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم۔

باب الیاء والشاء والحار

(۳۲۸) ریدنا، شربی (رضی اللہ عنہ)

بن عوف البوزمہ تمیمی تیم الرباب :- ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض عمارہ، بعض رفاعہ اور بعض شربی کہتے ہیں۔ ہم کینتول میں بھی ان کا ذکر کریں گے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۹) ریدنا، مکنس (رضی اللہ عنہ)

القبائل :- یسار بن مالک ثقفی کے غلام تھے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا محاصرہ کیا، تو یہ اپنے آقا کو چھوڑ کر حضور کے پاس آگئے تھے۔ جب ان کے آقا بھی مسلمان ہو گئے تو حضور نے انہیں ان کے آقا کے سپرد کر دیا، اور ان کی ولایت بھی یسار بن مالک کے حوالے کر دی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۰) ریدنا، مکنس (رضی اللہ عنہ)

بن ویرہ اذدی :- حضور اکرم نے انہیں بطور سفیر، فیروز و علمی، قیس بن کلثوم اور اہل مین کے پاس بھیجا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور جعفر المستغفری سے ابن اسحاق کی روایت بیان کی ہے۔

(۳۳۱) ریدنا، یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن زرارہ الصاری :- ایک روایت میں یحییٰ بن ازہر بن زرارہ مذکور ہے۔ ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابن ابی عاصم نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے سوا باقی لوگ انہیں تابعی شمار کرتے ہیں۔

یحییٰ بن ابی الرجاء نے اجازت با ستادہ ابو بکر بن ابی عاصم سے، انہوں نے ابن ابی شیبہ سے

انہوں نے غندر سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے محمد بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ سے، انہوں نے اپنے چچا یحییٰ سے (میں نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا، جو اس کی طرح لوگوں سے حدیث بیان کرتا ہو، روایت کی، کہ اسعد بن زرارہ جو محمد کے نانا تھے، کے گلے میں سخت درد شروع ہو گیا آپ نے فرمایا۔ مجھے ابو امامہ کی شکایت سننا پڑے گی۔ آپ نے داغ دیا اور وہ فوت ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ مردے کے بارے میں یہود کا رویہ کتنا غلط ہے، وہ کہتے ہیں۔ میں نے اپنی ساتھی کو کیوں نہیں بچایا۔ حالانکہ میرے اختیار میں نہ تو اپنے بارے میں کوئی شے ہے، اور نہ اس کے بارے میں۔

اسی اسناد کے رو سے حضور اکرمؐ نے فرمایا، جو آدمی جمعے کی اذان سے، اور مسجد کو نہ جائے۔ دوبارہ نہ اور نہ جائے، تو اللہ لیے آدمی کے دل پر مہر لگا دیتا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے، اور اس حدیث کو اسعد بن زرارہ کی طرف منسوب کیا ہے۔

امام بخاری نے اس اسناد کو یوں بیان کیا ہے۔ یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن اسعد بن زرارہ، بعض راوی اسعد بن زرارہ کہتے ہیں اور یہ غلط ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ جو آدمی یحییٰ کو اسعد بن زرارہ کی اولاد سے شمار کرتا ہے، اسے لازماً اسعد کو صحابی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اسعد نے ان دنوں وفات پائی۔ جب مسجد نبوی کی تعمیر شروع تھی۔ اور اگر وہ ابن اسعد ہوں۔ جب بھی ایسا ہی ہو گا۔ کیونکہ ابونعیم لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ لکھ کر غلطی کا ارتکاب کیا ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ شاید وہ دولت اسلام سے محروم رہا۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ اسے صحبت نصیب ہونا چاہیے تھی۔

(۳۳۲) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

ابن اسید بن حضیر الانصاری :- ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ایسی تھی۔ کہ بات کو یاد رکھ سکتے تھے۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔ ان کے والد کی کنیت ابو یحییٰ تھی۔ اور ان کا ذکر اس حدیث میں موجود ہے۔ جس میں ان کے والد کی قرأت کے وقت سکون خاطر یا فرشتوں کے نزول کا ذکر ہے۔

(۳۳۳) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

ابن حکیم بن حزام القرشی اسدی :- ہم ان کا نسب ان کے والد اور ان کے بھائی ہشام کے

ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ان کے والد، اور ان کے بھائی، ہشام، عبداللہ اور خالد اور یہ خود فتح مکہ کے دن مسلمان ہوئے۔ اور حضور اکرمؐ کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۲) (سیدنا، یحییٰ رضی اللہ عنہ)

بن حنظلیہ :- یہ ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے بیعت رضوان کی۔ اور یہ بانجھ تھے۔ یزید بن ابومریم الانصاری نے اپنے والد سے، انہوں نے یحییٰ بن حنظلیہ سے روایت کی کہ انہوں نے حضورؐ سے بیعت رضوان کی تھی۔ وہ کہا کرتے، کہ اگر اللہ مجھے ایک بیٹا عطا فرماتا، تو میں اسلامی تعلیم کے مطابق اس کی تربیت کرتا۔ جو میرے لئے دنیا اور مافیہا سے بہتر ہوتا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۳۵) (سیدنا، یحییٰ رضی اللہ عنہ)

بن خلاد بن رافع الانصاری :- یہ ابن مندہ کا قول ہے۔ ابو عمر کے مطابق وہ کندی تھے حضور اکرمؐ کے عہد میں پیدا ہوئے اور بعد از ولادت حضورؐ کے پاس لائے گئے، آپ نے کھجور سے انہیں گھٹی دی۔ اور فرمایا۔ میں اس کا وہ نام تجویز کرتا ہوں۔ جو حضرت یحییٰ کے بعد اور کسی نے نہیں رکھا۔

اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ نے یحییٰ بن خلاد سے روایت کی کہ جب وہ پیدا ہوئے تو حضور اکرمؐ کی خدمت میں لائے گئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے لیکن ابو عمر نے انہیں کندی لکھا ہے۔ یہ ان کی غلطی ہے۔ کیونکہ کئی کتابوں میں یہی لکھا دیکھا ہے۔ اور کوئی روایت اس کی ناسخ نہیں دیکھی۔ ان کا سلسلہ نسب وہی ہے، جو ان کے والد کے ترجمے میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن خلاد بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری واللہ اعلم۔

(۳۳۶) (سیدنا، یحییٰ رضی اللہ عنہ)

بن سعید بن عاصی قرشی اموی :- ابو داؤد لکھتے ہیں، کہ فقیان بن جوہری نے باسنادہ تعینی سے انہوں نے مالک سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید الانصاری سے، انہوں نے قاسم بن محمد اور سلیمان بن یسار سے یہ سنا۔ کہ یحییٰ نے عبدالرحمان بن حکم کی لڑکی کو طلاق دے دی۔ لیکن عبدالرحمن نے اپنی لڑکی کو یحییٰ کے گھر سے اپنے پاس بلوایا۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے مروان بن حکم کو جو والی مدینہ تھا۔ کہلوایا، کہ اللہ سے ڈرا اور لڑکی کو اس کے گھر بھجوا۔ مروان نے جواب میں کہلوایا کہ مجھے عبدالرحمان نے مجبور کر دیا تھا ایک روایت میں ہے، مروان نے کہلا بھیجا، کہ کیا فاطمہ دختر قیس کی طلاق کا واقعہ آپ کو یاد نہیں رہا۔ حضرت

عائشہ نے فرمایا۔ اگر تم فاطمہ و خیر تقیس کا ذکر نہ بھی کرتے، جب بھی تمہارا کچھ نہ بگڑتا۔ مروان کہنے لگا۔ ام المومنین اگر آپ کا مقصد گڑبڑ پیدا کرنا ہے تو کیا وہ گڑبڑ کافی نہیں، جو ان دو آدمیوں میں پیدا ہو گئی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور اس حدیث کو ایک اور اسناد سے بھی بیان کیا ہے۔

یہ یحییٰ، عمرو بن سعید، جن کا عرف اشدق تھا۔ اور جنہیں عبدالملک بن مروان نے قتل کر دیا تھا کے بھائی تھے۔ انہیں حضور کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ کیونکہ ان کے والد سعید بن عاص کی ولادت پہلے سال ہجری میں ہوئی۔ اور یحییٰ ان کے فرزند اکبر بھی نہیں۔ پھر یہ کیسے یاد کیا جاسکتا ہے، کہ انہیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ اسی طرح میرے لئے یہ بھی باعث حیرت ہے۔ کہ ابو موسیٰ کو اس حدیث کے ہوتے یہ اشتباہ کیسے پیدا ہوا، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہیں پائی جاتی، جس سے یہ سمجھا جائے کہ انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ واللہ اعلم
(سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ) (۳۳۷)

بن صیفی، یحییٰ بن یونس نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ اور یہ بھی لکھا ہے کہ ان کی صحبت کا مجھے علم نہیں۔

زید بن جناب نے، ابراہیم بن زید سے، انہوں نے یحییٰ بن صیفی سے روایت کی، حضور اکرم نے فرمایا، اسے آدمی کی سعادت گردانا چاہیے۔ اگر اس کا بیٹا اس سے ملتا جلتا ہو۔ جعفر لکھتے ہیں، کہ یہ حدیث مرسل ہے، کیونکہ یحییٰ بن صیفی کو حضور کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ) (۳۳۸)

ابن عبدالرحمان انصاری، ہشام بن حسان نے، محمد بن عبدالرحمان سے، انہوں نے یحییٰ بن عبدالرحمان انصاری سے سنا حضور اکرم نے فرمایا، جس نے علیؑ کی زندگی اور اس کی موت کے بعد اس سے محبت کی اللہ تعالیٰ اسے ہمیشہ امن میں رکھے گا، اور وہ ایسا نڈر رہے گا۔ اور جس شخص نے اس سے بغض رکھا وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور اس بدعت کا اس سے محاسبہ کیا جائے گا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا یحییٰ رضی اللہ عنہ) (۳۳۹)

یحییٰ بن عمیر بن حارث بن کنذہ بن ثعلبہ بن حارث بن عزام، جعفر لکھتے ہیں، کہ ليقول محمد بن حبان

ان کے والد بدری تھے، اور انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۰) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن نفیر، ابو ذہیر نمیری :- انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ٹڈی کے بارے میں حدیث بیان کی۔ احمد بن عمیر بن حوصان نے ان کا نام یہی لکھا ہے۔ مگر محمد بن عیسیٰ نے ابو بکر بن ابوالاسود سے ان کا نام یحییٰ بن شرییل لکھا ہے، یہی قول ہے حسین القباہی کا۔
یحییٰ حمص کے باشندے تھے۔ اور کفیتوں کے عنوان کے تحت ان کا ذکر پھر آئے گا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۱) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن ہانی بن عروۃ المرادی :- ہشام بن کلثوم نے ابو کران المرادی سے، انہوں نے یحییٰ بن ہانی بن عروۃ المرادی سے روایت کی، کہ فروہ بن میک بلوک کنذہ کو چھوڑ کر حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ظہور اسلام سے پہلے بنو مراد اور بنو ہمدان میں ایک جنگ ہو چکی تھی، جس میں ہمدانیوں کو بنو مراد کے ہاتھوں بڑا نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ اور اس جنگ کو یوم الردم کہتے تھے حضور نے دریافت فرمایا اسے فروہ اجنگ روم میں تمہاری قوم کو جو نقصان اٹھانا پڑا تھا۔ کیا تمہیں بھی اس سے رنج پہنچا تھا، یا رسول اللہ، ایسا کون ہے، جسے وہ نقصان اٹھانا پڑے، جو میری قوم کو اٹھانا پڑا اور اسے دکھ نہ ہو۔ حضور نے فرمایا بہر حال اسلام قبول کرنے سے تیری قوم کو فائدہ ہی پہنچا ہے۔ چنانچہ مراد اور زبید کے علاقے حضور اکرم نے ان کے حوالے کر دیئے۔

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۲) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

بن ہند بن حارثہ :- حدیبیہ اور بعیت رضوان میں موجود تھے۔ جعفر نے حاتم بن جان سے یہ قول نقل کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۲۳) (سیدنا) یحییٰ (رضی اللہ عنہ)

ابو الجعد الجہنی :- ان کے بیٹے جعد نے ان سے ایک حدیث منکر عبد اللہ بن بلوی سے روایت کی کہ ہم بنو جہنیہ کے چند آدمیوں کے ساتھ، حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ تشریف فرما تھے اور

لوگ ارد گرد جمع تھے۔ آپ نے بوجہینہ کو خوش آمدید کہا اور فرمایا، بوجہینہ! دیکھنے کو سخت اور میدان جنگ میں آگے آگے چلنے والے ہیں۔ تمینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب الیاء والزوار

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) ۳۲۳

الفارسی :- بجزیر بن رسیان کے آزاد کردہ غلام تھے، ان کا شمار اہل مین میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے علی نے روایت کی۔

ابویاسر عبد الوہاب بن ہبہ اللہ نے باسنادہ، عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے روح سے، انہوں نے زکریا بن اسحاق سے، انہوں نے علی بن یزید سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ تم میں سے جو شخص پیشاب کرے وہ اپنے آکر تناسل کو تین بار جھٹکا دے۔ تمینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابو عمر لکھتے ہیں، کہ بعض لوگ ان کی صحبت کے قائل ہیں، لیکن اکثر محدثین انہیں نہیں جانتے اور بعض ان کی حدیث کو مرسل قرار دیتے ہیں۔ اور ان کا مدار زعمہ بن صالح پر ہے۔ امام بخاری لکھتے ہیں۔ کہ ان کی حدیث ثابت نہیں۔ یحییٰ بن معین لکھتے ہیں کہ علی اور ان کے والد مجہول الحال ہیں۔ اور یہ ان کی طرف سے تکلف محض ہے، واللہ اعلم

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) ۳۲۵

بن احنس بن حبیب بن جرہ بن زغیب بن مالک بن خفاف بن امرؤ القیس بن ہبہ بن سلیم بن منصور السلمی، ان کی کنیت ابو معن تھی۔ یہ کلبی کا قول ہے۔ محمد بن سعد نے جو واقدی کے کاتب ہیں، ان کا سلسلہ نسب یہی لکھا ہے، اور انہیں کوئی بتایا ہے۔ مگر بعض لوگ انہیں شامی شمار کرتے ہیں۔ نیز انہیں ان کے والد اور ان کے بیٹے کو بدری کہتے ہیں، ابو عمر انہیں بدری نہیں کہتے، ہاں البتہ وہ انہیں ان لوگوں میں گردانتے ہیں، جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی، انہوں نے حضور سے روایت کی، اور ان سے کثیر بن مرہ اور بجزیر بن یزید نے روایت کی، کہ عبد الوہاب بن ہبہ اللہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنے والد کی ایک کتاب میں ان کے ہاتھ سے لکھا یہ نوٹ دیکھا، کہ انہیں

ابو ثوبہ الریحی نے ایک خط میں تحریر کیا، کہ سلیم بن حمید نے زید بن واقد سے، انہوں نے سلیمان بن موسیٰ سے، انہوں نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے زید بن احنس سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ تمہیں باہم ایک دوسرے پر رشک نہیں کرنا چاہیے، ہاں البتہ دو آدمیوں سے ایسا کر سکتے ہو۔ مثلاً ایک آدمی کو قرآن سے لگاؤ ہے، وہ دن رات اس کی تلاوت کرتا ہے اور اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے، اسے دیکھ کر ایک آدمی کہتا ہے، کہ اگر مجھے بھی یہ سعادت نصیب ہو۔ تو میں بھی اس شخص کی تقلید کروں گا۔ دوسرا وہ آدمی، جسے خدا نے مال عطا کیا ہے۔ اور وہ اللہ کی راہ میں اس مال کو یہ طیب خاطر صرف کرتا ہے اسے دیکھ کر ایک آدمی کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے، کہ اگر مجھے بھی خدا دولت عطا فرمائے، تو میں دل کھول کر اس کی راہ میں اسے صرف کروں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مزید (رضی اللہ عنہ) (۳۲۶)

بن اسد بن کرز بن عبد اللہ بن عبد شمس بن عجمہ بن جریر بن شق الکاہن بن صعیب بن لشکر بن رہم بن افزک بن نذیر بن قسر بن عبقر بن انمار بن اراش البجلی القسری یہ صاحب خالد بن عبد اللہ بن زید کے (جو ہشام بن عبد الملک کی طرف سے امیر عراق تھے، دادا تھے۔ ان کی حدیث خالد بن عبد اللہ نے اپنے باپ سے، انہوں نے دادا سے روایت کی۔ کہ ابو الفضل الفقیہ مخزومی نے باسنادہ احمد بن علی بن مثنیٰ سے، انہوں نے عثمان بن ابی شیبہ سے، انہوں نے ہشیم بن بشیر سے، انہوں نے سیار سے سنا، کہ انہوں نے خالد القسری کو منبر پر سے یہ کہتے سنا، کہ میرے باپ نے میرے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، اے زید بن اسد! تو لوگوں کے لئے وہی بات پسند کر، جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔

یحییٰ بن معین کہتے ہیں، کہ خالد کے خاندان کے لوگ اس امر کو تسلیم نہیں کرتے، کہ ان کے دادا کو حضور اکرمؐ کی صحبت نصیب ہوئی، اگر ہوتی، تو انہیں علم ہوتا۔ یحییٰ لوگوں کے خلاف انہیں صحابی گردانتے ہیں، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مزید (رضی اللہ عنہ) (۳۲۷)

بن اسود الجرشى :- ان کی کیفیت ابوالاسود تھی، یہ شام میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ ان کا شمار بلا ثبوت صحابہ میں کیا گیا۔ ابن مندہ اور ابو عمر نے ان کی حدیث بیان کی ہے، کہ انہوں نے عزیٰ کی پرستش ہوتی دیکھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کے مطابق متاخرین نے ان کا ذکر کیا ہے وہ ان کی

صحبت کے قائل ہیں۔ لیکن کوئی روایت بیان نہیں کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۲۸)

بن اسود العامری السوائی :- ان کا تعلق بنو سواد بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ ایک روایت میں خزاعی ابو جابر مذکور ہے۔ ان سے ان کے بیٹے جابر نے روایت بیان کی۔ کہ کئی راویوں نے باسناد ہم ابو علی ترمذی سے، انہوں نے احمد بن منیع سے، انہوں نے ہشیم سے، انہوں نے لعلی بن عطاء سے، انہوں نے جابر بن یزید سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے، انہوں نے حضور کے ساتھ مسجد حنیف میں نماز صبح ادا کی۔ جب آپ مڑ کر بیٹھے، تو آپ نے دو آدمیوں کو ایک طرف بیٹھے دیکھا جنہوں نے نماز میں شرکت نہیں کی تھی۔ آپ نے ان سے عدم شرکت کی وجہ دریافت کی، تو انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم پیشتر ازیں نماز ادا کر چکے ہیں۔ حضور نے فرمایا اگر کچھ کبھی ایسی صورت پیش آجائے، تو جماعت میں شریک ہو جایا کرو۔ یہ نماز نقلی شمار ہوگی۔ اے ابو داؤد طیالسی نے شعبہ سے، انہوں نے لعلی بن عطاء سے، انہوں نے جابر سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۲۹)

بن اسید بن ساعدہ، یہ اپنے والد اور اپنے چچا حتمہ انصاری کے ساتھ غزوہ احد میں موجود تھے۔ ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۵۰)

بن اسیر الضبعی :- ایک روایت میں ابن بشیر آیا ہے۔ اور ایک دوسری روایت میں اسیر بن یزید مذکور ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ ذی قار کی جنگ، پہلا موقعہ تھی کہ عربوں کو عجم پر فتح حاصل ہوئی۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ امام بخاری اور ابو حاتم نے ان کے والد کا نام بشیر لکھا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں ذی قار کی حدیث ان سے روایت کی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے یزید بن بشیر لکھا ہے، اور ذی قار کی حدیث ان سے روایت کی ہے لیکن وہ ان کی صحبت کے قائل ہیں۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۵۱)

بن اصم، اصم کا نام عمرو تھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نسب یوں لکھا ہے: یزید بن

عبد عمرو بن عدس بن معاویہ بن لکاد بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ، ابو عوف عامری۔ ان کی والدہ کا نام
برزہ دختر عارت بن عزن ہلالیہ تھا۔ اور ان کی بہن کا نام میمونہؓ تھا۔ جو حضور اکرمؐ کے حرم میں تھیں وہ جزیرہ
میں قیام پذیر ہو گئے تھے۔ وہ جناب میمونہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ان کی حدیث کے راوی ان کے
بھتیجے عبید اللہ بن عبد اللہ ہیں۔ جو اپنے چچا زید بن اصم سے روایت کرتے ہیں۔ میں ایک بار اپنی خالہ
میمونہ سے ملنے گیا۔ نماز کے لئے مسجد میں کھڑا تھا، کہ حضور تشریف لے آئے۔ میری خالہ مجھے وہاں کھڑا
دیکھ کر چھپ گئیں۔ اور کہنے لگیں، یا رسول اللہ! اس لڑکے کو دیکھئے، کس طرح شرمناک ہے۔ حضور اکرمؐ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کا کسی اچھی بات پر تجھ سے شرماتا، کسی ناگوار پر شرمانے سے بہتر ہے۔ ان
کی وفات ہجرت کے ۱۰۳ یا ۱۰۲ سن میں ہوئی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم
انہیں تابعین میں شمار کرتے ہیں۔

(سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ (۳۵۲)

بن امیہ ابونان العلی، ان کی ولادت غزوہ احد کے دوران میں واقع ہوئی۔ ان سے نافع نے جو
حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے، روایت کی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ (۳۵۳)

بن امیس بن عبد اللہ بن عمرو بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر، ان کی کنیت ابو عبد الرحمن
تھی۔ فتح مصر میں موجود تھے۔ لیکن ان سے مصر میں کوئی حدیث مروی نہیں۔ ہاں اہل بصرہ نے ان سے روایت
کی ہے، عماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطا سے، انہوں نے ابو ہمام عبد اللہ بن سيار سے، انہوں نے ابو عبد الرحمن
فہری سے روایت کی، کہ وہ غزوہ حنین میں حضور اکرمؐ کے ساتھ تھے۔ اس دن سخت گرمی تھی۔ اور ہم نے
ایک درخت کے نیچے پناہ لے رکھی تھی، جب زوال ہوا، تو میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر آپؐ کی خدمت
میں حاضر ہوا، آپؐ ایک خیمے میں آرام فرما رہے تھے، اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہا۔ اور عرض
کیا، یا رسول اللہ! زوال ہو گیا ہے۔ فرمایا بلال کو بتاؤ۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ (۳۵۴)

بن ادس: ابو عبد الدار بن قصى کے حلیف تھے۔ انہوں نے فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ اور
جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابو جعفر نے بائدادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شراکے جنگ

از ابو عبد اللہ، انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے، جو مسیّد کے خلاف لڑتے شہید ہوئے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۵۴)

بن بردع بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر الانصاری ظفری، غزوہ احد میں موجود تھے ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر اسی انداز سے کیا ہے۔ لیکن ابن الدباغ اندلسی نے ابو عمر کے خلاف استدراک کرتے ہوئے ان کا سلسلہ نسب بطریق ذیل بیان کیا ہے، یزید بن بردع بن زید بن عامر بن کعب بن خزرج۔ ان کی روایت کے مطابق یہ صاحب، احد سمیت بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے۔ یہ لا ولد تھے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ ابن القداح کی روایت کے مطابق وہ یوم حرہ کو قتل ہوئے۔ یہ ابن الدباغ کی روایت ہے۔ اور بلاشبہ ابن الدباغ کا خیال یہی ہے۔ کہ ابو عمر سے ان کے نسب کے بیان کرنے میں غلطی سرزد ہوئی ہے۔ اور انہوں نے یزید کو ظفر کی طرف منسوب کیا ہے۔ جبکہ ابن الدباغ انہیں سواد بن کعب بن خزرج سے منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ کعب بن خزرج بھی ظفر ہی ہے۔ اس لحاظ سے ہر دو نسب ایک ہی ہیں اور غلطی دراصل ابن الدباغ کی ہے۔ جو دونوں کو علیحدہ علیحدہ خیال کرتے ہیں۔

ابن اثیر لکھتے ہیں: کہ میں نے ابن الدباغ کی غلطی کی نشاندہی اس لئے کی ہے، تاکہ کوئی ان کی بات کو درست نہ سمجھ لے۔ اور اس نوع کی اغلاط سے میں نے اکثر یہ غرض اختصار چشم پوشی کی ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۵۵)

بن بہرام: ابو حاتم بن حبان لکھتے ہیں، کہ اس سے مراد مقعد ہے۔ جس کے خلاف حضور نے بدعا فرمائی تھی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۵۶)

بن تمیم: یحییٰ بن یونس کے بقول ان کی صحبت ثابت نہیں۔ عثمان بن حکیم نے یزید بن تمیم سے جو ابن ربیعہ کے آزاد کردہ غلام تھے، روایت کی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو اللہ نے دو چیزوں کے شر سے بچالیا۔ وہ جنتی ہو گیا۔ صحابہ نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! وہ دو چیزیں کون سی ہیں۔ فرمایا، ایک وہ جو اس کے دو جبروں کے درمیان ہے۔ اور دوسری وہ جو اس کی دو ٹانگوں

کے درمیان ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۵۷) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن ثابت الانصاری: ہم ان کا نسب ان کے بھائی زید بن ثابت کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں یہ اپنے بھائی سے بڑے تھے۔ یزید غزوہ بدر و بدر ایتے غزوہ احد میں بھی موجود تھے، اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ایک روایت کے مطابق جنگ یمامہ میں انہیں تیر لگا۔ اور واپسی میں راہ ہی میں فوت ہو گئے۔ یہ زہری کا قول ہے۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں، کہ عبداللہ بن احمد نے بائناہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے پہلے شہدائے جنگ یمامہ، از بنو نجار و بنو مالک و یزید بن ثابت سنا، کہ وہ جنگ یمامہ میں زخمی ہو گئے اور واپسی پر فوت ہو گئے۔

ان سے خارجہ بن زید نے روایت کی، کہ ابو الفضل منصور بن ابوالحسن فقیہ نے بائناہ یعلیٰ موصلی سے انہوں نے عباس بن ولید زسی سے، انہوں نے عبدالواحد بن زیاد سے، انہوں نے عثمان بن حکیم سے، انہوں نے خارجہ بن زید سے، انہوں نے اپنے چچا یزید بن ثابت سے سنا کہ ایک بار وہ حضور اکرم کے ساتھ جنت البقیع کو گئے۔ وہاں آپ نے ایک نئی قبر دیکھی، دریافت فرمایا، یہ کس کی ہے، ہم نے عرض کیا، فلاں کنیز کی جسے فلاں شخص نے آزاد کیا تھا۔ فرمایا، مجھے کیوں نہیں بتایا۔ ہم نے گزارش کی۔ آپ قیلوہ فرما رہے تھے۔ جگانا مناسب نہ معلوم ہو اور حضور وہیں کھڑے ہو گئے، ہمراہیوں کو ایک صفت میں کھڑا کیا، اور چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی۔ پھر فرمایا، جب تک میں تم میں موجود ہوں، تو جب بھی کوئی شخص فوت ہو۔ تو مجھے بتایا کرو۔ راوی کہتا ہے میرا خیال ہے، حضور اکرم نے فرمایا، میری نماز اس کے لئے رحمت ہوگی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں۔ میں نہیں مان سکتا، کہ خارجہ نے اپنے چچا سے یہ حدیث سنی ہوگی۔ واللہ اعلم۔

(۳۵۸) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن ثعلبہ بن خزیمہ بن اصرم بن عمرو بن عمارہ بن مالک بن عمرو بن بشرہ بن مشنہ بن قشر بن تمیم بن عوذ منہ بن تاج بن تیم بن الاشہ بن عامر بن عبیلہ بن قسبیل بن فران بن بلی البلوی حلیف بنو سالم بن عوف بن خزرج، ان کی کنیت ابو عبدالرحمن یا ابو عبداللہ تھی۔ ان کے بھائی کا نام بجات تھا۔ وہ اور

مجدز بن زیاد پانچویں پشت میں (عمارہ میں) جمع ہو جاتے ہیں۔

یونس نے ابن اسحاق سے ان کا نسب بیان کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ سبیت عقبہ میں، بنو عوف بن خزرج بن ثعلبہ سے۔ پھر بنو سالم بن عوف اور ابو عبد الرحمن بن زید بن ثعلبہ بن خزرمہ بن اعرم بن عمرو بن عمار حلیف بنی غصینہ از بنو بلی۔ دونوں عقبہ میں موجود تھے۔ یہی رائے علامہ طبری کی ہے۔ طبری اور دارقطنی خزرمہ بہ فتح ز اور ابن اسحاق اور کلبی بہ سکون ز اپڑھتے ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ انصار میں خزرمہ بہ حرکت نہیں بولا جاتا۔ اور عمارہ بہ تشدید میم ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) زید رضی اللہ عنہ (۳۵۹)

بن جاریہ بن عامر بن مجمع بن عطف بن ضبیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن اوس انصاری اوسی۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ بقول ابن مندہ ان کا نام زید بن جاریہ بھی آیا ہے۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے زید بن جاریہ یا خارجہ لکھا ہے، وہ ابو عبد الرحمن بن زید اور زید و مجمع پس ان جاریہ کے بھائی تھے۔ ہم نے ان کے والد جاریہ اور زید اور مجمع کا ذکر ان کے ترجمے میں کیا ہے۔

زید سے ان کے بیٹے عبد الرحمن اور خالد بن طلحہ نے روایت کی۔ اور یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ حجۃ الوداع میں موجود تھے، جس میں آپ نے فرمایا تھا، تم اپنے غلاموں کے بارے میں محتاط رہو، انہیں وہی کھلاؤ، جو خود کھاتے ہو، اور وہی پہناؤ، جو خود پہنتے ہو۔ یہ حدیث ان کے بیٹے عبد الرحمن نے ان سے روایت کی۔ اور اسماعیل بن مجمع نے اپنے والد مجمع بن زید بن جاریہ سے، انہوں نے اپنے والد زید سے روایت کی، کہ انہوں نے غزوہ خیبر کے موقع پر مال غنیمت میں اپنے حصے سے حلے کے بدلے میں ایک حلہ خریدا۔ اور انہوں نے زید کے بدلے میں زید سے روایت کی۔ لیکن پہلی سند اصح ہے۔ تینوں نے اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ کہ زید کے بارے میں ابن مندہ کا یہ کہنا، کہ ان کے نام کے بارے میں ایک روایت زید بھی ہے۔ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ زید ان کا بھائی ہے۔ جنہیں حضور اکرم نے غزوہ احد میں بوجہ کم عمر ہونے کے علیحدہ کر دیا تھا۔ ابن ماکولا لکھتے ہیں کہ دارقطنی نے، جاریہ بن مجمع اور ان کے دو بیٹوں مجمع اور زید کے بعد اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ بقول خطیب زید بن جاریہ، مجمع کا بھائی ہے۔ اس کے بعد ابن ماکولا لکھتے ہیں، کہ زید بن جاریہ انصاری

عمری اوسى کو حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ چنانچہ ان سے یہ روایت مروی ہے۔ کہ حضور اکرمؐ نے غزوہ احد کے موقع پر بعض لڑکوں کو بوجہ کم عمری کے علیحدہ کر دیا تھا۔

ابن کلبی نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے، جس طرح ہم لکھ آئے ہیں، اور زید، یزید اور مجمع کو ان کے بیٹے شمار کیا ہے۔ اس سے واضح ہو گیا، کہ یہ کوئی اور صاحب ہیں، اور نیز قیل زید کی روایت بھی غلط ہے، واللہ اعلم

اور ابن مندہ پر ابو موسیٰ کا اعتراض بلاوجہ ہے۔ کیونکہ اس نے صرف اتنا کہا، یزید بن جابر یا خارجہ اور جس شخص نے یزید بن خارجہ لکھا ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ صاحب معرفت الاسم والنسب ہیں اور شبہ کی گنجائش نہیں۔ واللہ اعلم۔

ابو نعیم نے مروان بن معاویہ کی حدیث عثمان بن حکیم بن خالد سے انہوں نے یزید بن جابر سے روایت کی۔ کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ دریافت کیا۔ پھر حدیث بیان کی بعض علماء کی رائے ہے، کہ یہ حدیث زید بن خارجہ بن زید بن ابو زہیر کی ہے، جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اور گفتگو ان کے اور ان کے والد کے بارے میں ہے۔ اور انہوں نے مروان بن معاویہ کی حدیث عثمان بن حکیم انصاری سے، انہوں نے خالد بن سلمہ سے، انہوں نے موسیٰ بن طلحہ سے، انہوں نے زید بن خارجہ سے، جو بنو حارث بن خزرج کے بھائی ہیں۔ روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے درود بھیجنے کا طریقہ پوچھا۔

(۳۶۰) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن جراح۔ ابو عبیدہ بن جراح کے بھائی تھے، انہیں روایت اور صحبت کا اعزاز حاصل ہے۔ لیکن ان سے کوئی مستند حدیث مروی نہیں۔

فیروز بن ناجری نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ یزید بن جراح نے مصر میں ایک نصرانی عورت سے جو مین کی رہتے والی تھی۔ نکاح کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۱) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

بن حارث بن قیس بن مالک بن احمر بن حارث بن ثعلبہ بن کعب بن حارث بن خزرج انصاری خزرجی۔ یہ ابو نعیم اور ابو عمر کا قول ہے۔

ابن کلبی اور امیر ابو نصر نے ابن احمد تک اسی طرح بیان کیا ہے مگر ابن احمد کے بعد حارث بن مالک الاغریب ثعلبہ بن کعب بن خزرج بن حارث بن خزرج اکبر لکھا ہے۔ اور یہ اصح ہے۔ ابو عمر نے اس نسب کو عبداللہ بن رواحہ کے ترجمے میں ابن کلبی کی طرح بیان کیا ہے۔ کیونکہ یہ دونوں مالک الاغریب جمع ہو جاتے ہیں۔ اور ان کا عرف ابن قسح تھا۔ اور قسح ان کی والدہ کا نام تھا۔ جو بلقین کی رہنے والی تھی۔ اور حضور اکرمؐ نے ان میں اور ذوالشمالین میں موافقات قائم کی تھی۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ بے اولاد تھے۔

ابو جعفر نے بائسادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکرانے بدر از انصار، پھر از بنو حارث بن خزرج۔ پھر از بنو زید بن مالک بن ثعلبہ و زید بن حارث بن قیس، روایت کی یہ وہی آدمی ہیں جنہیں ابن قسح کہتے ہیں۔ یہ لا ولد تھے۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں سلمہ کا اضافہ کیا گیا ہے۔ ان کا بیان کردہ نسب، ابن کلبی کے بیان کردہ نسب کے برابر ہے۔ اور اسی استاد سے ابن اسحاق سے دربارہ شہدائے بدر از انصار و زید بن حارث جو حارث بن خزرج کے بھائی تھے، روایت مروی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ زید بن حارث کو طعیمہ بن عدی قرشی نے جو بنو نفل بن عبد مناف سے تھے، قتل کیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ (۳۶۲)

بن حاطب بن عمرو بن امیہ بن رافع الانصاری الاشہلی۔ ایک روایت کے مطابق ان کا تعلق بنو ظفر سے تھا۔ اس بنا پر ان کا نسب ہوگا یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع بن سوید بن حرام بن ہشیم بن ظفر۔ ابو جعفر نے بائسادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شہدائے غزوہ احد از بنو ظفر۔

یزید بن حاطب بن امیہ بن رافع کا ذکر کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں، مجھے عاصم بن عمر بن قتادہ نے بتایا کہ ان میں ایک آدمی تھا۔ جس کا نام حاطب بن امیہ بن رافع تھا۔ اس کے بیٹے کا نام یزید تھا جو غزوہ احد میں زخمی ہو گیا، اسے گھر واپس لے آئے، وہ قریب الموت تھا کہ قبیلے کے سب لوگ جمع ہو گئے، اور ابن حاطب کو جنت کی مبارک پیش کرنے لگے۔ حاطب جاہلیت میں رات کو چوکیداری کرتا تھا۔ اور ان دنوں فقر و فاقہ کی گرفت میں تھا۔ کہنے لگا کیا تم اسے اس جنت کی خوش خبری دے رہو۔ جس میں تم نے حمل گاڑ رکھے ہیں

اور وہ تو ابھی بچہ ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔ لیکن ابو موسیٰ نے ان کا نسب نہیں بتایا
ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو موسیٰ نے ان کا سلسلہ نسب نہیں بیان کیا اور صرف
اس پر اکتفا کیا۔ کہ یزید بن حاطب غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اور صرف یزید بن حاطب پر اکتفا کیا۔
(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۳۶۳)

والد حجاج: ان سے ان کے بیٹے حجاج نے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کتاب
اللہ سے اپنا تعلق قائم رکھو، کہ اس سے تمہاری حاجتیں پوری ہوں گی۔ اور جب تم کسی سے کوئی چیز مانگو،
تو خوش چہرہ لوگوں سے مانگو۔ اس حدیث کا مدار ابوالمقدام ہشام بن زیاد پر ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر
کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے ان کے ذکر میں ابن مندہ پر اعتراض کیا ہے۔ کیونکہ ابن مندہ نے ابو عبد اللہ یزید کو
غیر معروف آدمی قرار دیا ہے، اور ان کے بیٹے حجاج نے ان سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ ابو موسیٰ نے
ان کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ اور یزید ابوالمحجاج ان کا نام لکھا ہے۔ اور نیز بیان کیا ہے، کہ ان کے بیٹے
حجاج نے ان سے یہ روایت بیان کی، نیز ابو موسیٰ نے لکھا۔ کہ ابن مندہ نے اس حدیث کو یزید ابو عبد اللہ
کے ترجمے میں بیان کیا، لیکن ان کا ترجمہ نہیں لکھا۔

ابن ابی شریحہ لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے بلاشبہ یزید کا ترجمہ لکھا ہے، ہاں البتہ ان کی نسبت ابو عبد اللہ
لکھی ہے اور نیز یہ تحریر کیا ہے، کہ ان کے بیٹے حجاج نے ان سے روایت کی، زیادہ سے زیادہ ابو موسیٰ
نے یہ کیا ہے، کہ ان کی کنیت ابوالمحجاج لکھی ہے، یہ استدراک نہیں، کیونکہ ابن مندہ نے ان کا ترجمہ
لکھا ہے۔ ان کی حدیث بیان کی ہے، ممکن ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد اللہ ہی ہو، اور ابن مندہ نے ان
کے بیٹے کی وجہ سے، جو ان کی حدیث کے راوی ہیں۔ ان کی کنیت ابوالمحجاج لکھ دی ہو۔ اور اس کی وجہ
یہ بھی ہو سکتی ہو۔ کہ ان کی کنیت کے بارے میں اختلاف ہو، جیسا کہ اکثر ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۳۶۴)

بن حذیفہ اسدی۔ یہ اور ان کے بیٹے زقر اسلام پر ثابت قدم رہے۔ جب نبی واسد حضور کی وفات
کے بعد مع طلحہ کے مرتد ہو گئے تھے۔ دشمن نے ابن اسحاق سے یہ بات سنی۔ ابن الدباغ نے ان کا ذکر
کیا ہے۔

(۳۶۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حرام بن بیع بن خنساء بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمیٰ بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ابو جعفر بن سمان نے یا سادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کا بیعت عقبہ از نبی سلمہ پھر از بنو غنم بن کعب بن سلمہ، یزید بن حرام بن بیع بن خنساء کا ذکر کیا ہے ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے، اور حرام کو رانکے ساتھ لکھا ہے۔ لیکن ابن اسحاق اور ابن ہشام نے حرام دال سے لکھا ہے واللہ اعلم۔ میرے نزدیک ابن اسحاق اور ابن ہشام راستی پر ہیں۔

(۳۶۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حصین الشامی، ایک روایت میں ابن عمیر اور ایک میں ابن نمیر آیا ہے۔ بغوی، حسن بن سفیان اور طبرانی نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، لیکن وہ تابعی ہیں۔ ان کی حدیث کو موسیٰ بن علی بن رباح نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید بن حصین سے سنا، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ نے سب کو دیکھا ہے؟ وہ مرد تھا یا عورت؟ حضور نے فرمایا اس کے سولہ لڑکے یعنی تھے۔ اور چار شامی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۶۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

والد حکیم: ایک روایت میں ابن ابی حکیم اور ایک میں حکیم بن ابی یزید ہے۔ علی بن عاصم نے عطاء بن سائب سے، انہوں نے حکیم بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ رسول اکرم نے فرمایا، لوگوں کو نیکی کی دعوت دو، اس طرح لوگ ایک دوسرے سے اچھا اثر لیتے ہیں۔ اور جب کوئی آدمی مشورہ کرے، تو اسے اچھا مشورہ دو۔ نیز ہمام بن یحییٰ، وہیب بن خالد اور ایک جماعت نے عطاء بن سائب سے اسی طرح روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے

(۳۶۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن عوف: اپنے والد کی بیعت میں حضور اکرم کی بیعت کی۔ ان کی حدیث کے راوی ان کی اولاد ہی ہے۔ ہاشم بن یزید بن حمزہ نے اپنے والد حمزہ سے روایت کی۔ کہ وہ دربار رسالت میں حاضر ہوئے اور میں اور خزیم ان کے ساتھ تھے۔ ہم نے حضور سے بیعت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۶۹)

بن حوثرہ الضاری :- بقول ابن کلبی وہ احد میں اور صفین میں حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۷۰)

بن خالد العصری :- ابو بکر بن مردویہ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور بائناہ سعید بن عبد الرحمن بن یزید بن خالد العصری سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے جان بوجھ کر مجھ سے جھوٹ کو منسوب کیا، اسے اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لینا چاہیے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۷۱)

بن خدارہ بن بلیغ :- ابن ابوعلی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بائناہ موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے زہری سے یہ سلسلہ شترکائے غزوہ بہ معیت رسول اکرمؐ (غزوہ کا نام مذکور نہیں) یزید بن خدارہ بن بلیغ کا ذکر کیا ہے جعفر کا قول ہے، کہ یزید بن جذام بن بلیغ بن خنساء بن شان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ، غزوہ بدر اور بیعت عقبہ ثانیہ میں موجود تھے، اور سترکے گروہ میں شامل تھے۔ ابن اسحاق نے انہیں ان لوگوں میں شامل کیا ہے، جو عقبہ ثانی میں موجود تھے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۷۲)

بن رقیش بن رباب بن لیمر الاسدی از اسد بن خزیمہ :- بقول ابو موسیٰ و ابن اسحاق غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ جس شخص نے ان کا نام ارید بن رقیش لکھا ہے وہ غلطی پر ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۷۳)

بن رکانہ بن عبد یزید بن ہاشم بن عبد المطلب قرشی مطلبی :- ابو عمر اور ابو نعیم نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ لیکن ابن مندہ نے یزید بن رکانہ بن مطلب لکھا ہے۔ لیکن پہلا سلسلہ اصح ہے یہی قول ہے زہیر اور بعض اور علما کا۔ انہیں صحبت اور روایت کا اعزاز حاصل ہے۔ ان سے ان کے بیٹوں علی اور عبید الرحمن نے روایت کی۔

حسین بن زید بن علی نے، جعفر بن محمد سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے زید بن رکانہ سے روایت کی، کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جنازہ پڑھنے لگتے، تو تکبیر کے بعد ذیل کے الفاظ میں دعا فرماتے: اللّٰهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ امْتِكَ، اِحْتِاجُ اِلَى رَحْمَتِكَ وَانْتِ غَنِيٌّ عَنِ عَذَابِهِ، اِنْ كَانَ مَحْسَبًا فَرَدْنِي اِحْسَانًا وَ اِنْ كَانَ مِثْلًا فَتَجَاوِزْ عَنِّي، اس کے بعد پھر جو چاہتے پڑھتے:

ابو الربیع سلیمان بن محمد بن محمد بن خمیس نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو نصر بن طوق سے، انہوں نے ابو القاسم بن مرجی سے، انہوں نے ابو یعلیٰ سے، انہوں نے ابو الربیع زہرانی سے، انہوں نے جریر یعنی ابن حازم سے روایت کی، کہ زبیر بن سعید نے کہا، کہ ہمیں عبداللہ بن علی بن زید بن رکانہ نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ انہوں نے اپنی بیوی کو طلاق دی، پھر وہ حضور کے پاس آئے۔ آپ نے پوچھا، تم نے کیا ارادہ کیا تھا، انہوں نے عرض کیا، ایک کا، آپ نے فرمایا، یہ تمہارے ارادے کے تابع ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷۴) (سیدنا، زید رضی اللہ عنہ)

بن زعمہ بن اسود بن مطلب بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی قرشی اسدی، ان کی والدہ کا نام قریبہ دختر ابو امیہ مخزومیہ تھا۔ جو ام سلمہ کی بہن تھیں۔ قدیم الاسلام اور مہاجرین حبشہ سے تھے یہ ہشام اور ابن الکلبی کا قول ہے۔ انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ خود انہوں نے اور ان کے بھائی عبداللہ نے حضور سے روایت کی جاہلیت میں قریش جب بھی کوئی اہم کام کرنے لگتے، تو ان سے ضرور مشورہ لیتے۔ اگر انہیں قریش کی رائے سے اتفاق ہوتا، تو وہ خاموش رہتے، ورنہ منع کر دیتے، اور وہ اشرف قریش سے تھے۔ یہ زبیر کا قول ہے۔ نیز انہوں نے لکھا ہے، کہ انہوں نے حضور اکرم کی معیت میں طائف کی جنگ میں شرکت کی۔ جب کہ باقی لوگ ان کے خلاف تھے۔ ابن شہاب، عروہ موسیٰ بن عقبہ اور ابن اسحاق کہتے ہیں، کہ وہ جنگ حنین میں مارے گئے تھے۔ اسی طرح عبید اللہ نے بانسارہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ مقتولین حنین میں زید بن زعمہ شامل تھے۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں۔ کہ ان کا گھوڑا انہیں لے اڑا۔ اور وہ اس طرح مارے گئے۔ عروہ نے ان کا نام رسیہ لکھا ہے، جو غلط ہے۔ ابو عمر، ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا نسب زید بن زعمہ بن مطلب لکھا ہے۔ اور اسود کو حذف کر دیا ہے۔ جو غلط ہے۔ کیونکہ وہ ان کے دادا ہیں۔

(۳۷۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابوزیاد، ایک روایت میں یزید بن زیاد الاسلمی آیا ہے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور اہل مصر سے تھے۔ ان سے یزید بن ابی حبیب نے روایت کی۔ یہ ابوسعید بن یونس کا قول ہے رشید بن سعد نے ابن لہیعہ سے، انہوں نے ابو قبیل سے، انہوں نے یزید بن ابوزیاد سے روایت کی کہ ابن موریق، شاہِ روم، تین سو جہاز لے کر آئے گا، اور اسلامی حدود میں لنگر انداز ہو گا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۷۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حصن بن عمرو الانصاری الحطمی، ہم ان کا نسب ان کے والد عبد اللہ بن یزید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کا بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں کم عمر تھا، اور یہ وہی شخص ہیں جو عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے کوفے کے والی مقرر ہوئے تھے، ابو احمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے، کہ یہ عدی بن ثابت کے نانا تھے۔ کیونکہ عدی کی ماں، عبد اللہ بن یزید کی بیٹی تھی۔

(۳۷۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

ابو السائب ازدی، یہ بنو کنانہ سے ہیں۔ اور ان سے ان کے بیٹے سائب نے روایت کی، کہ حضور اکرم نے سر پر مسح کیا۔

ابراہیم بن محمد وغیرہ نے باسناد ہم تا ابوعلیسی، انہوں نے بنیاد سے، انہوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے ابن ذئب سے، انہوں نے عبد اللہ بن سائب بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے دادا سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے فرمایا، کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی لالچی نہ تو مذاق سے اور نہ سنجیدگی سے اٹھائے۔ اور جو ایسا کر بیٹھے، وہ مالک کو واپس کر دے۔

اسی طرح زہری نے سائب بن یزید سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم مالِ خمس سے ہمارے حصے سے زائد بھی کچھ عطا فرما دیا کرتے تھے۔ چنانچہ مجھے ایک اونٹ زائد عطا ہوا تھا۔ ابونعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ فرق یہ ہے، کہ ابونعیم نے یہ دونوں حدیثیں یزید ابوالسائب بن یزید بن اختِ نمر کے ترجمے میں بیان کی ہیں، اور اسی ترجمے میں دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنے کا ذکر کیا ہے۔ مگر ابن مندہ نے سارا معاملہ ہی الٹ دیا ہے۔ چنانچہ یہ دونوں حدیثیں تو اس ترجمے میں بیان کی ہیں، اور حدیث دعا کو اختِ نمر کے بیٹے کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ بہر حال ابو عمر صرف

یزید بن اخت نمر کا ترجمہ لکھا ہے، اور حدیث نہیں بیان کی۔

(۳۷۸) (سیدنا) یزید رضی اللہ عنہ

ابو السائب ابن اخت نمر کنڈی :- ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔ ابن مندہ لکھتے ہیں، امام بخاری نے ان کو اور اول الذکر کو علیحدہ علیحدہ شمار کیا ہے اور ابن مندہ نے ان کی طرف سے باسنادہ ابن ابی عمیر سے، انہوں نے حفص بن ہاشم بن عقبہ بن ابودقاص سے، انہوں نے سائب بن یزید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ جب حضور اکرمؐ دعا کر چکے، تو منہ پر ہاتھ پھیرتے۔

ابو نعیم لکھتے ہیں کہ یزید ابو السائب بن اخت نمر بن قاسط الکنڈی سے مراد، یزید بن عبداللہ بن اسود بن ثمامہ بن لیظان بن حارث بن عمرو بن معاویہ بن حارث ہے۔ اور نمر بنو عامر بن صعصعہ کے حلیف تھے۔ اور یزید، ابوسفیان بن حرب کے حلیف تھے، اور ابو نعیم نے ان کی حدیث ابو احمد عبد الوہاب بن علی الایمن سے باسنادہ، ابوداؤد بکتانی سے، انہوں نے محمد بن بشار سے انہوں نے یحییٰ (ح) سے

بیان کی ابوداؤد کہتے ہیں، کہ ہمیں سلیمان بن عبدالرحمن الدمشقی نے انہیں شعیب بن اسحاق نے، انہیں ابن ابی ذئب نے، انہیں عبداللہ بن سائب نے اپنے والد سے، انہوں نے دادا سے بیان کیا، کہ حضور اکرمؐ

نے ایک دوسرے کا مال و اسباب اٹھانے سے منع فرمایا، ابو عمر لکھتے ہیں، کہ یزید بن سعید بن ثمامہ کنڈی سے۔ ابو السائب بن یزید بن اخت النمر، حلیف بنو عبد شمس مراد ہیں، جو فتح مکہ کے دن ایمان لائے۔

اور دینے میں سکونت اختیار کی۔ وہ حجازی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے سائب نے روایت کی۔ ہم نے باب سین میں سائب کا ذکر کیا ہے۔ اور ان کے نسب اور حلف کے بارے میں اختلاف کا ذکر بھی کیا

ہے۔ تمینوں کے علاوہ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ پر استدراک بھی کیا ہے۔

ابو عمر نے یزید بن سعید بن ثمامہ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ وہ اور ابو السائب بن اخت نمر ایک

ہیں اس سے ابن مندہ کے قول کی تائید ہوتی ہے، اور اسی بات پر ابو موسیٰ نے استدراک کیا ہے

اب یزید ابو السائب بن اخت نمر کے بارے میں ابن مندہ اور ابو نعیم کا یہ کہنا، کہ یہ اول الذکر سے

مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے، کہ اول الذکر کو ازدی، اور ثانی الذکر کو کنڈی لکھنے سے یہ

خیال، ان کے دل میں، یا اس آدمی کے دل میں پیدا ہوا ہوگا جس نے انہوں نے یہ نقل کیا ہے

لیکن چونکہ ابو السائب بن اخت نمر کو کسی نے ازدی، کسی نے کنڈی اور کسی نے کنانی لکھا ہے۔ اس لئے

ابن مندہ اور ابو نعیم کو یہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ یہ مختلف آدمی ہیں، حالانکہ یہ دونوں ایک ہیں۔
عجب تر آنکہ ابو نعیم نے ابن مندہ پر اعتراض کیا ہے کیونکہ بعض متاخرین نے ان میں (یزید ابو السائب)
اور پہلے میں فرق بیان کیا ہے۔ اور پہلے سے مراد ابن اخت نمر ہے۔ ان کے اس بیان سے معلوم ہوتا
ہے، کہ وہ خود بات کو نہیں سمجھ سکے۔ اور اعتراض دوسرے پر جردیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۳۷۹) (سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ)

بن ابی سفیان :- ابوسفیان کا نام صحز بن عرب بن ابوامیہ بن عبید شمس بن عبید منات قرشی اموی تھا
امیر معاویہ کے بھائی تھے، اور ابوسفیان کے خاندان میں بہترین آدمی تھے۔ انہیں یزید الخیر کہتے تھے ان
کی والدہ ام الحکم زینب دختر نوفل بن خلف از بنو کنانہ تھیں۔ ایک روایت میں ان کا نام ہندہ دختر
حسیب بن یزید ہے۔ یزید کی کنیت ابو خالد تھی۔ اور فتح مکہ کے دن ایمان لائے تھے، غزوہ حنین میں
شریک تھے۔ اور حضور اکرمؐ نے انہیں مالِ غنیمت سے ایک سوادنٹ اور چالیس اوقیہ چاندی عطا فرمائی تھی۔
ابوبکر صدیقؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں انہیں اسلامی لشکر کی کمان دے کر شام بھیجا تھا۔ اور خلیفہ
پیدل ان کی سواری کے ساتھ۔ لغرض مشایعت کچھ فاصلے تک چلتے گئے تھے۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں، کہ جب حضرت ابوبکرؓ سن بارہ ہجری میں حج سے واپس آئے، تو عمرو بن عاص
یزید بن ابوسفیان، ابو عبیدہ بن جراح اور شرییل بن حسنہ کو فلسطین کی مہم پر روانہ کیا، اور حکم دیا، کہ وہ
بلقا کی طرف جائیں، نیز خالد بن ولید کو جو عراق میں تھے، حکم دیا، کہ وہ شام کو روانہ ہو جائیں، چنانچہ
وہ سواہ پہنچے، اور مرج راہط میں عساکر پر چڑھائی کر دی، وہاں سے وہ روانہ ہو کر نواح بصری
میں پہنچے، وہاں یزید بن ابوسفیان، ابو عبیدہ جراح اور شرییل بھی پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ حاکم بصری نے
صلح کوئی۔ شام کے علاقے میں مسلمانوں کی پہلی فتح تھی، وہاں سے وہ فلسطین گئے، اور اجنادین کے
مقام پر رملہ اور جبرین کے درمیان رومی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ جس میں اللہ نے روم کو شکست دی۔ یہ
واقعہ جامی اولیٰ تیرہ ہجری میں پیش آیا۔

جب حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے، تو انہوں نے فوج کی کمان ابو عبیدہ کو دی، جنہوں نے شام کا سارا
علاقہ فتح کر لیا۔ فلسطین کی حکومت یزید بن ابوسفیان کے سپرد ہوئی۔ جب ابو عبیدہ فوت ہو گئے، تو معاذ
بن جبل ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ ان کے بعد یزید اور یزید کے بعد ان کے بھائی معاویہ ان کے قائم

مقام مقرر ہوئے۔ ان سب حضرات کی وفات کی وجہ عمواس کا طاعون تھا۔ جو ۱۸ ہجری میں وہاں پھوٹ پڑا تھا۔ ولید بن مسلم کے مطابق یزید کی وفات قیساریہ کی فتح کے بعد واقع ہوئی۔ ان سے ابو عبد اللہ اشعری نے روایت بیان کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص نماز ادا کرتا ہے، لیکن نہ تو سجدہ باقاعدگی سے ادا کرتا ہے، اور نہ رکوع، اس کی مثال اس بھوکے آدمی کی طرح ہے، جو اپنی بھوک مٹانے کے لئے ایک آدھ کھجور کھاتا ہے۔ جس سے اسے کوئی فائدہ نہیں ہوتا یزید بن سفیان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۳۸۰)

بن سکن بن رافع بن امرؤ القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث انصاری اسی اشہلی ان کی لڑکی کا نام اسماء تھا، جنہوں نے حضور اکرم سے روایت کی۔ یزید اور ان کے بیٹے عامر غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ انہوں نے ہی ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۳۸۱)

بن سکن انصاری، حضور اکرم کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھے۔ ان کے بھائی کا نام زیاد تھا۔ ان سے محمود بن عمر نے روایت کی، کہ حضور اکرم احد کے لئے دو زریں پہن کر نکلے تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کہتے ہیں کہ انہیں ابو جعفر بن احمد نے بائسادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے، انہوں نے حصین بن عبد الرحمن سے، انہوں نے محمود بن عمرو سے، انہوں نے یزید بن سکن سے سنا، کہ جب احد کے دن حضور اکرم کو کفار قریش نے گھیر لیا، تو آپ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا، کہ تم میں کون ہے، جو خود کو مجھ پر قربان کر دے گا۔ تو زیاد بن سکن انصار کے پانچ آدمیوں کے ساتھ آگے بڑھے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ زیاد نہیں۔ بلکہ ان کے بیٹے عمارہ تھے۔ چنانچہ یہ لوگ حضور کے دفاع میں ایک ایک کر کے شہید ہو گئے۔ آخر میں زیاد یا ان کے بیٹے عمارہ رہ گئے وہ لڑتے رہے، تا آنکہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ اتنے میں مسلمانوں کی ایک جماعت وہاں پہنچ گئی۔ جس نے کفار کو بھگا دیا۔ حضور نے فرمایا۔ اسے میرے قریب لاؤ۔ آپ نے ان کا سر اپنے قدموں پر رکھا ہی تھا، کہ وہ فوت ہو گئے۔ اللہ کی رحمت ہو ان پر

(۳۸۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ القمیری: ایک روایت میں انصاری آیا ہے۔ ان کے لڑکے کا نام عبد الحمید تھا۔ یہ یسرے میں ٹھہر گئے تھے۔ ان کے بیٹے نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے کوئے کی ٹھونگیوں اور جنگلی درندوں کے جوٹھے سے منع فرمایا۔ اسی طرح آپؐ نے مسجد میں اونٹ کی طرح جم کر بیٹھ جانے سے بھی منع فرمایا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے لکھا ہے کہ انہیں صحابہ میں شمار کیا جاتا ہے لیکن اس میں اشتباہ ہے۔ احمد بن علی بن علاء الجوزجانی نے ابوالاشعث سے، انہوں نے یزید بن زریع سے، انہوں نے عثمان سے انہوں نے عبد الحمید سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور انہیں ضمری شمار کیا ہے اور ابراہیم بن عبد اللہ نے محمد بن عبد الاعلیٰ صنعانی سے، انہوں نے باسنادہ یزید بن زریع سے روایت کی۔ اور انہیں انصاری کہا ہے۔

(۳۸۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ بن یزید بن مسعود بن جمح بن مالک بن کعب بن سعد بن عوف بن خرم بن جعفر الجعفی: ان کی کنیت، اپنی ماں کی نسبت سے ابن ملیکہ تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور بروایت وہب بن جریز از شعبہ از سماک، از علقمہ بن وائل، از والد خود، یزید بن سلمہ نے رسول اکرمؐ سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اگر ہمیں ایسے لوگوں سے پالا پڑے، جنہوں نے ہم سے کچھ لینا ہو، اور اس کا وہ تقاضا کریں، لیکن جو کچھ ہمارا ان کے ذمہ واجب الاداء ہو، وہ اسے ادا کرنے پر آمادہ نہ ہوں، تو ہم کیا کریں۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا سنو، جو کچھ میں کہتا ہوں، اس کی تعمیل کرو۔ جو تم نے ان سے لیا ہے، وہ تمہارے ذمہ واجب الاداء ہے، اور جو انہوں نے تم سے لیا ہے، وہ ان کے ذمہ واجب الاداء ہے یہ ابن مندہ کا بیان ہے، ابو نعیم لکھتا ہے، کہ اس میں بعض متاخرین کو غلطی لگی ہے۔ چنانچہ اصحاب شعبہ نے ان سے روایت کی ہے، کہ سلمہ بن یزید نے حضور اکرمؐ سے روایت کی ہے، نہ کہ یزید بن سلمہ نے لیکن زائدہ نے سماک سے، انہوں نے علقمہ سے، انہوں نے یزید بن سلمہ سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سنان و بروایت شیبان: ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے، انہوں نے رسول اکرمؐ

سے روایت کی، حضورؐ نے فرمایا۔ میں آغاز کار میں قسم کھانے کے لئے "لا و ابداً" کے الفاظ استعمال کیا کرتا تھا۔ بعد میں آپؐ کو اس سے روک دیا گیا۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن سیف بن حارثہ الیربوعی۔ ان کا شمار بصریوں میں ہوتا ہے۔ ان کی اولاد نے ان سے روایت کی۔ انہوں نے حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی۔ یا رسول اللہ! فلاں قبیلے کا فلاں آدمی میرا سارا مال اٹھا کر لے گیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ میں اس معاملے میں تیری کوئی مدد نہیں کر سکتا۔ پھر فرمایا کیوں نہ تجھے تیرے قبیلے کا محصل مقرر کر دوں، اس نے اظہار معذوری کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ محصل جہنم کا ایندھن نہیں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شجرۃ الہادی: رہا بنو مذحج کا ایک قبیلہ ہے۔ ان کا نسب یوں ہے۔ رہا بن یزید بن منبہ بن عرب بن مالک بن آذر شامی: ان سے مجاہدین جبر نے فضیلت جہاد کے بارے میں حدیث نقل کی، کہ ابو جعفر عبید اللہ بن علی البغدادی نے ابوالنظر علی بن احمد الکرخی سے انہوں نے ابویعلیٰ یعقوب بن احمد سے، انہوں نے ابواسحاق ابواسیم بن عمر البرکی سے، انہوں نے ابوبکر محمد بن عبید اللہ بن خلف بن نجیب سے، انہوں نے محمد بن صالح بن ذریح العکبری سے انہوں نے ہناد بن سری سے انہوں نے ابن فضیل سے، انہوں نے یزید بن ابی زیاد سے، انہوں نے مجاہد سے روایت کی، کہ یزید بن شجرہ اپنے احباب میں کھڑا ہو کر کہنے لگے، میں نے سفید، سیاہ اور زرد اور گھروں کے ساز و سامان میں صبحیں اور شاہیں گزاری ہیں۔ جب تمہیں دشمن سے صبح کو مقابلہ کرنا ہو تو قدم قدم چل کر جاؤ، کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ فرمایا۔ جب کوئی آدمی اللہ کے لئے جہاد پر روانہ ہوتا ہے، تو اللہ اس سے حوران بہشتی کو مطلع فرمادیتا ہے۔ اگر میدان جنگ سے ایک قدم بھی پیچھے ہے، تو وہ حوریں اس سے پھپھاتی ہیں اور اگر وہ شہید ہو جاتا ہے تو اسے سب سے پہلے گناہوں کی معافی کی بشارت موصول ہوتی ہے۔ اور دو حوریں اُتر کر اس کے پاس آتی ہیں، اس کے جسم سے مٹی بھاڑتی ہیں اور کہتی ہیں مبارک ہو۔ اور تم پر اللہ کی رحمت ہو۔ جواب میں وہ مجاہد بھی انہیں الفاظ سے جواب دیتا ہے۔

امیر معاویہ یزید بن شجرہ کو لڑائیوں میں لشکر کی کمان پر مقرر کرتے تھے۔ اور ۳۹ سال ہجری میں

امیر نے انہیں امیر ج بنا کر بھیجا تھا۔ وہاں قثم بن عباس سے ان کا جھگڑا ہو گیا۔ قثم حضرت علی کی طرف سے نکلے کے گورنر تھے۔ پھر ابو سعید خدری نے ان کے درمیان مصالحت کرادی، طے پایا، کہ شیبہ بن عثمان البندی امیر ج ہوں گے، اور امامت کے فرائض بھی سرانجام دیں گے۔ یزید ایک جنگ میں ۵۵ سال ہجری میں شہید ہو گئے، ایک روایت میں ۵۸ سال ہجری کا ذکر ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شراحیل۔ ہم ان کا ذکر زید بن شراحیل کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شریح۔ انہیں صحبت میں آئی۔ ان سے جوئے کے بارے میں ایک حدیث مروی ہے، ابو عمر نے بالا اختصار ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۸۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شریک التیمی۔ کوفے کے مشہور تابعی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت بھی پایا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان ازدی یا ڈیلی۔ انہیں صحبت میں آئی۔ ان سے عمر بن عبداللہ بن صفوان الجحی نے روایت کی کہ ابن مریح الانصاری ان کے پاس آئے، اور کہنے لگے، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں حکم دیا ہے چونکہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث کے وارث ہو۔ اس لئے اپنے مشاعر کی پاسداری کرو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان یا استان۔ ہم یزید بن سنان کے ترجمے میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۹۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن محارب۔ ابو بکر بن ابی عاصم نے یحییٰ بن محمود سے اجازت باسنادہ تا ابن ابی عاصم، انہوں نے

عبدالوہاب بن صحاک سے، انہوں نے ابن عیاش سے، انہوں نے ابن جشم سے، انہوں نے جعفر بن زید بن صحار سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ انہوں نے رسول اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ میں نبیذ بنا تا ہوں۔ اس میں سے مجھے کتنا پینا جائز ہے، فرمایا تم خزف، جرا اور نقیر سے پرہیز کرو (خزف آگ میں پکانا، جر کھجور کے تنے میں پکانا اور نقیر لکڑی کے برتن میں کھنا تاکہ نشہ زیادہ ہو جائے، ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۹۳)

بن صمرہ بن فیض بن منقذ بن وہب بن بداد بن غاصہ بن جلیثہ بن کعب بن عمر، بروایت ہشام ہنوز کے ساتھ غزوة حنین میں شریک تھے۔ اشتری نے ان کا ذکر، الاستیعاب کے حاشیے پر ابو عمر کے ترجمے میں کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۹۴)

بن طعمہ بن جاریہ بن لوزان النخعی انصاری۔ ابن کلیبی نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو حضرت علیؑ کے ساتھ صفین میں شامل تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۹۵)

بن طلحہ بن رکانہ بن یحییٰ بن یونس اور جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے، اور ان کو زید بن رکانہ سے علیحدہ آدمی قرار دیا ہے۔

تقیبی نے مالک سے، انہوں نے سلمہ بن صفوان سے، انہوں نے زید بن طلحہ بن رکانہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا، کہ ہر دین کا ایک خلق ہے، اور اسلام کا خلق جیسا ہے۔ جعفر کے بقول زید بن طعمہ مرسل ہیں، اور محمد بن طلحہ کے بھائی ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ) (۳۹۷)

بن طلحہ یا طلح بن زید۔ ان کی حدیث، اس آیت کے بارے میں (ان اللہ لیتیمی من الحق) باب طلق میں گزر چکی ہے۔

(۳۹۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ظبیان۔ ان کا ذکر مخم نام کے ترجمے کے تحت گزر چکا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے

(۳۹۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن اسود بن حبیب بن سواد بن عامر بن صعصعہ السوائی حجازی، کنیت ابو جابر تھی، غزوہ حنین میں مشرکین کے لشکر میں تھے۔ بعد میں اسلام لائے۔

سعید بن سائب طائفی نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید بن عامر السوائی سے روایت کی، کہ جب غزوہ حنین میں مسلمانوں کو شکست ہوئی، اور کفار نے ان کا تعاقب کیا، تو رسول اکرمؐ نے زمین سے مٹی بھر مٹی اٹھائی اور ان کے چہروں پر پھینکی۔ فرمایا، خدا تمہاری شکلوں کو مسخ کرے۔ چنانچہ کفار میں کوئی ایسا نہ تھا۔ جس کی آنکھ میں ایک ادھر ریت کا ذرہ نہ پڑا ہو۔

(۴۰۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن حدیدہ بن غنم بن سواد بن غنم بن کعب بن سلمہ الضاری، خزرجی، سلمی، بیعت عقبہ اور معرکہ بدر اور احد میں موجود تھے۔

ابن سمین نے بائناہ یونس سے، انہوں نے محمد سے دربارہ شہدائے بدر از نبو سلمہ یزید بن عامر بن حدیدہ بن غنم بن سواد اور اسی بائناہ سے دربارہ شہدائے بدر از نبو سواد بن غنم نیز از نبو حدیدہ ابو لہند یزید بن عامر بن حدیدہ کو بیان کیا ہے، تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عیابہ بن بکر بن خالد بن جلاس بن مرہ بن زید بن مالک بن جنادہ بن معن الباہلی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنا صدقہ پیش کیا، حضور نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ الجلی۔ ان سے ان کے بیٹے حمید نے دربارہ فضل جبریر بن عبد اللہ، جنہوں نے ان کی حدیث ان کے بیٹے سے بیان کی، روایت کی ہے۔

(۴۰۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن جراح جو ابو عبیدہ کے بھائی تھے۔ یزید بن جراح کے ترجمے میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور ابن مندہ پر استدراک کیا ہے کیونکہ ابن مندہ نے ان کے ذکر میں یزید بن جراح برادر ابو عبیدہ لکھا ہے۔ اور وہ یہی آدمی ہیں۔ نیز ابن مندہ نے ان کا نسب بھی تحریر کیا ہے اور اگر کوئی نام چھوٹ گیا ہے، جب بھی وہ یہی آدمی ہیں، اور استدراک کی کوئی گنجائش نہیں۔

(۴۰۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن شجر العامری جرشی، کنیت ابو العلاء تھی۔ ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

ہشیم نے یونس سے، انہوں نے عبید سے انہوں نے یزید بن عبداللہ سے روایت کی۔ اور ان کا گمان ہے کہ انہیں حضور کی زیارت نصیب ہوئی۔ ان کا کہنا ہے، کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بندے کی آزمائش کرتا ہے اور اسے نوازتا ہے۔ اگر وہ اس پر راضی اور شاکر ہو، تو اس کے رزق میں برکت دیتا ہے، اور اگر راضی نہ ہو، تو اس کے رزق میں تنگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۴۰۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ الکندی، یزید بن خصیفہ کے والد تھے۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں مگر ثبوت نہیں ملا۔ ان کی حدیث کے راوی یحییٰ بن یزید نوفلی ہیں، جنہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے یزید بن خصیفہ بن یزید بن عبداللہ الکندی سے، انہوں نے والد سے، انہوں نے داد سے روایت کی۔ ان کا ذکر ابن مندہ اور ابو نعیم نے کیا ہے۔

(۴۰۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

والد عبداللہ بن یزید الخظمی، ان سے یہ حدیث مروی ہے: "انما الرقوب التي لا يعيش لها ولد" لیکن اس میں شبہ ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں مجھے اندیشہ ہے، کہ یہ حدیث بریدہ بن الخصیب سلمیٰ کی حدیث سے لی گئی ہے۔ عبداللہ بن یزید الخظمی کو صحبت نصیب ہوئی، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۰۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ نامعلوم بیچنی بن واضح نے ابو عاصم خالد بن عبید سے، انہوں نے عبداللہ بن یزید سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحرا میں ایک ایسے مقام پر جو خشک تھا، اور جس کے چاروں طرف ریت تھی گئے، آپ نے فرمایا یہ وہ مقام ہے، جہاں سے قیامت کے قریب دابة الارض نمودار ہوگا۔ چنانچہ بالشت بھر زمین میں دراڑ دکھائی دی۔ ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۰۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

ابو عبدالرحمن :- ایک روایت میں یزید بن جاریہ اور ایک دوسری روایت میں یزید بن جاریہ انصاری آیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمان نے حدیث روایت کی۔

ابو یاسر نے بائدادہ عبداللہ بن احمد سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے عبدالرحمان سے انہوں نے سفیان سے انہوں نے عاصم یعنی ابن عبید اللہ سے، انہوں نے عبدالرحمن بن یزید سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا۔

”تم اپنے غلاموں کا خیال رکھو، جو کچھ خود کھاؤ، انہیں کھاؤ، اور جو کچھ خود پہنو، انہیں پہناؤ۔ اگر ان سے کوئی قصور سرزد ہو۔ اور ان سے درگزر نہ کر سکو، تو انہیں فروخت کر دو، وہ بھی اللہ کے بندے ہیں، انہیں دکھ مت دو۔“ ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں، کہ یہ صحابی یزید بن جاریہ ہیں، اور ہم اس حدیث کا ذکر یزید بن جاریہ کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔

(۴۰۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالمدان حارثی از بلخارت بن کعب : یہ خالد بن ولید کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان آئے۔

ابو جعفر نے بائدادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ کہ خالد بن ولید حضور اکرمؐ کی خدمت میں آئے اور ان کے ساتھ ابو حارث بن کعب اور یزید بن عبدالمدان بھی تھے۔ ایک دوسری روایت میں ہے، کہ جب وہ حضورؐ کے سامنے پیش ہوئے، تو کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عبد۔ ابو عبد اللہ بن ماجہ نے ان کا ذکر کیا ہے اور یعقوب بن کاسب سے انہوں نے ابن وہب سے، انہوں نے عمرو بن حارث سے، انہوں نے ایوب بن موسیٰ سے، انہوں نے یزید بن عبد مزنی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ بچے کا عقیدہ کیا جائے۔ ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(۴۱۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عمر النیرمی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

العقیلی۔ جعفر کو ان کی صحبت کا علم نہیں۔ یحییٰ نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی، جلد ہی میری امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو سرحدوں کی حفاظت کریں گے، ان سے حقوق لئے جائیں گے، لیکن ان کے حقوق کوئی نہیں ادا کرے گا۔ یہ میرے ہیں، اور میں ان کا ہوں ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن یزید عمرو التیمی اور ایک روایت میں نمیری آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں قیس بن عاصم تمیمی اور ان کے رفقا کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان سے عائذ بن ربیعہ نے روایت کی، قیس بن حفص نے، ولہم بن وہبیم العجلی سے، انہوں نے عائذ بن ربیعہ سے روایت کی، کہ انہیں قرہ بن دعوص، قیس بن عاصم، ابو زہیر بن اسید بن جعد بن حارث، یزید بن عمر واد حارث بن شریح نے بتایا۔ کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دریافت کیا، کہ آپ کس بات کا عہد لیتے ہیں، فرمایا: نماز قائم کرو گے، زکات ادا کرو گے، حج کرو گے۔ اور ماہ رمضان کے روزے رکھو گے۔ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۱۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابو قطبۃ الانصاری خزرجی سلمی۔ ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت آئے گا۔ یہ شام بن کلبی

کا بیان ہے۔

(سیدنا، پڑ پید (رضی اللہ عنہ) (۴۱۵)

بن عمرو۔ مہمون بن مہران سے مروی ہے، کہ عبداللہ نے میرے پاس ایک آدمی کو ام المومنین میمونہ اور حضور کے نکاح کے بارے میں دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انہوں نے جواب دیا، کہ حضور اکرم نے ان سے یہ مقام صرف حسب شریعت نکاح کیا، اور وہیں حضور نے ان سے حسب دین زفاف کیا۔ اور اس چہجھے کے نیچے قرابہ کی ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ اس یزید سے مراد ابن اہم یعنی یزید بن عبد عمر بن عدیس عامری ہے اور ابن مندہ نے ان کا ذکر یزید بن اہم کے ترجمے میں کیا ہے۔ اس بنا پر ابو موسیٰ کو ان کا ذکر یہاں نہیں کرنا چاہیے تھا۔ کیونکہ ان کی شہرت ابن اہم سے ہے۔

(سیدنا، پڑ پید (رضی اللہ عنہ) (۴۱۶)

ابو عمرو۔ ان کے بیٹے عمر نے ان سے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا۔ اگر تم سے کوئی شخص چرٹیا کو بھی مارے گا۔ تو قیامت کے دن چرٹیا خدا کے سامنے شکایت کرے گی۔ اے خدا۔ فلاں آدمی نے مجھے دنیا میں پکڑ لیا تھا۔ نہ تو اس نے مجھے ذبح کر کے کھایا۔ اور نہ مجھے آزاد ہی کیا۔ تاکہ آرام سے زندگی بسر کرتی ابو موسیٰ نے ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، پڑ پید (رضی اللہ عنہ) (۴۱۷)

بن عمیر یا زید بن عمیر۔ یہ اس مکتوب کے شاہد ہیں، جو حضور اکرم نے علاء بن حضرمی کو لکھ کر دیا تھا۔ اور ایک مہم پر روانہ کیا تھا۔ ابو موسیٰ نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا، پڑ پید (رضی اللہ عنہ) (۴۱۸)

بن قتادہ۔ حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے ابو قتادہ سے، انہوں نے حسان بن بلال مرنی سے روایت کی، کہ ہمارے خاندان کا ایک آدمی جو مسلمان تھا فوت ہو گیا۔ اور میری بہن جو اس کے دین کی پیروکار نہ تھی۔ اس کی وارث بنی۔ اس کے بعد میرا والد مسلمان ہو گیا، اور فوت ہو گیا، تو میں نے اس کی میراث سنبھال لی۔ بعد میں میری بہن مسلمان ہو گئی۔ اور مجھ سے والد کی میراث کا حصہ مانگا، اور حضرت عثمان کے سامنے مقدمہ پیش کیا۔ چنانچہ عبداللہ بن ارقم نے بیان کیا، کہ حضرت عمر نے فتویٰ دیا تھا، کہ اگر میراث کے تقسیم ہونے

سے پہلے کوئی مسلمان ہو جائے، تو وہ میراث میں حصہ دار ہو گا۔ چنانچہ حضرت عثمان نے اس کے مطابق فیصلہ کر دیا۔ نتیجتاً میری بہن پہلی میراث تو لے ہی چکی تھی۔ اس میں بھی شریک ہو گئی۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اسے بیان کیا۔ لیکن ابو عمر کو ان کی صحابیت میں شبہ ہے۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۴۱۹)

بن قیافہ یا قتادہ۔ یہ ہلب الطائی ہیں۔ اور باب الہام میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔ ان کے بیٹے کا نام قبصہ تھا۔ ان سے ان کے بیٹے نے روایت کی۔

سفیان نے سماک سے، انہوں نے قبصہ سے، انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی حضور نے فرمایا ایسی کوئی چیز کبھی بھی تیرے دل میں خلجان نہ پیدا کرے، جس میں نصرانیت کو اہٹاک رہا ہو۔ اسی اسناد سے انہوں نے کئی احادیث بیان کی ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۴۲۰)

بن قیس بن خارجہ از قبیلہ تمیم الداری، حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ بطبری کہتے ہیں، کہ یزید بن قیس بن خارجہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے، تو حسب روایت از ابو جعفر بائسادہ از یونس، از ابن اسحاق، حضور اکرم نے ان کے لئے تمیم و نعیم اور یزید بن قیس اور بعض اور لوگوں کے لئے خیر کے خراج سے سو دستق کھجوریں مرحمت فرمائیں۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۴۲۱)

بن قیس بن خلیم بن عدی بن عمرو بن سوید بن ظفر الضاری، ظفری، ان کے والد کی کنیت ابو یزید تھی اور قیس مشہور شاعر تھا۔ یہ صحابی احد کی لڑائی کے علاوہ باقی تمام غزوات میں شریک رہے اور احد میں انہیں بارہ زخم آئے تھے۔ حضور نے ان کا نام شجاع رکھ دیا تھا یہ صحابی حضرت ابو عبیدہ کی کمان میں جبر کے معرکے میں شہید ہوئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یزید رضی اللہ عنہ) (۴۲۲)

بن قیس بروایت ابو نعیم و ابو موسیٰ۔ لیکن ابن مندہ نے یزید بن وقش لکھا ہے۔ یہ قریش اور بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔

ابو جعفر بن سمین نے بائسادہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شہدائے جنگ پیامدہ وار

بنو عید شمس وغیرہ یزید بن وقش کا نام لیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کے میں لکھا ہے، کہ ابو زکریا نے یزید بن وقش لکھا ہے۔ اور وقش ان کے دادے کا نام ہے۔

(۴۲۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس سعید بن قیس کے بھائی تھے۔ یقول جعفر وہ اولین ہاجرین سے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن ہانی بن حجر بن شریح بن عدی بن ربیعہ بن معاویہ الاکرمین الکندی۔ حضور اکرم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ یہ کلی کا قول ہے۔

(۴۲۵) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن کعب البہری :- ان سے عمیر بن سلمہ ضمری نے روجاء میں زنجی وحشی گدھے کے متعلق حدیث روایت کی جو یحییٰ بن سعید نے محمد بن ابراہیم سے، انہوں نے عیسیٰ بن طلحہ سے، انہوں نے عمر بن سلمہ سے اسی طرح روایت کی۔

ابو جعفر عقیلی کہتے ہیں کہ بہری مذکور کا نام یزید بن کعب تھا۔ ابن مندہ کہتے ہیں، کہ داؤد بن رشید نے بائسادہ یزید بن کعب سے روایت کی۔ کہ عمیر بن سلمہ ضمری نے حضور کی خدمت میں جنگی گدھا پیش کیا، جو وہم ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۶) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مالک البوسیرہ :- ان کے ایک لڑکے کا نام سبرہ تھا، اور دوسرے کا عبدالرحمان۔ ہم کنیتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

(۴۲۷) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عبداللہ بن سلمہ بن عمرو الجعفی :- یہ صحابی اپنی کنیت البوسیرہ سے مشہور ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر یوں کیا ہے۔ یزید بن مالک بن عبداللہ بن ذؤیب بن سلمہ بن عمرو بن ذہل بن مران بن جعفی یہ البوسیرہ جعفی کا نام ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ ابو عمر نے یزید بن مالک کے دو ترجمے لکھے ہیں، ایک یہ ہے، اور دوسرا

جو اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ حالانکہ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم

(۴۲۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن محجل: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی قوم کے وفد کے ساتھ حاضر ہوئے یہ تبوحارت بن کعب سے تھے۔

عبید اللہ بن احمد البغدادی نے یا سادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ رسول اکرم نے خالد بن ولید کو تبوحارت بن کعب کے طرف روانہ فرمایا، کہ انہیں لڑنے سے پہلے، اسلام کی دعوت دیں۔ جب خالد وہاں پہنچے، تو لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور یہ لوگ جناب خالد کے ساتھ حاضر خدمت ہوئے۔ اور انہوں نے کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام قبول کر لیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۲۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مرجم یا زید بن مرجم النزاری: ان سے یزید بن شیبان نے روایت کی۔ اسماعیل، ابراہیم وغیرہ نے یا سادہ ہم تا محمد بن عیسیٰ قتیبہ سے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے انہوں نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے عمرو بن عبد اللہ بن صفوان سے، انہوں نے یزید بن شیبان سے روایت کی، کہ ہم ایک مکان کے پاس جو عمرو سے ذرا دور تھا۔ کھڑے تھے، کہ مرجم ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں نے حضور اکرم سے سنا کہ تم اپنے مشاعر کی حفاظت کرو، کہ تم حضرت ابراہیم کی دراشت کے وارث ہو۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۳۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن مزین بن قیس بن عدی بن امیہ بن خدارہ بن عوف بن حارث بن خزرج: یہ واقدی کا قول ہے، لیکن ابن اسحاق، موسیٰ بن عقبہ اور ابن قداح نے ان کا نام زید لکھا ہے۔ ابو عمر نے اسی روایت کو درست قرار دیا ہے۔

(۴۳۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن معاویہ لبکانی: انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو موسیٰ نے اختصار سے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳۲) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن معبد الحنفی یا دؤلی :- یہ ابو نعیم کی روایت ہے۔ ابو عمر نے قیس ربعی لکھا ہے یہ صحابی اور ان کے بھائی قیس، حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان سے ان کے بیٹے معبد نے روایت کی، کہ میرے والد حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آپ نے دریافت فرمایا، کہ اہل یمامہ کا تعلق کس قبیلے سے ہے؟ میرے دل میں آیا، کہ میں بنو عبد اللہ بن دؤل کا نام لے دوں۔ لیکن حضور کے سامنے جھوٹ بولنے سے شرم آئی، چنانچہ میں نے بنو عبید کا نام لیا، حضور نے فرمایا تو نے درست کہا، پھر فرمایا یہ وہ علاقہ ہے جہاں کے لوگ تنگی ترشی میں بھی قائم و دائم رہیں گے۔ اور تباہ و برباد نہیں ہوں گے میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اس کی کیا وجہ ہے، آپ نے فرمایا، یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں اور غلاموں کو کھلاتے ہیں۔ تمہیوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں۔ دونوں روایتوں میں کوئی تناقض نہیں، کیونکہ دؤل بنو حنیفہ کا ذیلی قبیلہ ہے، اور حنیفہ، ربیعہ کا۔

(۲۳۳) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابو معنی الجرجی یا سلمی :- یہ صحابی مع اپنے بھائی اور والد کے حضور اکرم کی صحبت فیض یاب ہوئے۔ کوئی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے معن نے روایت کی، کہ انہوں نے اسرائیل سے انہوں نے ابو الجویر یہ سے، انہوں نے معن بن یزید سے روایت کی، کہ میں نے میرے والد اور میرے دادا نے حضور اکرم سے بیعت کی۔ نیز حضور نے میری منگنی کرائی اور نکاح پڑھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم نے ان کا نام یزید بن اخطس لکھا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ یزید ابو معن ہی یزید بن اخطس سلمی ہیں۔ اور ان کا ذکر پہلے گزر چکا ہے اسی لئے ابو عمر نے دوبارہ ان کا ذکر نہیں کیا کیونکہ دونوں ایک ہیں۔ اور جس نے انہیں جرمی لکھا ہے اس نے غلطی کی ہے۔

(۲۳۴) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن منذر بن کرج بن حنّاس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری
جزرجی سلمی: یہ صحابی عقبہ، غزوہ بدر اور احد میں موجود تھے۔

عبید اللہ بن احمد نے بائادہ یونس سے انہوں نے ابن اسحاق سے، یہ سلسلہ اسمائے شکر کائے بدر از بنو خناس بن سنان بن عبید بن غنم بن کعب بن سلمہ، یزید بن منذر بن سرح ابن خناس کا ذکر کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا یزید رضی اللہ عنہ) (۲۳۵)

بن ابی منصور: یہ جعفر کا قول ہے۔ یہ قول بعض انہیں صحبت نصیب ہوئی۔ بعض نے ان کا نام یزید ابو منصور لکھا ہے۔ ابن وہب نے، لیث سے، انہوں نے دوید سے انہوں نے یزید بن ابو منصور سے روایت کی۔ وہ ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ان سے مروی ہے، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا: تیزی طبع میری امت کے بہترین آدمیوں کو نکھار دیتی ہے۔ عبدالرحمان بن ابان نے لیث سے، انہوں نے دوید سے، انہوں نے نافع سے، انہوں نے ابو منصور سے روایت کی۔ اور بشر بن عمرو نے لیث سے ابو منصور کو عبید اللہ بن عباس کا غلام لکھا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا یزید رضی اللہ عنہ) (۲۳۶)

بن مہاشرو: یعنی تھے۔ لیکن اصل میں ایرانی نسل سے تھے۔ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو سفید براق کپڑوں میں ملبوس تھے، چنانچہ آپؐ نے انہیں زاہر کا لقب عطا فرمایا۔ اس واقعہ کو عیاش بن یزید بن شریب بن یزید بن مہاشرو نے اپنے والد سے، انہوں نے شریب سے، انہوں نے اپنے والد یزید سے بیان کیا، کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سفید لباس میں حاضر ہوئے تھے ابن منذر اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا یزید رضی اللہ عنہ) (۲۳۷)

بن نعامہ الضبی یا السوائی۔ ان کی صحبت میں اختلاف ہے۔ ان سے سعید بن سلمان الربعی نے روایت کی۔ ابن ابی عاصم اور ابو سعود نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو حاتم ان کی صحبت کے منکر ہیں۔

اکثر راویوں نے بائادہ ہم ابو علیٰ ترمذی سے، انہوں نے ہناد اور قلیبہ سے، انہوں نے حاتم بن اسماعیل سے، انہوں نے عمران بن مسلم القصیر سے، انہوں نے سعید بن سلمان سے، انہوں نے یزید بن نعامہ الضبی سے روایت کی، حضور اکرمؐ نے فرمایا، جو مسلمان دوسرے مسلمان سے رشتہ دوستی

قائم کرے۔ اس سے اس کا اور اس کے والد اور نیز اس کے قبیلے کا نام دریافت کرے کیونکہ اس سے محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ابو احمد عسکری لکھتے ہیں کہ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں، جو غلط ہے۔ یہ روایت انس بن مالک، علی بن عامر بن عبد قیس اور عقبہ بن غزوہ دانی سے مرسل مروی ہے۔ ابو خاتم کہتے ہیں کہ زید بن نعامة ابو مودود بصری ہیں اور تابعی ہیں۔

(۴۳۸) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نعمان بن عمرو بن عرفجہ بن عاتک بن امر القیس بن ذہل بن معاویہ کنندی، بقول ہشام بن کلیبی، اپنے دونوں بھائیوں حجر اور علس کے ساتھ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

(۴۳۹) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نعیم: بقی بن مخلد نے سفیان بن وکیع سے، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے علی بن مبارک سے، انہوں نے ابن ابی کثیر سے، انہوں نے زید بن نعیم سے روایت کی۔ کہ زمانہ جاہلیت میں ایک شخص عمر نامی جو بنو اسلم سے تھا۔ اسی قبیلے کے ایک آدمی کے پاس رہتا تھا۔ جس کا نام عبید بن عویم تھا۔ اس نے اس کی لڑکی سے زنا کیا۔ اور اس کے بطن سے حمام نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ہم اس کا واقعہ پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہ قصہ اشیری نے ابن مندہ کو سنایا۔

(۴۴۰) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

بن نویرہ بن حارث بن عدی بن جہنم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارثہ انصاری حارثی۔ غزوہ احد میں شریک تھے، اور جنگ نہروان میں مارے گئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۱) (سیدنا) یزید (رضی اللہ عنہ)

ابو ہانی الحنفی، ان سے ان کے بیٹے ہانی نے روایت کی، کہ ان کا بھائی قیس بن معبد اور جاریہ بن ظفر، جوان کا عمر اودھا۔ ایک چراگاہ کے بارے میں لڑ پڑے، اور قیس نے جاریہ کا ہاتھ زخمی کر دیا۔ دونوں زید کی معیت میں حضور کی خدمت میں انصالی مقدمہ کے لئے حاضر ہوئے۔ حضور نے جاریہ سے کہا، کہ اپنے عمزاد کو معاف کر دے، انہوں نے تعمیل ارشاد کی۔ اس پر آپ نے سب کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ اور قیس بن معبد کی ایک لونڈی کو بطور ویت جاریہ کے حوالے کر دیا

باب یاسین

(۲۳۵) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

بن ازیر الجہنی، مدنی تھے۔ ان کی بیٹی عمرہ ان کے راوی ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے میرے والد کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور انہیں دو چادریں اوڑھائیں، اور ایک تلوار بھی عطا کی۔ مرتے دم تک میرے والد کے سر کے بال سفید نہ ہوئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۳۶) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

بن اطول، سعد کے بھائی تھے، جن کا نسب بیان ہو چکا ہے۔ یسار حضور کے عہد میں فوت ہوئے اور وہ مقروض تھے۔ آپ نے ان کے بھائی کو حکم دیا، کہ ان کے ترکے سے قرض ادا کرے۔ حاکم ابو احمد نے یہ بیان کیا ہے۔ اور ان کا قصہ ان کے بھائی کے ترجمے میں بیان ہو چکا ہے۔ ابن الدباغ نے یہ ابو عمر سے بیان کیا۔

(۲۳۷) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

مولیٰ بریدہ، یہ مدنی ہیں۔ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر اختصار سے کیا ہے۔

(۲۳۸) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

بن بلال بن احمہ بن جراح بن حجاب بن عوف بن کلفہ بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس نصاریٰ اوسی۔ ان کی کنیت ابو لیلیٰ تھی۔ ان کے نام کے متعلق اختلاف ہے۔ جو کنیتوں کے تحت بیان ہوگا وہ عبدالرحمن بن ابو لیلیٰ کے جو مشہور فقیہ تھے۔ والد ہیں۔ جو لوگ انہیں صلیباً انصار میں شمار کرنے میں تھے۔ وہ بھی ان کا نسب یہی بیان کرتے ہیں۔ بعض انہیں عمرو بن عوف کا مولیٰ کہتے ہیں۔ یہ معرکہ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے قتل ہوئے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے انہیں یسار بن بلال لکھا ہے، جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ ابو نعیم اور ابن مندہ انہیں یسار ابو لیلیٰ لکھتے ہیں اور وہ یہی ہیں۔

(۴۴۹) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

الجیشی، یہ صحابی عامر نامی یہودی کے غلام تھے۔ جو محاصرہ خیبر کے موقعہ پر ایمان لائے۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کا نام یسار تھا۔ اور عامر یہودی کے غلام تھے۔ یونس، سلمہ اور بکائی جنہوں نے ابن اسحاق سے غزوات کے متعلق روایت کی ہے، کسی نے بھی ان کا نام تحریر نہیں کیا۔ غالباً ان کے علاوہ جن لوگوں نے ابن اسحاق سے روایت کی۔ یہ ان کا کام ہے۔

عبید اللہ بن احمد نے بائنا وہ یونس سے، انہوں نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ مجھ سے میرے والد اسحاق بن یسار نے بیان کیا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک حبشی گڈریا بکر پوں سمیت اس وقت آیا۔ جب آپ نے خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ عرض کیا، یا رسول اللہ مجھ پر اسلام پیش فرمائیے۔ آپ نے اس کی خواہش پر اسلام پر روشنی ڈالی۔ وہ مسلمان ہو گیا۔ حضور کسی مسلمان کو ذلیل نہیں سمجھتے تھے۔ وہ حبشی کہنے لگا۔ یا رسول اللہ۔ اس یہودی کی بکریاں میرے پاس امانت ہیں۔ میں کیسے واپس کروں۔ فرمایا۔ ان کا رخ ادھر کر دو۔ وہ خود بخود اپنے گھر چلی جائیں گی۔ حبشی اٹھا مٹھی بھر خاک زمین سے اٹھائی۔ ان کے منہ پر دے ماری۔ اور کہا، اپنے گھر چلی جاؤ، کہ میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔ سب اکٹھی واپس ہوئیں۔ اور یہاں قلعے میں داخل ہو گئیں۔

اس کے بعد وہ حبشی اسلامی لشکر میں شامل ہو گیا۔ اور ایک پتھر سے شہید ہو گیا۔ قبول اسلام کے بعد اس نے ایک نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ اس کی میت کو حضور کے سامنے لایا گیا، جسے آپ کے پیچھے رکھا گیا۔ اس کے جسے کو حضور نے اس کی میت پر ڈال دیا۔ حضور اس کی طرف متوجہ ہوئے ہی تھے کہ آپ نے فوراً اپنا رخ بدل لیا۔ صحابہ نے وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا، کہ اس کے دائیں بائیں میں نے دو بہشتی حوروں کو دیکھا۔ ابونعیم اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

لیکن ابونعیم نے لکھا ہے، کہ یہ شخص عامر نامی ایک یہودی کا غلام تھا۔ اور خیبر میں ایمان لایا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے وہ حدیث بیان کی۔ جسے ثابت البنانی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا۔ وہ حضور کے ساتھ مسجد میں تھے۔ کہ ایک بدنما حبشی جس کے سر پر ہرن پکڑنے کا جال تھا۔ اور جو مغیرہ بن شعبہ کا غلام تھا۔ آیا حضور نے اسے مر جا کہا۔ اس کے بعد ابونعیم نے اس کے تریحے میں

حدیث بیان کی۔ ہم بھی انشاء اللہ اس کے ترجمے میں بیان کریں گے۔
(سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ) (۴۵۰)

الخفاف: سلمہ بن شیبہ نے حفص بن عبد الرحمن ہلالی سے، انہوں نے اپنے والد سے ایت کی۔ کہ میں ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے کی گلیوں میں گشت پر تھا۔ ہم ایک مکان پر پہنچے جسے فرشتوں نے چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا۔ جب حضور اندر داخل ہوئے، تو وہاں نور سے چکا چوند کا عالم تھا۔ اور ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے نماز کو مختصر کیا۔ تو آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ عرض کیا، فلاں شخص کا غلام ہوں، اور یسار نام ہے دریافت فرمایا۔ تمہارے آقا کا کیا نام ہے۔ اس نے کہا، خفاف۔ صبح کو حضور اکرم نے اس کے موالی کو طلب فرمایا۔ اور غلام کو خریدنا چاہا، انہوں نے وجہ دریافت کی، تو حضور نے فرمایا، کہ میں اسے آزاد کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام ہم ہی کر دیتے ہیں۔ حضور نے اجازت دے دی اور انہوں نے غلام کو آزاد کر دیا۔ دوسری رات کو جب حضور پھر اس مکان پر تشریف لے گئے، تو فرشتے موجود نہ تھے۔ اندر داخل ہوئے۔ دیکھا، کہ غلام مسجد میں پڑا ہے۔ اور روح پرواز کر گئی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ) (۴۵۱)

الراہی: حضور اکرم کے آزاد کردہ غلام تھے، جو آپ کے اونٹ چراتے تھے، جنہیں بنو عریبہ کے کچھ آدمیوں نے قتل کر دیا تھا، اور ان کی آنکھوں میں کانٹے چھبوائے تھے۔ انہیں قبائیں دفن کیا گیا تھا سلمہ بن اکوع سے مروی ہے، کہ حضور کے ایک غلام کا نام یسار تھا۔ جو چراگاہ میں اونٹنیاں چراتے تھے، چونکہ وہ نماز ذوق شوق سے پڑھتے تھے۔ اس لئے آپ نے آزاد فرما دیا تھا۔ اس اثنا میں بنو عریبہ کے کچھ لوگوں نے جن کے پیٹ بڑھ گئے تھے۔ مدینے آکر اسلام قبول کیا۔ حضور نے انہیں اس چراگاہ میں بھیج دیا، جب وہ اونٹنیوں کا دودھ پینے سے تندرست ہو گئے۔ تو غلام کو قتل کر کے اونٹوں کو بھگالے گئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ) (۴۵۲)

بن سبع ابوالنساویہ جہنی یا مزی یہ قول عقیلی یہ اصح ہے۔ ان کی شہرت کنیت سے ہے۔ یہ

عمار بن یاسر کے قاتل ہیں۔ بروایت ان کا نام یسار بن ازہر تھا۔ بعض نے مسلم کہا ہے واسطاً العراق میں مقیم ہو گئے تھے۔ ہم کینتوں میں ان کا ذکر کریں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۳) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

بن سوید الجہنی یا یسار بن عبد اللہ والد مسلم بن یسار بصری، انہوں نے کئی احادیث حفیہ عبد اللہ بن مسلم بن یسار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے داد سے روایت کی ہیں مثلاً جبریل پر مسح، اور سرخ رنگ۔ یہ ابو عمر کا بیان ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا نام یسار ابو مسلم لکھا ہے جو فضالہ بن ہلال کے مولیٰ تھے۔ ابو نعیم کے مطابق ایک روایت میں یسار بن سوید الجہنی آیا ہے، جو بصرے میں ٹھہر گئے تھے۔ ان سے حدیث مسح علی الخفین اور سرخ رنگ کے اثناع کی حدیث مروی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۴) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

بن عبد یسار بن عمرو یا ابن عبد اشہر، وہ نیولیمان بن ہذیل سے تھے۔ کینت ابو عزرہ تھی بصری تھے۔ ان سے ابو الملح ہذلی نے روایت کی۔

نضر بن شمیث نے عبد اللہ بن حمید سے۔ انہوں نے ابو عزرہ یسار بن عبد سے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ سے تھے، روایت بیان کی، رسول اکرم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں جنہیں خدا کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔ پھر آپ نے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهُ عِلْمُ السَّاعَاتِ آیت پڑھی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۵) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

مولیٰ فضالہ بن ہلال، انہیں اور فضالہ کو حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔ انہوں نے یسار کو یسار بن سوید سے، فضالہ کا مولیٰ لکھا ہے۔ لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں نے یسار کو فضالہ کا مولیٰ اور مسلم کا والد اور سوید کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور دونوں نے عبد اللہ بن موسیٰ علوی کی حدیث جو انہوں نے عبد اللہ بن مسلم بن یسار سے، انہوں نے والد سے انہوں نے داد سے روایت کی بیان کی، کہ وہ اپنے آقا فضالہ کے ساتھ حجۃ الوداع میں موجود تھے، کہ انہوں نے حضور اکرم کو فرماتے سنا، نماز، نماز، خواتین، خواتین۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ دونوں کی حیثیت برابر ہے

واللہ اعلم۔

(۲۵۶) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

ابو فکیہ، جو صفوان بن امیہ کے مولیٰ تھے۔ جب رسول اکرمؐ جناب عمار، ابو فکیہ یسار اور اس قسم کی مفلس لوگوں کے ساتھ مل بیٹھے، تو کفارِ قریش آپؐ کی ہنسی اڑایا کرتے۔

(۲۵۷) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی محمد بن اسحاق صاحب المغازی کے دادا تھے۔ جعفر بن عبد الواحد سے مروی ہے کہ ان سے محمد بن اسحاق بن کثیر بن یسار نے بیان کیا، کہ ان سے کرامہ دختر محمد بن اسحاق بن یسار نے اپنے والد محمد سے، انہوں نے اپنے والد اسحاق سے انہوں نے یسار سے روایت کی، کہ انہیں حضورؐ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپؐ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا، اور دعا فرمائی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۵۸) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

مولیٰ عمرو بن عمیر ثقفی، یہ طائف سے نکل کر حضورؐ کے پاس آگئے تھے۔ اور آپؐ نے آزاد فرما دیا تھا ان کے نوے یا ستر بچے تھے بہ مقام سرف بنو تمیم اور بنو عقیل میں شادی کی تھی۔ اور حجاج بن یوسف کی سرکار میں ملازم رہے تھے۔ یہ جعفر کا بیان ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے

(۲۵۹) (سیدنا) یسار (رضی اللہ عنہ)

مولیٰ مغیرہ بن شعبہ، یہ حبشی تھے۔ حضورؐ کے عہد میں فوت ہوئے۔ موسیٰ بن ابو عبیدہ نے ثابت البنانی سے انہوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی۔ وہ مسجد میں حضورؐ کے پاس بیٹھے تھے۔ کہ ایک بھدا سا حبشی، جس کے سر پر ہرن کپڑے کا خیال تھا، آیا، حضورؐ نے اسے خوش آمدید کہا۔ اس کے بعد راوی نے ایک لمبی چوڑی حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ نے تو ترجمے اور حدیث کو اسی انداز میں بیان کیا ہے۔ جس انداز میں کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ لیکن ابو نعیم نے اس حدیث کو یسار حبشی کے ترجمے میں (جو عام یہودی کا غلام تھا اور غزوہ خیبر میں موجود تھا، بیان کیا ہے، اور پھر یہ حدیث لکھ دی ہے، اس کا خیال تھا کہ دونوں ایک ہیں۔ اور جس نے انہیں دو مختلف آدمی قرار دیا، اس کا خیال یہ تھا کہ اول الذکر عام یہودی کا غلام تھا جو خیبر میں موجود تھا۔ اور وہاں

مشرق بہ اسلام ہوا۔ اور ابو ہریرہ بھی خیمہ میں اسلام میں لائے۔ تو کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ ابو ہریرہ نے یسار کو مسجد میں دیکھ لیا۔ اور پھر حدیث کو ترجمے میں عین بعین اسی طرح نقل کر کے اسے مغیرہ بن شعبہ کا غلام قرار دیا ہے۔ جو صریح تناقض ہے۔

یسار ابو ہند حجام۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فصدینگ اور چھری سے لی تھی کیونکہ اس کھانے کی وجہ سے جو خیمہ میں حضور نے ایک یہودیہ کی ضیانت میں کھایا تھا، اور جس میں زہر تلایا گیا تھا۔ اس شکایت کے دفعیہ کے لئے آپ ہر سال فصد لگوا یا کرتے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۰) (سیدنا، یسار رضی اللہ عنہ)

مولیٰ ابو الہشیم بن تہان۔ غزوہ احد میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶۱) (سیدنا، یسیر رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبادہ بن عمیر بن سریح بن یجاد بن عبید بن مالک بن غالب بن قطیعہ بن عیس بن بغیض العیسیٰ۔ ابو الشغب عیسیٰ سے مروی ہے۔ کہ بنو عیس کے سات قبیلے، جو مہاجرین اولین سے تھے۔ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں یسر بن حارث بھی تھے۔ وہ ایمان لائے۔ اور حضور نے ان کے لئے دعائے خیر فرمائی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور ابن کلبی اور ابن ماکولانے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔

(۲۶۲) (سیدنا، یسیر رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الصاری یا السیر۔ ابو عوانہ نے ان کی حدیث داؤد بن عبد اللہ سے، انہوں نے حمید بن عبد الرحمن سے روایت کی کہ وہ یزید بن معاویہ کے عہد خلافت میں جناب یسیر کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ کہنے لگے: لوگ کہتے ہیں کہ یزید اچھا آدمی نہیں۔ میں ان سے متفق ہوں۔ لیکن میں امت محمدیہ میں اتفاق کو افتراق پر ترجیح دیتا ہوں۔ کیونکہ حضور کا ارشاد ہے، کہ اتفاق میں بھلائی ہے نیز آپ نے فرمایا، کہ جہاں علاحہت ایمان ہے۔

امیر ابو نصر نے انہیں صحابی شمار کیا ہے، اور ان سے حمید بن عبد الرحمن نے روایت کی۔

(۴۶۳) (سیدنا) لیسیر رضی اللہ عنہ

ابن عمرو الکندی السکونی یا درکی یا شیبانی کوئی :- انہیں عدم بلوغت کی حالت میں حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔ جب حضور اکرمؐ کا انتقال ہوا۔ تو لقیول ابن معین ان کی عمر دس برس اور بروایتے گیارہ سال تھی۔ ابن فضیل اور ابو معاویہ نے، شیبانی سے اور انہوں نے لیسیر سے یہی روایت کی، ابو الحیار ابن معین، جنہوں نے ابن مسعود سے روایت کی۔ ان کا نام اسیر بن عمر بیان کیا۔ اور انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی، اور حجاج کے زمانے تک زندہ رہے، انہوں نے آپ سے دو حدیثیں روایت کیں۔ ایک مادہ کھجور کا ملاپ اور دوسری دربارہ فصد۔

بقول ابن المدینی، اہل بصرہ انہیں اسیر بن جابر کہتے ہیں۔ اور ان سے حضرت عمرؓ کی دو حدیثیں روایت کرتے ہیں، جو اولیں قرنی کے بارے میں ہے۔ اہل کوفہ میں بعض لوگ انہیں لیسیر اور بعض اسیر کہتے ہیں۔

اہل بصرہ میں زرارہ بن اوفی۔ ابن سیرین۔ ابو عمران الجونی اور حمید بن ہلال نے روایت کی ہے اور کوفیوں میں ابو اسحاق شیبانی۔ ابو عمرو شیبانی۔ اور ان کے بیٹے قیس بن لیسیر نے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ بقول ابن ماکولا، یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہجرت میں پیدا ہوئے۔

(۴۶۴) (سیدنا) لیسیر رضی اللہ عنہ

بن عنیس بن زید بن عامر بن سواد بن ظفر انصاری ظفری :- ایک روایت میں ان کا نام لیسیر مذکور ہے۔

باب یا وعین و قا

(۴۶۵) (سیدنا) یعقوب رضی اللہ عنہ

بن اوس : خالد الخداز نے قاسم بن ربیعہ سے، انہوں نے ایک صحابی یعقوب بن اوس سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا، یاد رکھو، قتل خطا قتل عمد کے مشابہہ ہے اس بنا پر جو شخص کوڑے یا لالچھی سے مارا جائے، وہ بھی اس میں شامل ہوگا۔ اور اس کی چالیس

اقسام ہیں۔
 احمد بن زبیر کہتے ہیں کہ یعقوب صحبت سے فیض یاب نہیں ہوئے اور حماد بن سلمہ نے حمید سے
 انہوں نے قاسم بن ربیعہ سے، انہوں نے حضور اکرم سے مرسل بیان کیا۔ نیز انہوں نے علی بن زید
 سے، انہوں نے یعقوب سدوسی سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے انہوں نے حضور اکرم
 سے روایت کی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۶) (سیدنا، یعقوب رضی اللہ عنہ)

بن حصین نے حضور کی زیارت کی، اور ان سے مجاہد بن جبر نے بیان کیا۔ کہ میں نماز میں آپ کے
 دائیں بائیں بالجہر سلام پھرتے ہوئے، رخسار مبارک دیکھ رہا ہوں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۳۶۷) (سیدنا، یعقوب رضی اللہ عنہ)

بن زمرہ و جعفر نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عبدالرزاق نے ابن عریج سے انہوں نے عمرو
 بن شعیب سے، انہوں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت کی، کہ وہ رسول اکرم کے ساتھ ان
 وادیوں میں گھوم پھر رہے تھے، کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ آپ نماز کے لئے رک گئے اور ہم بھی، کہ
 شعب ابودب سے ایک جنگلی گدھا نمودار ہوا۔ حضور اکرم نے تکبیر تحریمہ کہنے میں توقف فرمایا۔ اس
 دوران میں یعقوب بن زمرہ (بنو اسد کے بھائی) نے اسے ڈرایا اور بھگا دیا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر
 کیا ہے۔

(۳۶۸) (سیدنا، یعقوب رضی اللہ عنہ)

القبطی جو انصار میں آزاد کردہ غلام تھے۔ انہوں نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا۔ جب حضور اکرم کو معلوم
 ہوا۔ تو آپ نے دریافت فرمایا۔ کیا ابو مذکور کے پاس اس کے علاوہ بھی کچھ مال ہے؟ لوگوں نے عرض
 کیا، نہیں۔ حضور نے فرمایا۔ مجھ سے کون اسے خریدے گا۔ چنانچہ نعیم الجمام نے آٹھ سو درم سے خرید
 لیا۔ بعدہ حضور نے فرمایا۔ اس رقم کو اپنی ذات پر خرچ کرو۔ اور اگر کچھ بچ جائے، تو اقارب پر اور اگر
 پھر بھی بچ جائے۔ تو فلاں فلاں بھارت میں صرف کرو۔

راوی نے آزاد کرنے والے اور آزاد کردہ غلام کا نام بیان نہیں کیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے
 اس کی تخریج کی ہے، ابن ماکولانے اس کا نام یعقوب قبطی لکھا ہے یہ وہ شخص ہیں، جنہیں مقوقس نے

ماریہ قبطیہ کے ساتھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ روانہ کیا تھا اور وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ اور بنو فہر کی ولایت میں آگئے تھے یہ نہیں کہا جاسکتا، کہ یہ وہی ہیں، یا کوئی اور۔

(سیدنا، یعلیٰ رضی اللہ عنہ) (۴۶۹)

بن امیہ بن ابی عبیدہ بن ہمام بن حارث بن بکر بن زید بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناہ بن تمیم التیمی حنظلی ابو صفوان یا ابو خالد ان کا عرف یعلیٰ بن منیہ ہے اور منیہ ان کی والدہ ہیں اور منیہ دختر غزوان، وہمیشہ عقبہ بن غزوان ہیں، ایک روایت میں منیہ دختر حارث بن جابر آیا ہے۔ اس بنا پر وہ عقبہ بن غزوان بن حارث کی پھوپھی ہیں۔ یہ مدائنی، مصعب اور ان کے بیٹے عبد اللہ کی رائے ہے۔ ایک اور روایت میں منیہ دختر جابر کو عقبہ بن غزوان کی پھوپھی کہا گیا ہے زبیر کہتے ہیں، کہ وہ یعلیٰ بن امیہ کی دادی ہیں۔ ابو عمر لکھتے ہیں، کہ زبیر غلطی پر ہیں۔ ابن ماکول لکھتے ہیں، کہ یہ خاتون عوام بن خویلد کی والدہ اور زبیر بن عوام کی دادی تھیں۔ اور یعلیٰ بن امیہ تمیمی حلیف بن نوفل، کی دادی بھی تھیں اور وہ اسی نام سے معروف تھے۔ اور یہی دارقطنی کی رائے ہے، اور محدثین اور مورخین کی رائے یہ ہے کہ منیہ دختر غزوان، عقبہ کی ہمیشہ ہیں۔

یعلیٰ بن منیہ، فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے، اور غزوہ حنین، طائف اور تبوک میں شریک ہے ابن مندہ کے مطابق یہ صحابی غزوہ بدر میں شامل تھے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ نیز یہ بنو نوفل بن عبد مناف کے حلیف تھے۔ انہیں حضرت عمرؓ نے مین کے ایک حصے کی حکومت دی تھی۔ بعد میں حضرت عثمانؓ نے انہیں صتعا کا والی مقرر کیا۔ ایک دفعہ وہ حضرت عثمانؓ سے ملنے آئے۔ تو اتفاقاً حضرت علیؓ کا گزر ادھر سے ہوا۔ وہاں ایک عمدہ سا خچر بندھا دیکھا۔ تو دریافت کیا۔ یہ کس کا ہے۔ جب معلوم ہوا، کہ یعلیٰ بن منیہ کا ہے تو تعجب سے فرمایا، بلاشبہ یعلیٰ کو خلیفہ کا تقرب خاص حاصل ہے۔

مدائنی لکھتے ہیں۔ کہ یعلیٰ مینی انواج کے کماندار تھے، کہ انہیں خلیفہ کی شہادت کی خبر ملی وہ ان کی امداد کے ارادے سے مدینے کو روانہ ہوئے۔ راہ میں اونٹ سے گر پڑے اور ان کی ران ٹوٹ گئی بعد ازاں ایام حج وارد مکہ ہوئے، تو لوگ ان سے ملنے آئے۔ انہوں نے اعلان کیا کہ جو شخص بھی حضرت عثمانؓ کا انتقام لینے کے لئے روانہ ہوگا۔ اس کے ساز و سامان کی فراہمی ان کے ذمے ہوگی چنانچہ انہوں نے زبیر بن عوام کو ایک ہزار چار سو اونٹ، نیز قریش کے ستر آدمیوں کو اور ام المومنین عائشہ

کو وہ اونٹ فراہم کیا جس پر وہ سوار تھیں۔ اس اونٹ کا نام عسکر تھا۔
 یعلیٰ بن مزیہ بڑے کریم اور سخی تھے، جنگ جمل میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے لشکر میں تھے۔ بعد میں حضرت
 علی رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں شامل ہو گئے۔ اور جنگ صفین میں موجود تھے۔

ان سے ان کے بیٹے صفوان، عکرمہ اور مجاہد وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کثیر راویوں نے بائناہم
 تا ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سے روایت کی، کہ ہمیں قتیبہ نے، انہوں نے سفیان بن عیینہ سے، انہوں نے
 عمرو بن دینار سے، انہوں نے عطاء سے، انہوں نے صفوان بن یعلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد
 سے روایت کی، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر قرأت کرتے سنا، حاضرین نے یا مالک
 اونچی آواز سے کہا تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۰) (سیدنا، یعلیٰ رضی اللہ عنہ)

بن حارثہ ثقفی: بنو زہرہ بن کلاب کے حلیف تھے اور بقول ابو معشر جنگ یمامہ میں شہید
 ہوئے۔ ابن اسحاق کے مطابق ان کا نام حی بن حارثہ تھا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۱) (سیدنا، یعلیٰ رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف قرشی ہاشمی: حضور کے عمزاد اور سید الشہداء کے
 بیٹے تھے۔

ذہیر کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبد المطلب کی نسل سے سوائے یعلیٰ کے کوئی نہ بچا۔ اور ان کی پشت سے
 پانچ بچے پیدا ہوئے۔ جو سب فوت ہو گئے۔ اور یوں حمزہ بن مطلب کی نسل ختم ہو گئی۔ ابو عمر نے ان
 کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴۲) (سیدنا، یعلیٰ رضی اللہ عنہ)

عامری: ابو موسیٰ لکھتے ہیں کہ ابن ماجہ نے سنن میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے عفان
 سے، انہوں نے وہیب سے، انہوں نے ابن خلیفہ سے، انہوں نے سعید بن ابی راشد سے انہوں
 نے یعلیٰ العامری سے روایت کی، کہ امام حسن اور حسین آئے۔ اور ایک حدیث پر غور کر رہے تھے
 لیکن راوی نے اس حدیث کا ذکر نہیں کیا، جو اس ترجمے میں بیان کی ہے۔ ابو عمر نے انہیں یعلیٰ
 عامری اور بعض اور نے انہیں یعلیٰ بن مرہ لکھا ہے۔ اور حضور اکرم سے ایک حدیث حضرت امام حسن

اور حضرت امام حسین کی فضیلت میں روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۲۷۳) (سیدنا) یعلیٰ (رضی اللہ عنہ)

بن مرہ بن وہب بن جابر بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن ثقیف الشقیفی وعتاب
برادر معتب جدِ عروہ بن مسعود بن معتب۔ اسلام لائے، اور حضور اکرمؐ کے ساتھ حدیبیہ میں بیعت
رضوان غزوہ خیبر، فتح مکہ غزوہ حنین اور طائف کے معرکے میں موجود تھے۔ ایک روایت میں انہیں
عامری لکھا ہے، یہ ابو عمر کا قول ہے۔

آپ کے فاضل صحابہ سے تھے۔ طائف کے غزوے میں حضور اکرمؐ نے انہیں طائف کے انگور
کاٹنے کا حکم دیا تھا۔ ان کی کنیت ابو المرزم تھی۔ اور ان کی والدہ کا نام سیابہ تھا۔ کبھی انہیں یعلیٰ
بن سیابہ بھی کہتے تھے۔ یہ ابن معین کا قول ہے۔ یہ صحابی حضرت علیؑ کے حامیوں میں تھے۔ کوفہ
یا بصرے میں سکونت اختیار کی وہاں ان کا ایک مکان تھا۔

ان سے ان کے بیٹے عبداللہ، عبداللہ بن حفص اور سعید بن ابوراشد وغیرہ نے روایت کی۔
ابو القاسم لعیش بن صدقہ بن علی الفقیہ نے باسنادہ ابو عبد الرحمن سے، انہوں نے محمود بن غیلان سے
انہوں نے ابو داؤد سے، انہوں نے شعبہ سے، انہوں نے عطاء بن سائب سے انہوں نے ابو حفص
بن عمر سے انہوں نے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ نے ایک شخص کو پھٹے پرانے کپڑوں
میں دیکھا۔ فرمایا، جاؤ اور اسے ہنلاؤ۔

عفان نے وہیب سے، انہوں نے ابن خلیثم سے، انہوں نے سعید بن ابوراشد سے انہوں نے
یعلیٰ عامری سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعوت میں جا رہے تھے، کہ راہ میں
امام حسین بچوں میں کھیل رہے تھے۔ آپ نے جماعت سے علیحدہ ہو کر اپنا ہاتھ امام حسین کو بکڑنے کے
لئے پھیلایا۔ امام کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھاگ رہے تھے۔ آخر آپ نے انہیں بکڑ لیا۔ فرمایا۔ اے اللہ
میں اس بچے سے محبت کرتا ہوں، اور جو اس سے محبت کرے۔ اس سے بھی محبت کرتا ہوں حسین
میرے بیٹوں میں ایک بیٹا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے، کہ یعلیٰ عامری، جن کا ذکر گزر چکا ہے۔
وہی یعلیٰ بن مرہ ثقیفی ہیں، کوئی انہیں عامری اور کوئی ثقیفی گردانتا ہے۔ اور اکثر محدثین بنو ثقیف

کو نبوہوازن ہی سے شمار کرتے ہیں۔ اور اس سلسلہ نسب کو یوں لکھتے ہیں: ثقیف بن منبہ بن بکر بن ہوازن اور عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن۔ چنانچہ یہ دونوں سلسلہ ہائے نسب بکر میں جمع ہو جاتے ہیں۔ اسی لئے کوئی انہیں عامری اور کوئی ثقفی کہتا ہے۔ جیب صورت حال یہ ہے اور ابن مندہ نے اس حدیث کی روایت میں انہیں عامری لکھا ہے اور ان سے وہی حدیث روایت کی ہے جو ابو موسیٰ نے یعلیٰ عامری سے حضرت امام حسین کی فضیلت کے بارے میں بیان کی ہے۔ تو اعتراض کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں نکل سکتی ابواحمد عسکری نے، یعلیٰ بن مرہ عامری اور یعلیٰ بن مرہ ثقفی کو دو علیحدہ آدمی شمار کیا ہے۔ والتدا علم۔

(۴۷۴) (سیدنا) یعلیٰ (رضی اللہ عنہ)

ابن قانع نے ان کا ذکر کیا ہے، انہوں نے باسنادہ ولید بن مسلم سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عمرو بن یعلیٰ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ سونے کی انگوٹھی پہنے تھے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا۔ کیا تم اس کی زکات ادا کی ہے۔ انہوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا اس میں بھی زکات ہے۔ فرمایا، جلتا انکارہ۔ ابن الدباغ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۵) (سیدنا) یعمر (رضی اللہ عنہ)

السعدی سعد ہذیم :- پھر ابو حارث بن سعد سے۔ اور حارث عذرہ بن سعد کے بھائی سے ان کی کنیت ابو خزامہ تھی۔ یہ ابو نعیم کا قول ہے۔ ایک روایت کے مطابق وہ ابو خزامہ کے والد ہیں اور یہی درست ہے۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کی روایت ہے۔

نیز ابو نعیم نے باسنادہ ابن وہب سے، انہوں نے یونس اور عمرو بن حارث سے اور انہوں نے ابن شہاب سے، انہوں نے ابو خزامہ سے جو ابو حارث بن سعد کے فرد ہیں، روایت کی، کہ ان کے والد نے رسول کریمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! ہم بیماریوں سے بچاؤ کے لئے دواؤں جنتر منتر اور اسی طرح کی کئی حفاظتی تدبیروں کا استعمال کرتے ہیں۔ کیا یہ اللہ کی تقدیر کو بدل سکتی ہیں حضور اکرمؐ نے فرمایا، یہ بھی اللہ کی تقدیر ہی ہے۔ اسی طرح ترمذی نے سعید بن عبد الرحمن مخزومی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے زہری سے، انہوں نے ابو خزامہ سے، انہوں نے اپنے

والد سے روایت کی، کہ ایک آدمی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور اس نے
 دو ادارہ اور منتر جنت کے بارے میں سوال کیا۔ نیز انہوں نے من غیر وجہ نہری سے۔ انہوں
 نے ابو خزیمہ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اور یہ اصح ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر
 کیا ہے۔

(۴۷۶) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہا)

الجہتی: ذوالقرنہ کے نام سے مشہور ہیں۔ انہوں نے کوفے میں حدیث بیان کی۔ ان سے عبد الرحمن
 بن ابی لیلی نے روایت کی کہ حضور کی خدمت میں ایک شخص آیا اور دریافت کیا، کہ کیا اونٹ کا گوشت
 کھانے سے کلی کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا، ہاں! اس نے پھر دریافت کیا۔ کیا ان کی قیامگاہوں میں
 نماز جائز ہے۔ فرمایا نہیں، اس نے پھر گزارش کی، کیا بکری کے گوشت سے کلی کرنا چاہیئے، فرمایا
 نہیں، کیا ان کے باڑے میں نماز جائز ہے۔ فرمایا، ہاں تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۷) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہا)

بن طحفة الغفاری شامی: ان سے ابن ہبیب نے، ان سے عبد الرحمن بن جبیر بن نفیر نے
 ان سے یعیش الغفاری نے روایت کی۔ حضور اکرم کے پاس ایک اونٹنی لائی گئی۔ آپ نے فرمایا۔
 اس کا دودھ کون دوھیگا، ایک آدمی کھڑا ہوا، حضور نے نام پوچھا، تو اس نے کہا مرہ، فرمایا، بیٹھ
 جاؤ، پھر ایک آدمی اٹھا، جس نے اپنا نام جمرہ بتایا۔ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ پھر میں اٹھا اور
 میں نے اپنا نام یعیش بتایا، تو آپ نے دوہنے کی اجازت دے دی، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۸) (سیدنا) یعیش (رضی اللہ عنہا)

غلام بنومغیرہ: وکیع نے سفیان سے، انہوں نے حبیب بن ابوثابت سے، انہوں نے عکرمہ
 سے روایت کی، کہ رسول کریم بنومغیرہ کے ایک عجمی غلام کو پڑھاتے تھے۔ وکیع کہتے ہیں، کہ سفیان نے
 انہیں بتایا، کہ انہوں نے اسے دیکھا، اس کا نام یعیش تھا۔ قرآن میں ارشاد ہوا ہے "ولقد نعلمو

انہم لبقولون انما یعلمہ بشر لسان السدی یلحدون الیہ

العجمی وھذا لسان عربی مبین

ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۷۹) ریدنا، یفوذان رضی اللہ عنہ

بن یفریدویہ، ان سے مروی ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا! علم مومن کا دوست، عقل رہ نما، عمل قیم، صبر اور علم اس کے لشکر کے امیر ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب یا ومیم، نون وواو

(۴۸۰) ریدنا، الیمان رضی اللہ عنہ

بن جابر ابو حذیفہ :- ایک روایت میں ان کا نام حسیل ہے۔ ہم ان کا نسب ان کے بیٹے حذیفہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ابو الطفیل نے حذیفہ سے روایت کی کہ وہ اور ان کے والد غزوہ بدر میں شرکت کے لئے روانہ ہوئے، مگر راستے میں انہیں کفار قریش نے پکڑ لیا۔ کیونکہ انہیں خدشہ تھا، کہ دونوں باپ بیٹا اسلامی لشکر میں شامل ہونے جا رہے ہیں۔ جب انہوں نے کفار سے عہد کیا، کہ وہ مدینے جا رہے ہیں، اور ان کے خلاف جنگ میں شریک نہیں ہوں گے، تو کفار نے ہا کر دیا۔ انہوں نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ تو آپ نے انہیں ایفائے عہد کی اجازت دے دی۔ اور فرمایا، اللہ ہمارا حامی و مددگار ہو۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابو عمر نے اس لئے ان کا ذکر نہیں کیا کہ میان کے بارے میں محدثین میں اختلاف ہے کہ یہ کس شخص کا لقب ہے۔ ابن کلیبی اور ابن حبیب کے مطابق یہ جرودہ کا لقب ہے، اور حذیفہ اور جرودہ کے درمیان کئی پشتیں ہیں، مثلاً حذیفہ بن حسیل بن جابر بن ربیعہ بن عمرو بن جرودہ، اور یہی آدمی میان ہے۔ اس کا ذکر با تفصیل گزر چکا ہے۔

(۴۸۱) ریدنا، یناق رضی اللہ عنہ

جد حسن بن مسلم بن یناق، ان کی حدیث کو علی بن حجر وغیرہ نے عمر بن ہارون سے، انہوں نے عبدالعزیز بن عمر سے، انہوں نے حسن بن مسلم بن یناق سے روایت کی ہے، کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حجۃ الوداع کے موقع پر حاضری دی۔ جب زوال ہوا۔ تو آپ نے لوگوں کو وعظ فرمانا شروع کیا۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(۴۸۲) (سیدنا، یوسف رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن سلام، ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ مدنی ہیں حضورؐ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ نے انہیں اپنی گود میں بٹھایا، سر پر ہاتھ پھیرا اور یوسف نام رکھا بقول واقدی، ابو یعقوب کنیت تھی۔ حضورؐ سے کئی احادیث روایت کیں۔ ان سے محمد بن منکدر وغیرہ نے روایت کی۔ ان سے مروی ہے، کہ آپ نے روٹی کا ٹکڑا لے کر اس پر کھجور رکھی، فرمایا، یہ اس کا سالن ہے۔ دونوں کو تناول فرمایا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(۴۸۳) (سیدنا، یوسف رضی اللہ عنہ)

القہری۔ نسب مذکور نہیں۔ ان سے ان کے بیٹے یزید بن یوسف نے روایت کی۔ کہ حضورؐ نے فرمایا، اگر جریج راہب فقیہہ اور عالم ہوتا، تو وہ خدا کی عبادت پر اپنی والدہ کی خدمت گزار کی کو ترجیح دیتا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(۴۸۴) (سیدنا، یونس رضی اللہ عنہ)

بن شداد الازدی :- یہ قول ابن مندہ اور ابو نعیم نامعلوم آدمی ہیں۔ ابو یاسر نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انہوں نے ابو موسیٰ عنتری سے، انہوں نے محمد بن عثمان سے۔ انہوں نے سعید بن لیث سے انہوں نے قتادہ سے، انہوں نے ابو قلابہ سے، انہوں نے ابو الشعثاء سے، انہوں نے یونس بن شداد سے روایت کی، کہ حضورؐ نے ایام تشریق کے روزے سے منع فرمایا۔ تینوں نے ذکر کیا ہے۔

(۴۸۵) (سیدنا، یونس رضی اللہ عنہ)

ابو محمد ظفری الصاری اوسی۔ بقول ابن مندہ مدنی ہیں۔ ابو نعیم کو فی بتاتے ہیں۔ ابن ابی ندیک نے ادریس بن محمد بن یوسف سے انہوں نے اپنے والد سے۔ انہوں نے داد سے روایت کی کہ حضورؐ نے فرمایا، کہ موچھوں کو کٹواؤ۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

تمت بالخیر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اسلام العابدین

فصل

معرفة الصحابة

علامہ امام ابی الحسن علی البخاری ابن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

جناب پروفیسر غلام ربانی عزیز،

مکتبہ نبویہ ○ گنج بخش روڈ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ